مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بی زبان بی دہن ہی نطق کام اللہ کا
سب کلاموں سی ہی بالاتر کلام اللہ کا

ومیان بندون کو ہی لازم صبح شام اللہ کا
دلمین یاد اللہ کی ہو لب پہ نام اللہ کا

کون جانی ہست کس کی کیا کس کی نیست
کارخانہ یون ہی جاری ہی مدام اللہ کا

تابع فرمان نجوم چرخ و ذرات زمین
دونون عالم مین ہی کیسا انتظام اللہ کا

آسمان پر بھی کوئی فارغ عبادت سی نہین
مہر و مہ کرتی ہین سجدہ صبح شام اللہ کا

باہمین مل کر ہوا سی جو صدا دیتی ہین برگ
فی الحقیقت ذکر کرتی ہین تمام اللہ کا

مفلسی مفلس کی منعم کی بجا ہے منعمی
مصلحت سی کب کوئی خالی ہی کام اللہ کا

ہی یہ ظاہر وہ کسی کا ہے نہ اوس کا ہی کوئی
لم یلد ہے اور لم یولد کلام اللہ کا

بطن مین کودک تو کیڑا سنگ مین پاتا ہی رزق
پرورش کرنا زمانی کا ہی کام اللہ کا

دیکھتا سنتا ہے سب لیکن نہین ہی چشم و گوش
سب جگہ ہی پر نہین کوئی مقام اللہ کا

مغفرت کی روز محشر کیون نہو ہمکو امید
سنتی ہین لیتی ہین ہم غفار نام اللہ کا

بھر گیا ایسا ہماری نالۂ دل کا دھوان
یہ جہاز گنبد گردان دخانی ہو گیا

سنکے باتین اوسکی پردے ہی مین غش آگیا
شعلۂ آواز برق لن ترانی ہو گیا

صبح کو خورشید ہوتا ہی عیان حیران ہے
کیون نہان پیری مین خورشید جوانی ہو گیا

کعبہ و بتخانہ دونون بیچ آئی ہین اسیر
تھا جہان پتھر مری نالون سی پانی ہو گیا

جدا قرار مین بیگانہ و یگانہ ہوا
پلک جھپکتی ہی کچھ اور کارخانہ ہوا

ہی حرص کے بعد یہ قرآن کو دیکھ کر بھی
کہ نامہ دیکھی ہمین نامہ بر روانہ ہوا

کیا ہے آپکے دولت کا خاصہ پیدا
کہ جسطرف ہوئی تم اوسطرف زمانہ ہوا

یہی سجود بھی خسرا پرستون کی
ترش کی بت جو ترا سنگ آستانہ ہوا

شباب تھا کہ آئی نسیم کا جھونکا
کہ دفعتہ ادہر آیا اور ادہر روانہ ہوا

دیے خدا نے عوض ایک ایک کی دس دس
کریم بانٹ کی زر صاحب خزانہ ہوا

ظہور حشر ہو دیکھین جمال یار کہین
دراز ترک ملاقات کا زمانہ ہوا

لگا رہا ہی جو شرطین نماز مین واعظ
خدا کا گھر ہے نہ ٹھہرا قمار خانہ ہوا

خوشا وہ تن جو تری تیغ کا بنا چورنگ
خوشا وہ دل جو تری تیر کا نشانہ ہوا

کہی جو موسم پیری لئی اپنی بال سفید
مقام خندۂ دندان نمای شانہ ہوا

بقدر حال ہین قوت مین سب غریب آزار
دہن کو دانت ملی تبہی دانہ ہوا

تمہین نصیب ہے بزم عیش و صحبت غیر
کفن ملا نہ ملا دفن مین ہوا نہ ہوا

رکا جو تکمہ مین گلگون سرشک خون مین کا
تو اوسکے جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

لیا ہی شوق کی مضمون نے کاغذ بادی
ہوا کی دوش پہ نامہ مرا روانہ ہوا

شگفتہ کیوں نہ کہیں داغ وحشت کو اسیر
کوچۂ زنجیر زلف آسا معطر ہو گیا

حال بیتابی عیاں اشکوں سی سب پر ہو گیا
ترجمان دل ہمارا دیدۂ تر ہو گیا

اشک افشاں قبر میں بھی دیدۂ تر ہو گیا
بوریا زیر قدم پانی کی چادر ہو گیا

ایک ہفتہ وصل اگر اوس شاہ خوبی سی رہا
میں گدا بھی بادشاہ ہفت کشور ہو گیا

تیر سکتا ہی کوئی جوش محیط عشق میں
مچھلیوں کا رزق بازوی شناور ہو گیا

موذیوں کی پرورش ہی باعث آزار خلق
خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا

خاکساری سی نہیں بہتر جہاں میں شے
مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا

خط پشت لب ترا دیکھا تو یہ آیا خیال
آتش یاقوت سی پیدا سمندر ہو گیا

چرخ گرداں ہی ترقی میں تنزل کو قبول
ماہ نو ہو کر قوی کیا جلد لاغر ہو گیا

زیر پا سمٹی یہ راہ شوق جاتا میں زمیں
عرصۂ کونین ذری کے برابر ہو گیا

رفتہ رفتہ محفل محبوب میں پہنچا رقیب
دخل اس ابلیس کا جنت میں کیونکر ہو گیا

بعد مدت چاہ سی نکلا جو پھر قاصدے
ہو کی اونچا ابر میں پنہاں کبوتر ہو گیا

اشک بی تاثیر سی گھٹتا ہی لوث معصیت
دین گریبان سی دامن شمع کا تر ہو گیا

دل سی جاتا ہی کوئی اوس شاہ خوبی کا خیال
نقش سنگ آئینہ میں عکس سکندر ہو گیا

بی تمیزوں کو تمیز خلعت و حرمت کہاں
خون حیض دختر رز شیر مادر ہو گیا

دیکھی پروانی جو گرد شمع یہ آیا خیال
مجمع زیر علم جانباز لشکر ہو گیا

ہوت رہ غمگشن بچھ گئی جب گل اٹھی ہی اسیر
میں یہ سمجھا باغ میں فرش شجر ہو گیا

شیرہ کی مژگان نی تری تیر کو چلنے نہ دیا
نام تلوار کا ابرو نی نکلنے نہ دیا

سر کو دہنی نہ دیا ہاتہونکو اوٹہنے نہ دیا
ضعف نی ایک بھی ارمان نکلنی نہ دیا

تاب نظارۂ معشوق کہاں عاشق کو
غش نی موسی کو سر طور سنبہلنی نہ دیا

دخل پایا جو مقدر سی تو پانی ہی یہ ہوا
کہ ہوا کو بھی تری کوچے مین چلنی نہ دیا

چمن دل مین اوگا بھی جو کوئی نخل امید
کاٹ دی یاس نی جڑہ پہولنی پہلنی نہ دیا

کیسی سبقت تھی کہ خود چاہ سی نکلی یوسف
چاہ سی اپنی زلیخا کو نکلنے نہ دیا

قصد اوٹہنی کا ہم اوس بزم سی کیونکر کرتی
ادب حسن نی زانو بھی بدلنی نہ دیا

ضبط رونی کا کیا دیدۂ تر نی ایسا
لاکہ اوبلا پہ کنوان ہمنی اوبلنی نہ دیا

محتسب ہمکو ہوا ضعف ہمارا ساقی
حلم کو ہاتہ پہ رعشی نی سنبہلنی نہ دیا

کچھ عجب چرخ نی اندھیر کیا ہجر کی شب
چاند کیا ایک ستاری کو نکلنی نہ دیا

اوسکی قسمت مین کہان میوۂ گلزار بہشت
ذائقہ جسکو تری تیغ کے پہل نی نہ دیا

روئی قاتل کا مین جی بہر کی نظارہ کرتا
دشنہ اتنا بھی تہ تیغ اجل سنی نہ دیا

جبتلک اوس گل عارض کی نہ باندہی مضمون
رنگ محفل مین کبھی اپنی غزل نی نہ دیا

اوٹھ چلی بیٹھتی ہی آپ مری پہلو سی
دل مضطر کو ذرا تہمنی سنبہلنی نہ دیا

تب فرقت سی یہ ہر جان بچای گا دہی
آگ مین جیسی براہیم کو جلنے نہ دیا

خوشخرامی کا جو آیا اونہین گلشن مین خیال
کبک وعا اوس کو دو گام بہی چلنی نہ دیا

کام کیا ہی کہ چلی تابشش خورشید بحکم
دوپہر کو بھی ذرا آپ نی ڈہلنی نہ دیا

کوچہ اوس شوخ کا تہا بہول بہلیان شاید
ورکسی طرح مری دلکو نکلنے نہ دیا

طوق کا جرم تہ زنجیر کی تقصیر اسیر

قید سے مجھکو نقاہت نے نکلنے نہ دیا

موے جو ہم تو وہ تابوت کے قریب آیا
بدن سے جان جو رخصت ہوئی طبیب آیا

حضور یار جو آئی وہی ہے باعث رشک
جو غش سے آیا میں سمجھا رقیب آیا

تپ آئیگی نہ کبھی اب نہ درد سر ہوگا
مری علاج کو جلاد سا طبیب آیا

گیا شباب ہوئی پیری ہے قضا باقی
جو وقت دور تھا ہم سے بہت قریب آیا

تمہاری چشم سے بادام خاک ہمچشم ہو
ازل سے لیسکی یہ پھوٹا ہوا نصیب آیا

کسی کا ساتھ مصیبت میں کوئی دیتا ہے
قفس میں پھول نہ ہمراہ عندلیب آیا

بچا نہ دست ہوا و ہوس سے زاد سفر
ٹھگوں نے لوٹ [illegible] آیا

کہو یہ حضرت موسی سے ہم نہیں ایسے
تمہیں کو غش ہوا ہم [illegible] آیا

کمال شان کو تھا شوق کوچہ گیسو
پہنچ گیا تو بڑی [illegible] آیا

کبھی وہ بزم میں جا کے نصیب پروانہ
چمن کا قصد کیا وہ [illegible] آیا

زیادہ شب سے بھی ہے اب جہان میں اندھیر
یقین ہے روز قیامت بہت قریب آیا

ہزار حادثہ ہیں سایہ دار ساتھ مری
قیامت آئی جہان میں بلا نصیب آیا

فرشتہ نزع میں آیا نظر تو سمجھا میں
ہوئی حضور سے میری طلب نقیب آیا

دوا ہے زہر فراق آب تیغ کا شربت
ہماری جان کو ہے آپ سا طبیب آیا

ملک نے آ کے بشارت جنان کی دی مجکو
ملی وطن کی خبر قاصد حبیب آیا

یہ کیا سبب ہے جو اب تک دعا قبول ہوئی
ہزار بار زبان پر ہو المجیب آیا

چمن میں تازہ ہوئے گل چلی ہوائے بہار
اسیر سیم فریاد عندلیب آیا

نوجوانی کا نہ پیری مین کبھی ہوش ہوا | خواب دیکھا تھا جو شب صبح فراموش ہوا

بعد مدت مری قسمت کا ستارہ چمکا | قطرۂ اشک کسی کا گہر گوش ہوا

پابرہنہ نہ جنون مین بھی خدا نے رکھا | آبلہ بڑھ کی مری پاؤن مین پاپوش ہوا

چاہ مین بہیک کی یوسف شدہ روئی اخوان | کیا غضب ہی نہ کبھی خون کا بھی جوش ہوا

نقد افلاس رہا اور نہ عصیان باقی | مہربان جب وہ عطا پاش و خطا پوش ہوا

جس کو دیدار دکھایا ہمہ تن چشم کیا | بات کی آپ نی جس سی ہمہ تن گوش ہوا

ٹھیک آیا نہ مری تن پہ کوئی اور لباس | رخت عریان بدنی زیب بر و دوش ہوا

وصل ادنا کا نہوگا کبھی اعلا سی نصیب | ذرہ خورشید سی کس روز ہم آغوش ہوا

سر مین کس زلف کی گیسو کی ہوا ہی پس مرگ | کہ چراغ آکی مری قبر پہ خاموش ہوا

پھس گئی ایسی حوادث مین عدم سی آکر | وعدۂ روز ازل ہمکو فراموش ہوا

قیمتی رخت سی کیا اہل صفا کو درکار | دیکھہ لو آئینہ بنتی ہی نمد پوش ہوا

بیہوشی خوب تھی کچھہ فکر زمانہ کی نہ تھی | ہوش جاتی رہی جب سی ہمین ہوش ہوا

کون کہتا ہی نہین کرتی صحبت مین اثر | جل اٹھا پنبہ شرر سی جو ہم آغوش ہوا

رنج مین بھول گئی صحبت احباب بہم | دام مین لطف چمن خواب فراموش ہوا

عشق کامل کہو کہان دیدۂ اغیار سی شرم | شمع سی بزم مین پروانہ ہم آغوش ہوا

نشترۂ نالۂ بلبل سی یہہ گلشن مین ڈرا | دام کو اوڑھ کی صیاد زرہ پوش ہوا

سر جو اترا تو یہ دی حلق بریدہ نی صدا | شکر صد شکر کہ مین آج سبکدوش ہوا

وہ صریر قلم اپنی ہی کہ جسکو سنکر | چہچہا باغ مین بلبل کو فراموش ہوا

قحط روزی کا زمانہ مین ہی سارا رونا | شیر دایہ جو پیا طفل بھی خاموش ہوا

فصل گل آئی جما صحبت احباب کا رنگ — باغ مین مجمع رندان قدح نوش هوا

عمر بهر مین جو کیا جرم تعجب کی هی جا — ان کو بهولا نه کوئی همکو فراموش هوا

حرف مدغم کی طرح اوس بت کو خط سی اسیر
پهر جدائی نهوی جیسی هم آغوش هوا

دیی جا جام بهر بهر کر شراب ارغوانی کا — یهی هی ساقیا روغن چراغ زندگانی کا

جو عاقل هی اوٹها دنسی تعلق بهر جانی کا — دم آیا یا نه آیا کیا بهروسا زندگانی کا

نه پوچهو ضعف دلمین حال اشکونکی روانیکا — جهان تها توڑ پاتیکا وهین توڑا هی پانی کا

پنهچکر یار تک چاها کهون کچهه درد دل اپنا — نه نکلی بات تک شته سی جرا هو ناتوانی کا

سکان باقی رکهین حسرت یا مشکل قتان تها — کبهی تان دیکهی دیوار کو چهلا نتانے کا

کهڑی مین منتظر سیکش که اک اک جلم هاته آکر — الهی جهم کوئی توڑی شراب ارغوانی کا

تمهارا طالب دیدار هو وه صورت موسی — گوارا هوا وٹهانا جسکو نازلن ترانے کا

وه چشم آسمانی اوڑه کر وه روبرو آئے — الهی سامنا هی کس بلا ئی آسمانے کا

شب تاریک غربت نے بهت همکو ستایا هی — چمکتا هی مهر محشر وقت هی یه مهر پانے کا

سی اوسکی لب بیان تحقیق پر دیکهی تو سمجهی هم — نهان ظلمات مین چشمه هی آب زندگانی کا

نگا هو نمین هر اک زنگی کیچهی صورت یوسف — سیاهی جسی کهتی هین عالم هی جوانی کا

کسی گل کا هون کشته بید باغی پهیری خاطر هی — لسه پیلیان کرتے هین کیون عمل نوحه اسکا

وه بیکش هین کرشل چشم اپنا دل هی بر جوانا — یه ساغر هی تو وه شیشه هی شراب ارغوانے کا

کهاهو یار کی جو کچهه بیان کر جلد اے قاصد — بڑا خبط هون بهت مشتاق پیغام زبانے کا

چٹک کر گل هوا غنچه تو اوس سی یه صدا آئی — ارکل وچا ده دن جهان هی جوبن توجوانیکا

خضر اسا جہان مین زندہ ہی نام سکندر بھی
مگر آئینہ بھی چشمہ ہی آب زندگانی کا

اسیر اپنی زبان سے گرم سب مضمون نکلتے ہین
زمانہ کس طرح قائل نہو آتش زبانی کا

سفر در پیش ہی ہر روز یہ عالم ناتوانی کا
کٹی کس طرح دیکھین مہمت میدان زندگانی کا

نکالا چشم بد دور آپ نے جوبن جوانی کا
مبارک سامنا عاشق کو مرگ ناگہانے کا

دل خرسند اپنا ہی عجب گلزار داغون سے
خلیل اللہ کو عہدہ جہان ہی باغبانی کا

بڑی ہی جو بات ہی ہرگز نہین اچھا مآل اسکا
جتانا زخم کی حق مین سفر ہوتا ہی پانی کا

جوان تھی جبتلک پیری تصور مین آتی تھی
نظر آتا نہین اب خواب مین عالم جوانی کا

وصیت ہی کہ کشت زعفران مین قبر ہو میری
کہ کشتہ ہون کسی گل کی لباس زعفرانی کا

ہمین تو یار کی زلف عرق آلود نے مارا
غلط سنتی تھی خالی زہر سے ہی سانپ پانی کا

نکلتا ہی نہین ہرگز سوا ہی جنگ کچھ منہ سی
تری باتین ہین قاتل تجربہ شمشیر خانے کا

جہان مین نام اگر چاہی تو کر کوئی ہنر پیدا
فن تصویر سی شہرہ ہوا بہزاد مانے کا

ہماری پیاس کیونکر بجھ سکیگی اس حرارت سی
تپی کی بوند بنتا ہی زبان پر قطرہ پانی کا

کہین کیونکر نہ ہم صیاد خامی کو کہ سطرون سی
بچھایا ہی ورق پر دام مرغان معانی کا

بھر آئی بزم ماتم مین جو چشم یار سمجھا مین
لپیٹا ہی ارخ بیمار پر یہ ناتوانے کا

ادب رستا ہی ہم سات موسی کی اگر ہوتی
جواب اپنی زبان سی کب نکلتا لن ترانی کا

کسی کی سامنی جو دست خواہش وا نہین سکتا
یہ احسان ہم عالم افلاس مین ہی ناتوانی کا

جوانو کیون تلف کرتی ہو عصیان مین جوانی کو
بہت یاد آئیگا پیری مین یہ عالم جوانی کا

یہ گھبرائی ترانی ہو منہ سی نکلا حرف کن سنتی
بنانا بھی نہ آیا تمکو فقرہ لن ترانی کا

بہار باغ کی مستی اسیر اپنی زیادہ کی
کہلا جو گل ہوا ساغر شراب ارغوانی کا

کہاں شہرہ نہیں عالم میں خوش بیانی کا
فغانی ایک بلبل ہی مری باغ معانی کا

تلاشی مربع امید ہی خود ایک پانے کا
کہو ابر کرم سے وقت ہی یہ مہر باسنے کا

کہا مطلع جو وصف آدم و حاتم میں سمجھی ہم
ملا اول سے بہتر قافیہ مصرع ثانی کا

تمنا و رکو کہاں طاقت کہ محشر عشق میں سر کو
یہ وہ دریا ہی جس میں ہر جگہ ہی ڈر نہ پانی کا

فقط نقصان نہیں کچھ نفع بھی ہی درد فرقت میں
گھٹایا تن بڑھایا زور سستی ناتوانی کا

جگر لب تھا کہ ہوتی ایسی آفت میں نہ ہم مضطر
نہیں ملتا جو دل اپنا سبب ہی ناتوانی کا

کبھی ہوتی نہ دیدار خدا کی حشر میں قائل
سمجھتی قائل رویت جو مضمون لن ترانی کا

قلم لرزی پڑی ہاتھوں میں رعب حسن سے عشقہ
تری تصویر کھینچیں سو نہی کیا بہزاد و مانی کا

عبث ترک فلک کو ہم سے قصد جنگ رہتا ہی
اثر نالی میں ہی اپنی وہ نشتر کا دیا پانی کا

توقع رکھنے دینداری کی ہرگز اہل دنیا سے
نشان الفاظ مہمل میں نہیں ہوتا معانی کا

تری آگی نکھولی آنکھ غش سے شاہد گل نے
دیا شبنم نی چھینٹا لاکھ اوسکی ہو نہ بیانی کا

اوٹھا سکتی نہیں دل سے کسی صورت حسینوں سے
یہانتک حال پہنچا ہی ہماری ناتوانی کا

اوٹھوں گا حشر کی دن بھی کفن پہنے ہوئے گلگوں
کرشمہ ہوں کسی کشتہ کی لباس زعفرانی کا

الٰہی خیر ہو مکتب نہ بنجای کہیں مقتل
معلم سے سبق پڑھتی ہیں وہ شمشیر خانی کا

اسیر اندیشہ روزی جو رکھتی ہیں وہ نادان ہیں
کہ ضامن ہی خدا رزق اقاصی و ادانی کا

کبھی جو ملک شہادت کا بندوبست کیا
قضا نی خنجر قاتل کو پیشدست کیا

زخم بدن کی شکر ہی اتنا تو خون دیا
رنگین حنا سی ناخن شمشیر ہو گیا

کیوں ہمنی آہ موہہ سی نکالی غضب کیا
برہم مزاج زلف گرہ گیر ہو گیا

تربت پہ پھر نہ آیا وہ سیمتن
مرنا ہماری واسطی اکسیر ہو گیا

پوچھو نہ عشق ابروی قاتل مین حال دل
اس سرزمین پہ قبضۂ شمشیر ہو گیا

حیرت ہوئی یہ اوسکی نظارہ سی خلق کو
عالم تمام عالم تصویر ہو گیا

زائل ہوا نہ سردی ایام کا اثر
کھایا جو داغ قرص طلا شیر ہو گیا

غازہ ملا تو اوسنی کیا ارادہ قتل عام
چہرہ چمک کی صورت شمشیر ہو گیا

بیٹھی ہین جاکی پہلوئی قاضی مین میپرست
مسجد کی پاس میکدہ تعمیر ہو گیا

دیکھوں ہوں کس قدر مجھی حیرت حضور یار
تصویر یار کو مین دیکھہ کی تصویر ہو گیا

پہنچا نہ اشک گرم فلک تک رہی کرم
قصر بہشت مین گھر تعمیر ہو گیا

کی عاجزی جو ہمنی گئی سرکشی نفس
یہ دیو اس لباس مین تسخیر ہو گیا

دکھلا کی اوسنی خال رخ اپنا چھپا لیا
پنہان چمک کی اختر تقدیر ہو گیا

جبتک مین نوجوان تہا وہ کمسن تہا
اب وہ ہوی جوان تو مین پیر ہو گیا

کوچ و مقام ایک ہی اس راہ مین اسیر
گھر بن چکا کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

جھوکا ہوا کا آتش گیر ہو گیا
لب ہل گئی تو وارد تاثیر ہو گیا

مجھ سی چھٹا جو یار مین نخچیر ہو گیا
قد خمیدہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

تدبیر جب کوئی نہ چلی وصل یار کی
انجام کار قائل تقدیر ہو گیا

جاتا رہا کی اوسکی صحبت جا جو کہان
الفت کا سلسلہ ہمین زنجیر ہو گیا

جان آب دم شمشیر سے بچتی کے نہیں
ڈوبتا ہوں کہ گلی تک مری پانی آیا

تیغ لیکر رخ قاتل سے گیا دل زخمی
دہیان گیسو کا لیے مشک فشانی آیا

نشۂ بادہ ہوا غازۂ رخ گلگون کو
رنگ پر اور ترا باغ جوانی آیا

میری نزدیک گیا باغ سے زندان گذر
جو عدم سے طرف عالم فانی آیا

اک جہان ہوگا خریدار زلیخا کی طرح
سر بازار جو وہ یوسف ثانی آیا

حق تو یہ ہے کہ کیا موت نے احسان مجھپر
قبر پر یار لیے فاتحہ خوانی آیا

بیوفائی مین بھی ہوتا ہے وفادار کوئی
کام مسلم کی بہت کوفی مین ہانی آیا

سوکھی ہونٹین ہماری کبھی پانی نہ پڑا
کبھی پوشاک پہنکر نہ وہ دہانی آیا

بزم مین دیکھ کی عاشق کو وہ کیا کہتی ہین
کوئی پوچھے تو کہان یہ خفقانی آیا

وصف اوسکی رخ سیمین کا لکھا ہے جو اسیر
آج قبضہ مین مری گنج معانی آیا

جب کسی جانب چلا مین زار جل کر رہگیا
اپنے دروازے سے بس باہر نکل کر رہگیا

حرص ہے شکل مگس بیجا کہ آخر اے حریص
خوان نعمت اوٹھ گیا تو ہاتھ مل کر رہگیا

کس جگہ کی بیجا اونکی مقدر نے کمی
میان سے وہ نیمچہ آدھا اوگل کر رہگیا

دیکھنا قسمت لگائی ایک بھی مجہپر نہ چوٹ
پھیری وہ قاتل عالم بدل کر رہگیا

ہے پیام مرگ عاشق کی لیے وصل حبیب
شمع تک پہنچا جو پروانہ تو جل کر رہگیا

چھا گئی حیرت جو اوس پائیکی مچھلی دیکھکر
جوشش دریا رک گیا میڈکا اوچھل کر رہگیا

پھولتا پھلتا مرا نخل تمنا کس طرح
بچ رہا بجلی سے تو پانی سے جل کر رہگیا

دست و پائی یار مین جب غیر نے مہندی ملی
آگ سی دل مین لگی مین ہاتھ مل کر رہگیا

قصد اوٹھنی کا تو تھا اوسکو ہماری پاس سی
چار آنکھین ہو گئین زانو بدل کر رہ گیا

گرمی خورشید روی یار کا دیکھو اثر
برف کی مانند آئینہ پگھل کر رہ گیا

لب لی کی معجز نمائی کچ گئی دلمین جان
سحر سمجھیں نرگس جادو کا چل کر رہ گیا

گریہ مجنون سے خاک نجد ای لیلی تھی گل
خیر گذری پاؤن ناقی کا پھسل کر رہ گیا

کام کیا وحشت مین آئی گرمی داغ فراق
تن ہیولی کی طرح جیتی جی جل کر رہ گیا

کیسی کیسی گل تر انکی جو بسے رچھا گئے
پتا پتا اس چمن کا ہاتھ مل کر رہ گیا

جم گیا کیا رنگ غربت میانسی نکلی تیغ
آستین سی ہاتھ قاتل کا نکل کر رہ گیا

جسم خاکی بھر نہ نکلا گور مین جاکر اسیر
کیا کھلونی کی طرح سانچی مین ڈھل کر رہ گیا

زبان خاموش رکھ ای دل کہ قابو ہو نہ دشمن کا
حقیقت مین ہی رنگ کارواں جاسوس رہزن کا

وہ ہون راحت رسان خلق مر کر بھی ہے حسرت
چراغ اگر کوئی مفلس اوٹھا لیجای مدفن کا

معاذ اللہ کیا زخم زبان خلق کاری ہے
گلی شمشیر مین بھی کاٹ ہی شمشیر آہن کا

کسی لعل مسی آلود کی تعریف لکھتے ہین
دوات اپنی قلمدان مین ہی گویا پھول سوسن کا

نہین ای چرخ بعد مرگ حاجت شامیانہ کو
کہ مدفن کو مری کافی ہی سایہ نخل ایمن کا

نہین عریانی وحشت مین فکر پیرہن لیکن
کبھی آنکھین جو روتی ہین خیال آتا ہی دامن کا

خداوندا نہین ہی دیدہ احول خیانت گر
نگہ کر دیکھنا منظور ہی اوس روی روشن کا

خیال زلف ہی کیونکر مری آنکھون مین آیا ہی
کہ رستہ بند کر دیتا ہی کھٹکا راہزن کا

ابھی کوتہ آیا حکم میری ناتوانی سی
کہ مٹی دیکی ناحق بوجھ ڈالا اسکی گردن کا

ادہر ہی پیاس کی شدت تو مر بھی جا تجھی حسرت
ترا خنجر ہی پیاسا خون کا مین ہی آہن کا

کہیں ہو کر بیمار ہی تیغ قاتل جا نہیں سکتا
پڑا ہی پاؤں میں پہندا مری رگہای گردن کا

زمانہ دی اگر راحت پیام مرگ جان اسکو
کہ جلوا زہر سے خالی نہیں ہی دست دشمن کا

روئی کو کاٹتی ہی تیغ لیکن سخت مشکل سے
جو نرمی ہو طبیعت میں چلی کم زور دشمن کا

فراق یار آسان ہی وصال یار مشکل ہے
نکل کر شیر سی دشوار پہر ملتا ہی روغن کا

جو اہل حرص ہیں نعمت بہی محروم راحت ہیں
دہان بند ایکدم کہلتا نہیں ہی گاو خرمن کا

اسیر اس باغ میں ہی کون طائر جو نہ ہو ایسا
جلا جل ہی ہر اک پتا مری شاخ نشیمن کا

بہار آئی ارادہ قید خانہ سی ہی گلشن کا
ٹہا ہو پاؤں کی بیڑی او تار و طوق گردن کا

سپید ایسا ہوا خون جو ہلکی پاری ہمری [illegible]
کہ پردہ حشر کی دن رہ گیا قاتل کی دامن کا

جگر [illegible] آفت اب [illegible]
نہ چہوڑا جو میٹوں نی ایکدانہ میری خرمن کا

غذی ساقی لی ہی سکو جو دنیا سی کیا شکوہ
قصور اس تنگدل کا ہی نہ اوس کوتاہ گردن کا

دہواں چھایا ہی ایسا آہ کا گور غریباں پہ
فرشتوں کو نہیں ملتا ہی رستہ میری مدفن کا

کسی ممکن نہیں زیر بہار اسکی [illegible]
چراغ دل ہی یاد ہنا کسی دیبا میں روغن کا

جگر میں چھید ہوں غم سی تو پا ہی [illegible]
کبہی خواہاں نہیں خیاط بی سوراخ سوزن کا

نہیں تنہا ہم اوس لعل سی آلودگی [illegible]
گریبان چاک ہی گلزار میں گلہای سوسن کا

قدم سی جو لگی ہیں آج کل دیوانگی [illegible]
جنون آتی دیکہا ہی آلہ داغ توسن کا

دم قلیان کشتی اوس ترک [illegible]
[illegible] کا نہ چاندی کا ہی خنجر میری گردن کا

گلا کیا خشکی ایام کا کرتے ہیں پروانے
[illegible] ایک [illegible] تنک شمع میں ہی موم روغن کا

نہ کیونکر اہل دنیا ہوں مطیع نفس امارہ
لباس دوست میں پہچانتا مشکل ہی دشمن کا

فردوس مین پیچ کی جو یاد آگئی وہ زلف / گیسوی حور مجکو سیہ مار ہو گیا

مضمون جو کہی دیدۂ گریان کا بندھ گیا / دریا مرا سفینۂ اشعار ہو گیا

گرمی مین دہوپ سر کی مجہ پہونچا جنون ہوا / آسیب مجکو سایۂ دیوار ہو گیا

آخر جو فتنۂ قد و گیسو ہوا دراز / عمر خضر بنا شب بیمار ہو گیا

احسان راہزن کا ہی رخت سفر لیا / ہم تو سبک ہوی وہ گران بار ہو گیا

وہ نالہ کسکی ہمدمی کا آیا چمن مین یاد / اژدر عصای نرگس بیمار ہو گیا

گہیرا ہی مجکو آگی مقدر کی پیچ نی / مین بہی اسیر نقطۂ پرکار ہو گیا

ہوا جو خاک بدن ساغر شراب بنا / ہزار شکر کہ ذری سی آفتاب بنا

عروج بخت خرابی ہی کوی الفت کر / بگڑ گیا جو یہان وہ مری حساب بنا

سبو شکست سی ہم میکشون کا کیا نقصان / سبو جو ٹوٹ گیا ساغر شراب بنا

نہین جو تیر کسی ناتوان کی دریا مین / تو سطح آب پہ کیون گنبد حباب بنا

بہت قریب اجل ہی کہو یہ منعم سی / مکان کی ساتہ کوئی مقبرہ شتاب بنا

وہ کشتہ ہون مین کسی جامۂ معطر کا / کہ سنگ گور بہی شیشۂ گلاب بنا

گرا جو پاؤن پر اوس شہسوار کی مین ضعیف / تن خمیدہ مرا حلقۂ رکاب بنا

کہا جو خالق عالم نی خلق دل میرا / خلیل نی یہ کہا کعبی کا جواب بنا

ہماری گہر سی در میکدہ تلک زاہد / سڑک بنی کہ کوئی جادۂ ثواب بنا

اجل نی دی ہمین مہلت نہ عہد طفلی مین / ہوا جنازہ جو گہوارہ بہر خواب بنا

تڑپ کی لاشہ گرا پای اسپ قاتل پر / بگڑ کی کام مرا وقت اضطراب بنا

اوس چشم شوخ سی نہ غزالونکی چل سکی
شیر دن کا بلکہ نشہ جرأت ہرن رہا

عریان تنی ہی پردہ نقاہت نی رکھہ لیا
پنہان نظر سی روح کی صورت بدن رہا

پایی نہ ایک قطرہ ملا اسپہ رات دن
پیاسون کا جمگھٹا لب چاہ ذقن رہا

رخصت ہوا وہ مہر تو تا شام صبح سے
اپنی سیاہ خانہ مین سورج گہن رہا

جبتک کہ ہم جیی کبہی بہولی نہ موت کو
تکیہ مین مری مری ہمارا کفن رہا

اہل وطن سی شوق ملاقات رہ گیا
موت آئی جب قریب ہمارا وطن رہا

ٹکڑی ہا اوڑائی دست جنون نی برنگ گل
ثابت کبہی نہ تن مین مری پیرہن رہا

ای عشق زلف تجہہ سی ہی نقصان کیسکا گیا
ہر روز کچھہ نہ کچھہ تری سودی مین بن رہا

ہم دل سی ہم سخن ہی دل اوسی ہم سخن
خلوت مین بہی مکالمۂ انجمن رہا

دونون کو ہی زوال یہان حسن ہو کہ عشق
شیرین رہی نہ ولولۂ کوہکن رہا

وقت سخن جو بی دہنی اونکی کہل گئی
اہل سخن کو کچھہ نہ مقام سخن رہا

مشتاق مرگ کون ہی مجہسا جہان مین
باندہی ہوی مین سر پہ ہمیشہ کفن رہا

جنت مین قصر لعل و زمرد ملی اسیر
اسوجہ سی کہ عشق حسین حسن رہا

جہکایا سر ہوا رتبہ میسر سجدۂ عابد کا
گمان شمشیر قاتل پر ہوا محراب مسجد کا

وہ طائر ہون کہ ہی بالکل طریقہ مجہمین عابد کا
نشیمن ہی منارہ آشیان گنبد ہی مسجد کا

نہ ہوا آزردہ سیر گل کو آیا مین جو گلشن مین
بہت مشتاق تہا ہی باغبان بیگانہ وارد کا

شناہی غیرت نوشابہ ہی وہ حسن و خوبی مین
چلون مثل سکندر مین بدل کر بہیس قاصد کا

ضیا چاہی تو دل مین حرص دنیا کو نہ آنی دی
چراغ ایسا نہ ہو یہ سگ اوڑہا لیجای مسجد کا

کبھی بھیجا نہ ہو لی کھینی کو سنت آئی ہیں
بنا لا رنگ ساقی زردی رخسار زاہد کا

شہادت نامہ لکھو دیر کو شاید وہ خط لکھی
عدم کا قصد ہی پر انتظار اب تک ہی قاصد کا

نماز صبح پڑھنی کو جو وہ گل رو نہیں آتا
موذن کی نظر میں خار گلدستہ ہی مسجد کا

نہیں کچھ عذر ہمکو دولت دنیا کی لینی میں
خدایا پر نہیں دل کو گوارا رنج حاسد کا

جہان کا حال آتا ہی نظر سب فیض ساقی سی
ہوئی جمشید تالی ہم پیالی کی مرشد کا

مزا دی خوب اوس قاتل کی خط شوق لکھنی کا
جواب خط کی جا سر کاٹ کر بھیجا ہی قاصد کا

تواضع اوس کی سب کرتی ہیں جو صاحب تواضع ہی
خم محراب میں سر ہی نگون ہر ایک ساجد کا

شیاطین نفس امارہ میں سب پیش آتی ہیں
کری گا سامنا کیا کوئی کافر اس مجاہد کا

برا کہتا ہی مجکو غیر اگر کیون سچ سمجھتی ہو
گواہی کیا ہو جبتک کہ ثابت عدل شاہد کا

مقرر کیجیی دو چار دوسون کا تو روزینہ
توقع پر کرون دربار کب تک پیر و مرشد کا

تری چشم سخندان پر نہیں سطرین یہ پلکون کی
نظر آتا ہی ہمکو حاشیہ شرح مقاصد کا

کناری سی غرض ہی کیا کرون مینہ کی دو اشکون کی
بہت بہتر ہی ہوئی سی نہ ہونا امر زائد کا

ندی ای چرخ ساغر دولت جمشید کا مجکو
گلاؤن خاک منہ اسکو نہیں چھوڑا ہی ملحد کا

وہی مغشی ہی منشی وصف جو اوس زلف کا لکھی
شرف لی شبہ مرح سنبلہ میں ہی عطارد کا

مرا دیوان ہی یہ مثنوی کب ہی غنیمت کی
بیان اس میں کہاں عشق عزیز و حسن شاہد کا

ہوی وہ آگ فورا پانی پانی دیکھ کر مجکو
غضب کی برخلافی ہی ٹھکانا ہی ہی اس ضد کا

نہیں موسیٰ علی و مصطفیٰ کو جو جدا سمجھی
اسیر ایمان سی باہر ہی وہین ہوتا موحد کا

تمہاری قد کا صنوبر جواب کیا ہوگا
یہ مصرع نظری انتخاب کیا ہوگا

ایا حسین ہین اوسکا جواب کیا ہوگا
غلام لیجئیگا آفتاب کیا ہوگا

خدا سی شرم نہین ہی جسی گناہ کی وقت
لگا کی خلق سی اوسکو حجاب کیا ہوگا

وہ شہسوار کبھی پاؤن تک نہین رکھتا
چمک کی بدر ہلال رکاب کیا ہوگا

خلاف وقت ملیگا نہ رزق تقدیری
کریگا لاکھ کوئی اضطراب کیا ہوگا

ادھر گناہ ادھر بیحساب سی رحمت
عبث ہی فکر کہ روز حساب کیا ہوگا

ہوین کا شوق سجود کعبہ لیچلا ہی مجھے
یہی جو حج ہی تو حاصل ثواب کیا ہوگا

یہ میری رونی سی گھبرا گئی ہین حضرت نوح
خدا سی پوچھ رہی ہین حباب کیا ہوگا

زبان غیر پہ ہی ذکر روی یار عبث
پڑھیگا گبر جو قرآن ثواب کیا ہوگا

عبث چھپالی ہو زلفون مین عارض روشن
حجاب ابر پریشان سحاب کیا ہوگا

نہین ہی کچھ دل سوزان کو خوف دوزخ کا
سمندر آگ مین گر کر کباب کیا ہوگا

ملیگی پیر مغان سی ضرر ملی کم و بیش
در سخی سی گدا کو جواب کیا ہوگا

رہیگی پیر نہفتہ فنا سی راز دار تری
بیان گنگ سی احوال خواب کیا ہوگا

کتابتی گذری کی خبر کو دل سی ملتی ہی
جو خط کا وہ نہ لکھینگی جواب کیا ہوگا

مجھی توقع کری آپ ہی نہ دینا خط
اوسی نہین تو مجھی اجتناب کیا ہوگا

ہی نقاب وہ رخ آفتاب محشر ہے
کھلی جو یار کی بند نقاب کیا ہوگا

ترے سبب کی بعد تنا ہون گی خلد مین داخل
لحد مین ہم نہ رہینگی عذاب کیا ہوگا

غلط ہی نہ خط اوس روی صفا پہ نکلا
وصال شپرہ و آفتاب کیا ہوگا

ازل کی روز ملی ہی تجھی جو عمر قلیل
تو جیسی دم سی بہی مثل حباب کیا ہوگا

امیدوار عنایت رہینگی کیا محروم
شہر آسمانہ مین قحط شراب کیا ہوگا

بنا ہی جود و کرم سی یہ آب و گل کی جگہہ
اسیر خانۂ احسان خراب کیا ہوگا

جھومتی آتی ہی کیا سوی چمن کالی گھٹا
دختر رز سی سوا ساقی ہی متوالی گھٹا

ہون وہ دیوانہ جو آئی میری زندان کی طرف
پھر ڈرن سی اپنا دامن کر گئی خالی گھٹا

قاصدا جلدی روان ہو صاف مطلع ہی ابھی
تار بارش کا ہی دم مین باندہنی والی گھٹا

کشت میری ہی ابھی تک قابل نشو و نما
کیا تکلف ہی جو برسی بعد پامالی گھٹا

درفشانی چاہتی ہی میری کشت آرزو
لائی گی ایسی کہان سی ہمت عالی گھٹا

دن بڑہائی قید کی میعادین صیاد نے
شکر اللہ کچہہ تو سنجہلی پر و بالی گھٹا

زلف چہری پر تمہاری دیکھہ کر کہتی ہی خلق
واہ کیا چہائی ہوئی ہی باغ پر کالی گھٹا

ہو گیا اک جام پیکر دو جہان سی بیخبر
دی گئی جسکو پیام فارغ البالی گھٹا

اسکی سر مین بہی ہی سودا کیا کسی کی زلف کا
کر لی ہی میری طرح رو کر جو دل خالی گھٹا

کیون کیا تمنی توقف کنج عزلت مین اسیر
سیر کو تب آئی تم جب باغ سی جالی گھٹا

بوی خوش دیتا ہی محفل مین پسینا یار کا
عطر کھینچا خوب گرمی نی گل رخسار کا

غیر کیون کرتا ہی وصف اس ابروی خمدار کا
باندہنا نامرد کو زیبا نہین تلوار کا

برگ نخل طور ہلتی ہین تو آتی ہی صدا
آنکھہ کر پیدا اگر ہو حوصلہ دیدار کا

جوش حیرت کا یہ عالم ہی کہ گر سکتا نہین
ہی [illegible] میری آشنا آئینہ دیوار کا

مرد عالی قدر سی دنیا کہ رکہی کیا خلش
پا ہی راکب کو نہین رستی مین کھٹکا خار کا

موذیون کی ہین شریک حال اصغر بعد مرگ
چیونٹیان آتی ہین او ٹہوا شیوہ رفتار کا

دولت ہمسایہ کر دیتی ہی لذت مین شریک
آنکھہ دیکھی دل اوٹھاتی ہی ذائقہ دیدار کا

آنکھہ کا حلقہ سجاتی طوق گردن چاہیی
ہو نہین دیوانہ کسی کی نرگس بیمار کا

بھوک مین سنگ شکم سی نفس بد کو دون شکست
چاہیی سنگ گران سی سر کچلنا مار کا

ایک سی ہون جاہ بن کا دشمن ہو چھوٹا یا بڑا
کام وقت ذبح کرتی ہی چھری تلوار کا

اسفل و اعلی ہین دونون ایک سی حاجت سی شہر
کام خندق کرتی ہی گرد چمین دیوار کا

صحن محشر سی ہمین کرتی ہی باہر کیون ملک
ہم بھی آئی ہین تماشا دیکھنی بازار کا

اہل دنیا حرص زر مین ہو گئی کیا کیا ہلاک
زہر قاتل ہو گیا شربت اونہین دینار کا

تیرگی کہتی ہین اوسکو نور سمجھا ہی سواد
چشم اعمی ہی چراغ اپنی مکان تار کا

ہین تماشائی جو گلزار محبت کی اسیر
پھول سر منصور کو کہتی ہین نخل دار کا

ڈر نہین مجھکو کسی قاتل کسی خونخوار کا
مہر جنر ہی مجھہ سخت جانکی ہونہ یہ ہی تلوار کا

سب ہین طالب دیکھتا ہی کون جلوہ یار کا
چشم مردم سی نہان ہی یوسف اس بازار کا

ہستی نقاش قدرت صاف ظاہر ہو گئی
موسم گل مین مرقع دیکھہ کر گلزار کا

ہی کہی میخانہ مین یون گلزار جنت کا جو نام
ساتھ زاہد کی ہو ساقی حشر مجھہ میخوار کا

شکل اپنی کب نظر آتی ہی اپنی آنکھہ سی
آئینہ مین ہی نظر رکھہ دیدۂ اغیار کا

تیری گریان کو خوشی سی دیکھتا ہی زخم
کیا ہمسائی کا نظارہ قہقہہ دیوار کا

میری چشم تر سی جھکی دوری جانا نکی بہار
باعث آب چاہ ہی شادابی گلزار کا

حلقہ گیسو لی رکھا بوسہ عارض سی باز
ہو گیا قفل در مینخانہ غنچہ مار کا

ناتوان بینی ہی اون آنکھونکی نرگس سی عیان
حال کہلتا ہی جیسی نبض سی بیمار کا

ملا جو کعبۂ ابرو کا اوس سے اذن طواف
کسی نے قصد نہ کعبے کا ایک سال کیا

سواد شام کو سمجھے سواد مرقد سم
جو خواب آنے لگا مرگ کا خیال کیا

رہی زبان فلاطون جواب میں قاصر
کبھی جو مسئلۂ عشق کا سوال کیا

اسیر مجھ سا کہاں کوئی کشتۂ بیکس
ہوا میں قتل تو جلاد نے ملال کیا

دم بھر وہ مہرخ پوش جو کشتی نشین ہوا
ہر غنچہ حباب گل آتشین ہوا

اون کو کبھی نہ عشق مرا دلنشین ہوا
مونہ پر بہی جو اشک عرق کا یقین ہوا

انگشتری جو یار نے پائی یقین ہوا
سارا جہان اب مری زیر نگین ہوا

چھوتا تو اوسکی ساعد سیمین و ساق پا
دامن ہوا جہان میں زمین آستین ہوا

بزم جہان مین میں بہی ہون ہم شکل آئینہ
دیکھی ہزار عیب نہ چین بر جبین ہوا

نالون سے میری یہ تہ و بالا ہوا جہان
گردون زمین بنگئی گردون زمین ہوا

جاسوس اونکی ساتھ رہی میری وقت سیر
پہنچی گھڑی گھڑی کی خبر مین کمین ہوا

آخر تو ہوگا گور کا تہ خانہ خوابگاہ
بس دل مین یہ سمجھکے مین عزلت نشین ہوا

رکھا زمین پر آپ نے اس ناز سے قدم
ہنگامہ حشر کا تہ چرخ برین ہوا

عاشق کا سوگ چاہیے زینت نہ کیجیے
چہلم کیا سم ہی ابھی تو نہین ہوا

احوال دور دور کا دیکھا کتاب مین
ہر صفحہ مثل آئینہ دوربین ہوا

لوٹا خزان نے جامۂ زیبائے چمن
ہر نخل شکل ساعد بے آستین ہوا

مضمون عیان ہوا نہ عبارت پڑہی گئی
خط یار کا بھی خط لوح جبین ہوا

کھایا جو تیر یار تو ہم نامور ہوے
خاتم دہان زخم تہ پیکان نگین ہوا

گئی یہ دولت بصورت وصل کی دولت بھی ہاتھ سے
ابھی تو کام تمام اپنا ہی لیجاتا ہو جاتا

سیہ طالع وہ تھا گھر سے اگر شب کو نکلتا میں
ہوا کچھ ایسی چلتی کہ گل چراغ راہ ہو جاتا

گلستاں میں جو بازی کو یہ طفلان حسین جاتے
گلوں کا رنگ اڑ جاتا رخ گرد بازی نگاہ ہو جاتا

شب وصلت کی کوتاہی سے دل کو سخت ایذا تھی
یہ بڑھ جاتی جو روز ہجر کچھ کوتاہ ہو جاتا

اسیر اہل جہاں کی نوکری سے ہاتھ کیا حاصل
اگر تنخواہ سے اٹھتے کم رزق تنخواہ ہو جاتا

وہ یہاں آ جائے اگر اونکو خود آرائی کا
فاش پردہ ہوا بھی چشم تماشائی کا

دیکھ صحرا میں سماں لالۂ صحرائے کا
رنگ لایا ہے لہو یہ تری سودائی کا

ہی یہ سرسبز گلستان سخن آرائی کا
کلمہ پڑھتی ہیں طوطی مرے گویائی کا

تنگ کر نیکو نکیرین یہاں بھی آئے
گور کو سمجھی تھی ہم گوشہ ہی تنہائی کا

پنجۂ غم سے جو یہ چاک رہا کرتا ہے
دل مرا کیا ہے گریبان کسی سودائی کا

خوب سمجھا وہ ہوا جو سمجھنے کا مقر
ماعرفناک ہے حق اوسکی شناسائی کا

خون اپنا ہی جہان کا ہی یہاں تک لہو سفید
شیر مادر یہ سمجھتے ہیں لہو بھائی کا

سجدہ بھی وحشت دربان سے نکرنے پائی
لیچلی داغ تری در سے جبین سائی کا

آگیا موسم پیری علم قد ہے نگون
دانت گنتی ہیں نہیں وقت صف آرائی کا

تاب باقی نرہی دیکھ کے وہ زلف دراز
سلسلہ ٹوٹ گیا صبر و شکیبائی کا

آشنا جان کی قاتل نے مجھے قتل کیا
کشتہ ہوں جوہر شمشیر شناسائی کا

ہوں وہ عاشق مجھے سوز غم فرقت ہی ملی
دل ہی پروانہ چراغ شب تنہائی کا

بھر گئی سر میں سیہ اوس کاکل مشکین کی ہوا
مغز سر نافہ ہوا آہوئے صحرائے کا

نصیب جوش کدورت میں وصل یار ہوا
اوٹھا غبار تو پیدا وہ شہسوار ہوا

غرور اہل جہان سے میں دل فگار ہوا
کھچا جو مجھسے میں بھی تیغ آبدار ہوا

پیام مرگ تماشائے روی یار ہوا
چمک کی تخت جیسے داغ سرفراز ہوا

بہ رنگ آئینہ روشن ہے میری یکرنگی
اوسی کی شکل بنا جس سے میں دوچار ہوا

وہ کون ہے جسے نعم البدل نہیں ملتا
درخت میں ثمر گل تو میوہ دار ہوا

ہلا دیا فقط اس فراق ساقی نے
سبو ہے سر قدح دست رعشہ دار ہوا

در حقیقت عیش سے اس بزم میں ہے مجھے غم
جو نقش ایک گھڑی دو گھڑی غبار ہوا

ہلی ہوا اسکی ملک دل مرا ہوا زخمی
چلا تھا ابھی ناوک کہ میں شکار ہوا

سیہ کہکی دیتی ہے تسکین مجھکو مجبوری
پڑا ملا میں اگر کچھ بھی اختیار ہوا

فقط میں رند نہیں عرش خیال رندی ہے
پلی شراب نہ جس روز رعشہ دار ہوا

قضا کی بعد فلاطون کا مرتبہ پایا
خم شراب مرا کعبہ مزار ہوا

اثر ہے بعد فنا بھی یہ عشق گیسو کا
اگا جو سبزہ لحد پر زبان مار ہوا

حسین وہ اور نظر آئی خشمگین ہو کر
پری بنے جو کبھی سر پہ جن سوار ہوا

فراق یار میں مشتاق مرگ ہوں ایسا
کسی کے آئی قضا میں امیدوار ہوا

کبھی نہ ترک وطن کر جو زندگی چاہی
بجھا جو سنگ سے باہر کوئی شرار ہوا

دل ابرو و مژہ یار کی کیا زخمی
کمان میں تیر رہا اور میں شکار ہوا

بغیر اسکے نہ آ گئی ہوئی قوت
دوا سمجھ کے میں پیری میں بادہ خوار ہوا

پری وشوں کی ہوئی شکل دلنشین ایسے
کہ سکۂ درم داغ چہرہ دار ہوا

دبا رہا ہے مجھے پست بین فلک جیسا
زمین میں یوں کسی مردہ کی پشتار ہوا

دولت بے غیر یا ہاتھ آئی بھی تو کس کام کی
تنگ دل ہوتا ہے اکثر صاحب اکسیر کا

بے اثر ہے کون اپنی آہ کا مصرع اسیر
حسن مطلع ہے اسی میں نظم حسن تاثیر کا

شاد ہے دل قید کی لذت سے پیر کا
ہاتھ آیا ہے حصار عافیت زنجیر کا

خوب دل الفت سے صید افگن سے نخچیر کا
تیر نکلا رہ گیا سینے میں پیکان تیر کا

میں وہ دیوانہ ہوں گیسوی سیہ پیر کا
ہے دہان مار حلقہ میرے زنجیر کا

پر لیتا تھا سے گلرنگ تیری تیر کا
رنگ لایا خون اسی نازک افگن نخچیر کا

آرزو جو ہوتا ہے منہ میں قاتل کی زبان
ہے دہان زخم لب بوسہ لب شمشیر کا

فرط حیرت سے ہیں جس تن بولنے ہیں بے زبان
پابگل جیسے سفینہ قلزم تصویر کا

زلف چھوٹی جیسی وہ چہرہ نظر آتا نہیں
سب پہ پیدا راہ ہی خورشید عالمگیر کا

بیریاں ہی فکر سے بچیان قانع نہیں
ہے برائی شیر رونا کودک بے شیر کا

ہوتی ہیں جب گرم صحبت خوش ادایان جہیں
ذکر کرتی ہیں تری رنگینی تقریر کا

سیمتن محبوب کا کشتہ ہوں ہاتھ میں مجھے
خاک کی بدلی اوڑانا چاہیے اکسیر کا

اہل حیرت سے نہ کھ اندیشہ افشای راز
بولنا ممکن نہیں ہے مردم تصویر کا

تو بچا رسی خون کی وحشت سے لازم احتراز
دار اندازی شرک ہو جاتی نہ چھل شمشیر کا

کر رہا ظالم کہ ہوں دیوانہ نازک مزاج
اب زیادہ غل سنا جاتا نہیں زنجیر کا

غیر اگر دیکھی تو غیرت سے ہوا آب اسقدر
رنگ صفحے سے ٹپک جاتی مری تصویر کا

اہل دولت سے سمجھ اہل شجاعت کو سوا
زر سے آہن بیش قیمت ہے کہ جوہر شمشیر کا

اہل حق سے ہوتی ہیں اعجاز بعد مرگ بھی
قاری سے قرآن رہا تنہا ہی سید شبیر کا

رکھدیا یار نی شانہ تو لا بوسہ لیف
نہ ہا پیچ مین دل الٹو سودا ٹھہرا

کوچہ یار کا تھا شوق جو قاصد کو بھی
نہ کہیں راہ مین کہولی نہ کبھی جا ٹھہرا

تیری دانتونسی جو دعوی دریکتائی کا
سچ ہے یہ ہی سب کی نگاہون مین جہوٹا ٹھہرا

روز دفن اسکیطرف آئی مسیحا مین بھی کتم
تیسرا دن ہی مگر آج ستمگر ٹھہرا

جب تلک فکر کی ذہن مین آیا نہ کبھی
وہین یار کا مضمون بہت ٹھہرا

دم جو نکلا تو دم تیغ نی بخشی ہمین زیست
مر کے زندہ ہوئے جب قاتل مسیحا ٹھہرا

گرم بازار قیامت نظر آیا جو ادہر
مین بھی دو چار گھڑی ہو کے تماشا ٹھہرا

جھکا جو سر وقد سجدہ کو تا کا
مثل سچ ہی کہ سجدہ ہا کہ خدا کا

مری بالین سی اٹھ جاؤ طبیبو
دوا کیسی کہ ہے وقت اب دعا کا

فشار گور سی تن کانپتا ہے
ارادہ اسلیے ہے کربلا کا

بتادے راہ تنہائی کی ہمکو
کوئی ایسا بھی بندہ ہی خدا کا

تری تیغ ادا نے سب کو مارا
قضا کو سنا ہے اب قضا کا

سوا آہون کے کچھ اسمین نہین ہی
ہمارا دل گرہ ہے کیا ہوا کا

مریض اچھی ہون لب سی دی جو وہ بت
سنا ہے کالبد خاک شفا کا

تری گیسو کا مضمون باندھتی ہین
یہ شاعر ذہن سے کہتے ہین بلا کا

پڑی یارب کف پا مین وہ چھالا
کہ ڈر بیٹھ جائے گوش نقش پا کا

ہوئین یہ آرزوئین قتل دل مین
پھر آنکھون مین نقشہ کربلا کا

گئی جان ابتدائی عاشقی مین
اٹھایا ہمنے صدمہ انتہا کا

ایسے ہیں ظلم سی جو ہیں ظالم کی ہمنشین
زخمی نہ تیر سی کبھی زاغ کمان ہوا

تحریر خط شوق ہیں کسدن کمی نہ کی
ای کلک لاکھہ بار ترا امتحان ہوا

قاصد خراب پھرتا ہی ملتا نہیں پتا
اوس حور کا مکان نہوا لامکان ہوا

ہین اس چمن مین طائر نکہت ہون اے صبا
جو گل ہوا شگفتہ مرا آشیان ہوا

ہی اوسکی ملک شعر کہ شاعری اسیر
عالم مین مثل کلک جو صاحب زبان ہوا

بیجا نہین جو پیر دو بالین جہان ہوا
ٹہرا جو خواب آنکہون مین اگر گران ہوا

جس روز سی ہین عاشق موی میان ہوا
لاغر ہوا ضعیف ہوا ناتوان ہوا

بگڑی گا اوس صنم سی اگر دل کری گا کیا
شیشہ ترا جو سنگ سی اوسکا زیان ہوا

چاہا بہت مگر نہ کبھی اوسنی بات کے
مہر سکوت یار کا خال دہان ہوا

دیکہا نہ چشم کم سی کسیکو جہان مین
ذری پر آفتاب کا ہم کو گمان ہوا

دولت ملی جو ہم کو نہ اوسکا ہوا قیام
آیا جو گنج ہاتہ مین گنج روان ہوا

گلگل ہین جو سینہ چاک تو غنچی گرفتہ دل
یارب یہ کس چمن مین مرا آشیان ہوا

پائی جو ریخ تجہہ سی نہ بہاگی وہ کس طرح
سر پر اوٹہائی ضرب تو سکہ روان ہوا

ہی میزبان سپہر تو آسودگی کہان
بہکار تیغ بخیل کا جو میہمان ہوا

صحرا کی ابر و مری چہالونسی بڑہ گئی
ہر خار آبدار برنگ سنان ہوا

کہاتا جو بعد مرگ سگ یار تہا مزہ
کیا فائدہ جو رزق ہما استخوان ہوا

شاید کہ یہ بہی گلشن جنت ہی ساقیا
میخانی مین جو پیر بہی آیا جوان ہوا

مجروح اوسکی ہاتہ سی ہوکر ہوی نجات
جو زخم کہل گیا در باغ جنان ہوا

کرتا ہی میٹھی باتین بہی ہم سی وہ آج کل | شیرین دہن تہا شکر ہی شیرین زبان ہوا

دشنام دی کی بوسہ دیا ہمکو یار نے
حلوا اسیر مرہم زخم زبان ہوا

نہ پوچھو حال میری دل سی جوش قلزم غم کا | کہ جو گرداب اس دریا مین ہی حلقہ ہی ماتم کا

بنات النعش ہی تابوت وہ سامان کی ون غم کا | بتاؤن ابلق ایام کو دلدل محرم کا

خداوندا اٹھوالی ہاتھ سی دل سن کبھی غم کا | رہی سایہ مری تابوت پر بھی نخل ماتم کا

پہونچ کر خدمت پیر مغان مین دل یہ کہتا ہے | کبھی کس چیز کی مہمان ہون یان ایسی حاتم کا

عطا کرتی ہی شاہی کا مزہ چلو مین مینوشی | یہ ساغر جس کو ہاتھ آئی وہ پائی مرتبہ جم کا

ہو ظالم سی مال سخت کہا کہا کہ جو بہولا ہی | کہ ہوگا جسم فربہ ایکدن کندہ جہنم کا

ہوائی حاسہ یا رب ہی کیا گلعذار دن کو | بنا کرتی ہین آنکھین آنسوؤں سی تہان شبنم کا

مری مضمون تو پابند ہی غیر اپنی شعر مین کہدو | نہین زیبا کہ دست زال مین ہو گرز رستم کا

زمانہ شادی غم کسی کو دی یہ کیا ممکن | بہی تخت عروسی بہی تو چوب نخل ماتم کا

مین وہ دیوانہ ہون جب قید خانہ مین قدم رکھا | بچھایا بیڑیون نی ہر طرف غل خیر مقدم کا

کسی تیری سی قد لی کر دیا ہی ہمکو دیوانہ | مناسب پاؤن مین ہی سلسلہ گیسوی پرخم کا

دو رنگی رنج و راحت کی مٹی کب اس گلستان مین | ہنسی ہی ہنسنا ہی پھولون کا دہی رونا ہی شبنم کا

یہ نفرت وصل سی اونکو ہی نا چاک کر دلین | جو فقر و نہین کسی جا دخل پائین حرف غم کا

کسی دن آکی سینی پر حنائی ہاتھ رکھدیجی | علاج داغ دل ہو جائی پہاہا لال مرہم کا

جہان مین کون ہی وہ جو یہان پھر کر نہین آیا | در دولت حقیقت مین ہی مرجع سارے عالم کا

غنی ہین ہم غرض نخل و سخاوت مین نہین رکہی | ہماری بزم مین ہی ذکر قارون کا نہ حاتم کا

جان لینی کو کم نہین شب ہجر
ملک الموت تو کدہر آیا

بوسہ سیب ذقن کا اوس نے دیا
نخل امید مین ثمر آیا

دخت رز سر چڑہی جو ساقی کی
میری آنکھون مین خون اوتر آیا

صورت یاس ہی غلاف امیر
تو ہی قرآن سی بخیر آیا

کمر سی تیغ جو اوتر کے شستہ کر لینا
تو سب کو بعد مجہی پہلی یاد کر لینا

نصیب ختم سوی یار اوڑ چلا نامہ
پکارتا ہی رہا مین کہ نامہ بر لینا

ہی نصیب زلیخا کو چاہ یوسف کی
کسی قبول ہی زر جو بکی ورد سر لینا

متاع طاقت دلکو تو کر چکی غارت
اب آگی آپ کو ہی کیا کسی کا گہر لینا

بدن مین رعشہ ہی پر ہوش ہاتہ مین ہی ساقی
گری جو ہاتہ سے میری قدح تو بہر لینا

نگاہ چشم عنایت اودہر سے ہو کہ نہ ہو
یہین تو سجدہ ادہی پانچ وقت کر لینا

چلا جو دل طرف زلف کہہ گیا اتنا
کسی بلا مین پہنسون تو مری خبر لینا

ذرا سی بات مین ہوتی ہین اپنی بیگانی
بڑا کمال ہی اپنا کسی کو کر لینا

گرسنہ ہی سگ منزل تو فاقہ کش ہی ہرن
ہوا ضرور مجہی توشۂ سفر لینا

عبث ہی خوف تڑپنی کا حکم دی صیاد
جو رشتی دام کی ٹوٹین تو دام بہر لینا

مریض عشق بس اب صبح ہی یا تو شام نہین
گہڑی گہڑی کی تمہین چاہیی خبر لینا

کرم کیا ہی جو سائل پہ غم نہ کہا منعم
خسارہ کیا ہی جو دنیا ادہر ادہر لینا

لحد کہان عزیزو مقام وحشت ہی
اوتارنا جو مجہی پہلی تم اوتر لینا

گدا و شاہ ہین دو چار روز لقمۂ گور
زمین کو نشام تلک اپنا پیٹ بہر لینا

کمال شوق تماشا ہی ای عروس اجل
جو قبض روح کو آنا تو زرا ٹھہر لینا

ابھی تو ہی تری قابو مین بلبل ای صیاد
رہا قفس سی جو کرنا تو پر کتر لینا

غریب ہی نہین تکلف کی احتیاج نہین
جلا کی چند چراغون کو عرس کر لینا

کبھی تو فاتحہ خوانی کو آتی پس مرگ
ضرور دوست کو ہی دوست کی خبر لینا

قبول فیض مین حائل نہین ہی کچھ چرخ دغا
سمجھ کی مہر کا احسان ای قمر لینا

اسیر بندہ ہی تم یا علی ہو دوست خدا
نکالنا حلق سی گر آسی یہ خبر لینا

حال کھلتی کس سی فرقت کی شب تاریک کا
آدمی ہمکو نظر آتا نہین نزدیک کا

وقت پیری پر نہین پاتا ہی گر اہیک کا
حکمران توران کا ہویا ما جور تاجیک کا

کعبہ و دل دونون گھر اوسکی ہین پیا تشنگی
دور کی وہ راہ ہی یہ راستہ نزدیک کا

دید کی مانع نہین ہرگز نقاب روی یار
پشت سی پڑھ لیتی ہین خط کاغذ باریک کا

کوچۂ گیسو مین تو رکھتا ہی اے دل قدم
ٹھوکرین کھلوائی گا رستہ تنگ تاریک کا

جب ہوئی گرم سفر وہ ہوکی گاڑی پر سوار
ہم بھی منزل تک گئی پیچھا نہ چھوڑا لیک کا

ماہ نو دکھلا کی کرتا ہی اشارہ یہ فلک
ہاتھ کی گردش نہین آتا ہی ٹکڑا بھیک کا

اور جھنجلا کر جو تلوارین لگاتا ہی وہ تیر
ہی مگر زخمون کی ہنسنی پر گمان تضحیک کا

ہی شہادت نامہ جو میری کفن مین بعد مرگ
یہ قبالہ ہی ریاض خلد کی تملیک کا

چاک توحید کو اسطرح سینا چاہیی
فکر کی سوزن ہو رشتہ معنی باریک کا

جیسی مستی سی ہمارے سخن ہی عیان
جلوہ گر یون تنک ہی اوسکی گلی سی پیک کا

حرص دولت سی ہی اہل حرص کو شوق کباب
کاسۂ طنبور مطرب ٹھیکرا ہی بھیک کا

کیون کسی استاد کی دیوان کو دیکھین وقت فکر
حاکم مردہ کا دستور العمل پایا تو کیا

مجکو انواع سخن مین ہی ید بیضا اسیر
میر کی اچھا جو انداز غزل پایا تو کیا

قاصد تلاش کر کی گہر اوسکا جو بہک گیا
آخر وہ میری خط کو میری سر پٹک گیا

رخ کو چہوا تو وہ مژہ دل مین کھٹک گیا
گل توڑنی مین خار سی دامن اٹک گیا

گرمی بہی یہ سخن مین کہ ارباب طبع نے
چہاپی جو میری شعر تو پتھر چٹک گیا

ادنا یہ فیض ہے تری دریای فیض کا
اب گہر سے کاسۂ سائل چھلک گیا

معنی جو میری شعر کی ملتی نہین مجھے
شاید زمین مین گر کی خزانہ سرک گیا

شکوہ مری دہن سے جو نکلا خفا ہو
پیمانہ ہو چکا تہا لبالب چھلک گیا

ای ترک ابتو ہاتہ اوٹھا قتل عام سے
دوڑی کہان تلک ملک الموت تھک گیا

محرو مین وہ تہا جو ملک لیگئی مجھے
دل کی جلن سی اور جہنم بھڑک گیا

اچھا ہوا کہ آپنی دی گالیان مجھی
مصدوقی دہن کا مری دل سی شک گیا

اللہ ری بدگمانی ساقی کہ پیاس سے
کانٹی مری زبان پہ پڑتی وہ کھٹک گیا

گردون کو ناگوار ہو البعد مرگ بہی
کافور سے کفن جو ہمارا مہک گیا

نعمت کی ای فلک مجھی پروا نہین ہے
کہایا ہی غم یہ گرسنگی کا کہ جہک گیا

دریا مین گر پڑا جو مرا کوئی اشک گرم
بطن صدف مین دانہ گوہر چٹک گیا

مین رند تہا کہ نشہ مین پہنچا سر فلک
ملانی کی جو دوڑ تو مسجد تلک گیا

آنکھون مین ان بتون کی مروت نہین رہی
کیا ان تلون سی تیل الہی ٹپک گیا

سرگشتہ یون ہی کوچۂ گیسو مین دل مرا
ظلمت مین جیسی راہ سکندر بہٹک گیا

سمجھو نہ اعتبار کلام اسیر کو
دیوانہ وار منہ مین جو آیا وہ بک گیا

زینت ہوئی بدن کی جو ہر بال پک گیا
گویا پھری مکان مین سپیدی چمک گیا

جس صبح روی یار سی پردہ سرک گیا
خورشید طالع شفہ خاور چمک گیا

زردہ ہی اہل حق کو بھی دنیا ہی آبرو
لوح طلا ہی صفحۂ قرآن چمک گیا

ای دست مرگ تیری ستم کا بیان ہو کیا
ملبوس جان ہزار جگہ سی مسک گیا

کوٹھی پہ چڑہ کی باندہ دیا مینی خط شوق
قسمت سی اوس پتنگ کا پتا اٹک گیا

آیا مرض مین یار عبادت کی واسطے
چمکا جو درد دل تو مقدر چمک گیا

اروت سان پہ دلکو ہوئی اوس ذقن کی چاہ
اولٹا کنوین مین جا کی یہ اندہا لٹک گیا

تاثیر سو الفت پستان سی بعد مرگ
مثل انار گنبد مدفن چٹک گیا

پہنچا مجھی عداوت قاتل سی اور نفع
چھڑکا جو مشک زخم کا کوچہ مہک گیا

وارو کوئی حسین ہی تو ہی غمکدہ بھی باغ
یوسف کی بو سی خانۂ زندان مہک گیا

لکھا نزاکت کمر یار کا جو وصف
خامہ برنگ شاخ گل تر لچک گیا

کس خط سبز کا تھا مین کشتہ کہ بعد مرگ
آبحیات خضر لحد پر چھڑک گیا

دیکھا جو حسن یار تو الله ری غش دل
آئینہ مثل جام لبالب چھلک گیا

می کیا فراق یار مین پانی اگر پیا
اوترا نہ گھونٹ میری گلی مین اٹک گیا

کامل وطن مین اپنی ٹھہرتا نہین کبھی
پختہ ہوا تو شاخ سی میوہ ٹپک گیا

اوس شوخ ماہ سی جو جدائی ہوئی اسیر
ایسا جگر جلا کہ دھوان تا فلک گیا

برہمن نے کہا تھا حال سب مجھ نیم بسمل کا
لڑکپن ہین کسی نے ہاتھ دیکھا تھا جو قاتل کا

گذر نجر چمن پر آج ہی کس ترک قاتل کا
کہ فواروں مین ہی عالم گلوئی مرغ بسمل کا

رگ گردن کہین تھوڑی سی کٹنی ہین بچائے
الہی خیر کرنا کانپتا ہے ہاتھ قاتل کا

اوٹھاتی نجد مین کس ہوس سی ہم قیس کا مرقد
اگر صندوق ملجاتا کہین لیلی کی محمل کا

الہی کسکی لوٹ جاتی ہی ایسی تیر کی چھاتی
کہ شکل دیدۂ اعمی ہی حلقہ اپنی محفل کا

رہ ایمان مین بینائی نہین ہر ایک کو حاصل
مسافر کور دیکھا بیشتر قرآن کی منزل کا

برا انجام ہی جو ہین فروغ دہر پر نازان
سحر کو قسمت سک استخوان ہی شمع محفل کا

موئی پر بھی نہ پائی گردش افلاک سی مہلت
ابھی کہتا ہے چکر چاک پر کاسہ مری گل کا

لحد مین آ ہی نکیرین آگئی کیون مجکو جگاتی ہو
ذرا آرام کرنی دو تھکا ماندا ہون منزل کا

سوا تذلیل کی کیا ہی غرض جب درمیان آئے
کہ اونچا ہاتھ منعم کا ہی نیچا ہاتھ سائل کا

پتا حسن جوانی کا نہ ڈھونڈھ ایام پیری مین
کٹی شب صبح کو جلوہ کہان وہ ماہ کامل کا

حضور حق دم محشر نشان کیا دینگی حیران ہین
نہ صورت نقش دل کر لی نہ پوچھا نام قاتل کا

تصور جب کیا عمر دوروزہ کو ہوا ثابت
کہ ہستی سی عدم تک فاصلہ ہی ایک منزل کا

مری افلاس کو ہی فرق سرداروں کی دولت پر
کہان ہے آب دریا مین چمکنا ریگ ساحل کا

اسیر آئی ہی عمر شصت سالہ اب کہان طاقت
ہوئی ماندی سفر طے کر چکی ہم ساٹھ منزل کا

بجا اسد کہ وقت ذبح نکلا حوصلہ دل کا
گلی پر تیغ دست شوق مین دامن ہی قاتل کا

نہ پوچھو حال ہمسے اضطراب طائر دل کا
کیا سینے کو اسنی آشیانہ مرغ بسمل کا

اگر بجلی کبھی ابر سیہ سی نجد مین چمکے
کہا مجنون نے پردہ اوٹھا گیا لیلی کی محمل کا

زیادہ نالۂ عشاق سے ہے حسن کی رونق
ہوا ہے جمع گل میں رنگ آواز عنادل کا

وہ رہرو ہوں کہ ہے کام میرے پیش نظر تربت
ہر اک نقش قدم مجکو نشان دیتا ہے منزل کا

قیامت تک نہ گل ہو دامن باد بہاری سے
کسی غنچہ پہ پڑ جائے اگر سایہ مری دل کا

یہ میری بعد فارغ ہو گئے ظالم ابھی گھر بیٹھے
کہ خنجر میان میں ہے آستین میں ہاتھ قاتل کا

قمر میں جیسے پڑا خورشید کا پرتو ہوا روشن
کرے ناقص کو بھی کر دیتا ہے کامل فیض کامل کا

سر سلطان پر افسر دیدۂ عبرت سے جب دیکھا
خیال آیا کہ یہ اولٹا ہوا کاسہ ہے سائل کا

فروتن احب التعظیم ہیں کچھ شک نہیں اسمیں
جھکی مقتول کی گردن تو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

ہوا ثابت ہمیں طفلی و پیری و جوانی سے
کہ ہستی سے عدم تک فاصلہ ہے تین منزل کا

یزیدی فوج لاکھوں یاور شبیر تھوڑے سے
بہت کم حق کی طالب ہیں کہ جہاں پر ہجوم باطل کا

گریبان قیس کا پھاڑا تو کیا اے پنجۂ وحشت
جو ہمت ہو تو پردہ چاک کر لیلی کی محمل کا

سفر میں بسکہ وہ زلف سیہ آنکھوں میں پھرتی ہے
گمان جادون پہ ہوتا ہے بیابان میں سلاسل کا

اسیر احباب گل میری لحد پر کیوں چڑھاتے ہیں
دماغ اہل فنا رکھتے نہیں شور عنادل کا

بتا قاصد یہی ہے بوستان کوچہ قاتل کا
چھٹا کرتا ہے فوارہ گلوئے مرغ بسمل کا

کیا ہے غازۂ رخسار جب سے خون بسمل کا
ستارہ اوج پر ہے جوہر شمشیر قاتل کا

کہو احباب سے کیوں قبر میں شانہ ہلاتے ہیں
ذرا راحت سے سونے دیں تھکا ماندہ ہوں منزل کا

حذر ایسا جو میری خون کی چھینٹوں سے ہے اوسکو
گریبان گیر ہوں گا حشر میں دامان قاتل کا

حریصوں کا شکم بھرتا ہے کوئی جمع دولت سے
کہ تاج زر یہی رونا وہی ہے شمع محفل کا

کوئی ذرہ نہیں ہے پرتو خورشید سے خالی
تماشا دیکھ لے صحرا میں اوسکی فیض شامل کا

کسی سی کب مٹی زنار تسبیح سلیمانی
جدا کرنا بہت ہی اب مشکل حق سی باطل کا

گداز عشق نی سو بار دل کو کر دیا پانی
ہوا اتنک نہ شعلہ سرد لیکن آتش دل کا

فراق یار مین کبھی وہ میری لگی بیتابی
تماشا جسکو منظور نظر ہو رقص بسمل کا

پڑی ہین نقش غم سی سعد و سواغ داغ رنگین
کرہی زنبور خانہ چہین کی کاشانہ میری دل کا

بجا ہی آسمان حسن ہم تجکو جو کہتے ہین
خط شبرنگ گرد رخ ہی ہالہ ماہ کامل کا

برا ہی ایک سی جو دوسری کی پاس جاتا ہے
کبھی کب بحر وافر مین رکن آجای کامل کا

جو تم اٹھہ جاؤ جای دشمنی سی اور یار یکی
دہوان بنکر یقین ہی نور ہیلی شمع محفل کا

قیامت ہی بنہی ہی ذبح کی دم آنکھہ پر بہ سے
رہا دل مین تلاطم حسرت دیدار قاتل کا

جو ظاہر مین عداوت ہو تو باطن مین محبت ہو
اسیر آنکھین لڑین پر دل سی ملنا چاہیی دل کا

دہن عیان حسینون کی ہی کمر پیدا
کئی ہین ایسی ہی اللہ نی بشر پیدا

زیادہ بالش پر کی نہ فکر کر صیاد
ٹہہر ٹہہر کی ہوتی ہین بال و پر پیدا

برا ہی مشق اوسی صندل کی جا ہی تختی
صریر کلک سی ہوتا ہے درد سر پیدا

مقام رنج نہین ہو بشر جو بی اولاد
بہت خدا نی کئی نخل بی ثمر پیدا

سبب نزول حوادث کا ہی تو دولت بہر
کہ سنگ کہائی جو ہون نخل مین ثمر پیدا

حصول کیا ہے بنایا مکان جو منعم نی
کسی کی دل مین تو اوسنی کیا نہ گھر پیدا

شب وصال کب آئی کدہر گئی یارب
ادہر تو شام ہوئی اوس طرف سحر پیدا

عیان ہوا کہ جہان خانہ مصیبت ہی
جو طفل ہوتا ہے اٹھین وہ نوحہ گر پیدا

کرو جو غور عدم تو وہ ہی ہستی ہے
نہان ہوا جو ادہر ہو گیا ادہر پیدا

فراق یار مین دن رات گھر رہا تاریک
نہ دن کو مہر نہ شب کو ہوا قمر پیدا

دعائین کین ہین کی داغ عشق او نہا کرتا
کیا ہے قوت بازو سی آہنی زر پیدا

طمع جو لذت دنیا کی ہو فقیرون کو
کری ابھی تو سے بوریا شکر پیدا

روان کرون مین جو قاصد کو سوی کوچہ یار
ابھی تو صورت طائر ہون بال و پر پیدا

پڑھی جو اوس لب لعلین کا ہجر مین پرچہ
سوا ای لعل صدف مین ہون گہر پیدا

شب وصال جو دیکھی صباحت رخ یار
گمان یہ ہے کہ ہوا پھر گئی سحر پیدا

خدا کی شان تو دیکھو عدم ہی ہستی مین
وہ بت ہوا ہی زمانہ مین لی کمر پیدا

رقیب خاک اوٹھائین گی تیغ عشق کی زخم
کہو سے نہ جگر جوان کی کرین جگر پیدا

جگہ جو کعبہ مین ملتی نہین ہمین نہ ملی
بتون کی دلمین تو ہم نی کیا ہی گہر پیدا

عرق کی قطرہ ہو تری وہی آتشین نہین
ہوئی ہین چشمہ خورشید مین گہر پیدا

جنون کی جوشمین تا لامکان پہنچ جاؤن
فلک کی گنبد بی در کا ہو جو در پیدا

اسیر مہر و مہ و نجم کی حقیقت کیا
نبی کا نور ہوا سب سے بیشتر پیدا

ماتم ضرور تھا تمہین مجھ دردمند کا
کہنا تھا مرثیہ کوئی دس بیس بند کا

جنت ہی عکس روی بت دلپسند کا
طوبی نے ہی سایہ یار کی قد بلند کا

پیچ پیچ کی روز آتی ہین محبوب شوخ جو
کرتا ہے کام جذبہ کامل کمند کا

کیا حاصل اسپ عمر اگر ہی سبک خرام
چلتا ہی اپنی پاؤن سوار اس سمند کا

نشتر ہی ہجر یار مین آک ایک موی تن
پی فصد بہ رہا ہے لہو چاربند کا

سولی ہوا ہی تجھکو اشارہ کی بولنا
منصور وار گشتہ ہوا قد بلند کا

محشر کی روز بھی نہ کھلی گی لحد مین آنکھ
کشتہ ہون اک نگاہ تغافل پسند کا

گر سعی ہی بلیغ جو مطلب بزرگ ہو
زینہ دراز چاہیئے بام بلند کا

پہنچا نہین جو ہاتھ مین میری ہی ہتکڑی
وہ بولنا ای پری ہون تری دست بند کا

اوس سرو قد نی بوسۂ ابرو عطا کیا
ہاتھ آگیا ثمر مجھے شاخ بلند کا

طی کر چکی ہین منزل ہستی کو ضعیف
باقی ہی فاصلہ تو قدم ہاہی چند کا

رہتا ہی اپنی پستی طالع سی ہمکو خوف
گنبد نہ ہیٹ پڑے کہین چرخ بلند کا

آواز رعد سی جو دھڑکتی ہین سبکی دل
نالہ ہے یہ کسی نہ کسی دردمند کا

مضمون شوق ایک بھی لکھون مجال ہے
مکتوب جب تلک نہو دو چار بند کا

دیوان حشر مین بھی وہ مصرع ہی انتخاب
مضمون ہے جسمین یار کی قد بلند کا

تیری چلی ہو ونکو ستائی کا کیا فلک
محفوظ آسیا ہی دانہ سپند کا

صیاد آج کل ہی یہ بلبل پہ مہربان
پھر قفس غلاف بنا ہے پرند کا

تاثیر دیکھنا لب شیرین یار کے
پانی کا آبخورہ بھی کوزہ ہی قند کا

اورون کا ذکر کیا کہ مری سامنی اسیر
چلتا نہین کمال کمال خجند کا

پروا تری کچھ ای مہ کامل نہین کرتا
مین داغ اوٹھانیکی بھی دل نہین کرتا

کسطرح گریبان سیا وٹھی فرق تجمل
سر سجدۂ محبوب کی قابل نہین کرتا

سیراب ہون کیا تشنہ صحرای محبت
یہ دشت کنوان سیکڑون منزل نہین کرتا

لائی اجل آخر مجھی ہستی سی لب گور
وہ کون سا دریا ہی جو ساحل نہین کرتا

ہی ہمسی غریبون کا بھی ای مرگ گذارا
صد شکر کہ دربان در قاتل نہین کرتا

جس قافلہ کی ساتھ ہی تنہا کوئی یوسف
رہرو گلہ سختی منزل نہیں کرتا

سب طرحکی طاقت ہی نہیں ضعف کی باعث
سب کچھ ہی مری پاس مگر دل نہیں رکھتا

کیا بڑھکی چلی گا تری شمشیر نگہ سے
یہ تاب یہ دم خنجر قاتل نہیں رکھتا

ہی مد نظر الفت گیسو کا چھپانا
جھنکار ہو جسمین وہ سلاسل نہیں رکھتا

فاقی مین بھی مانگون نکبھی چشم سی نعمت
مفلس ہون مگر عادت سائل نہیں رکھتا

تر ہو جو زبان خنجر قاتل کی سر مو
اتنا ہی لہو جسم مین بسمل نہیں رکھتا

ہر چند ہی عالم مین بہت شہرۂ یوسف
تیری سی مگر شکل و شمائل نہیں رکھتا

ہی خلق سی سر روز بیان حسن برابر
باقی نہیں رکھتا ہو تمہین فاصل نہیں رکھتا

کرتا ہی فلک چاند کو اوس رخ سی مقابل
ہی سیر مگر عقل یہ کامل نہیں رکھتا

زخمون پہ مری کون کری مشک فشانی
وہ چہرۂ شفاف کوئی تل نہیں رکھتا

ہمراکی درد و نفسی ہی غربت مین گلہ کیا
ہڈی مری باقی سگ منزل نہیں رکھتا

معلوم اسیر اوسکو ہو کیونکر مری حیرت
جو شرم سی آئینہ مقابل نہیں رکھتا

جو پہنچی دوڑکر مقتل مین ہم اپنا قدم ٹھہرا
دم شمشیر قاتل پر گلا رکھا تو دم ٹھہرا

بنا ماتم کا حلقہ گرد سینا ایکدم ٹھہرا
ترا دیوانہ قامت حشر کا علم ٹھہرا

نہ آئی مین بی محنت نہ جانی ہو گئی قیمت
وجود و نیستی کا فاصلہ کل دو قدم ٹھہرا

بجا کرتا ہی بلبلین رات دن ناقوس نالی کا
خدا کا گھر نہ ٹھہرا یہ کوئی بیت الصنم ٹھہرا

ترا مقتل بھی اے قاتل تہا کوئی محلہ شاید
سر و گردن کا جھگڑا ایک کیا خنجر حکم ٹھہرا

کبھی ہم بھی اگر قد بلند یار سی ناپیا
بہی اونچا رہا سرو چمن وہ ہاتھ کم ٹھہرا

حباب اہل جہان بحر تلاطم خیز ہے دنیا
بہت ٹھہرا جو اس طوفان مین گویا اک دم ٹھہرا

شب وصل اے قمر کیا تو نکلتی ہے ہوا غائب
ترا چلنا نہ ٹھہرا آہوی وحشی کا رم ٹھہرا

جلا دل جب وہ مرگ غیر کی سنکر خبر روئی
ہمارے واسطے برق غضب ابر کرم ٹھہرا

شرار اشک نکلی پھر جلا سبزہ بیابان کا
جہان دم بھر ترا دیوانہ آتش قدم ٹھہرا

نہین ہے سرکشون کو امن جوش بحر رحمت مین
جو آب زندگی برسا تو آتش مین سم ٹھہرا

نمونہ ہے صراط حشر کا یہ دار فانی بھی
وہان بھی ہے وہی ثابت یہان جسکا قدم ٹھہرا

بہت ماندہ ہے مجنون دوڑتا آتا ہے اسکے پیچھے
خدا کے واسطے ناقے کو لیلی کوئی دم ٹھہرا

سوائے غم کہان راحت مرض آلود ہستی مین
گمان فربہی جسپر تھا وہ آخر ورم ٹھہرا

گلہ ہم لکھ چکے تھے اوسکو نامے مین کہا وسکا
نہایت خیر گذری خود سر کاغذ قلم ٹھہرا

اسیر اہل جہان جتنے ہین زرکی حرص کرتے ہین
یہ وہ ہے نقد جسمین نقش حب درم ٹھہرا

دنیا سے اوداس دل ہے کب کا
ہون دیر سے منتظر طلب کا

اے آہ نہ عرش سے بڑھ آگے
سمجھا کہ مقام ہے ادب کا

محفل مین وہ شمع رو نہ آیا
پروانہ بھی لکھ چکے طلب کا

اے گور فشار دے نہ اتنا
مہمان تری گھر ہون ایک شب کا

آئینہ پہ ہے نگاہ شفقت
کیسی یہ ہے روشناس کب کا

عاشق نہین ہوتے بیوفا یار
اپنا سا نہ جان حال سب کا

گلشن مین ہے کیا گلون پہ جوبن
بلبل کو ہے سامنا غضب کا

شیرینی لب نے مجھکو مارا
ہو نخل مزار پر رطب کا

حق حق تو یہ ہے کہ روح پر ہے
اطلاق صحیح حکم رب کا

کرتے ہین کلام بے دہن وہ
عنقا یہ مقام ہے عجب کا

اب عشق مین جان کی ہی رخصت
دل سینے سے جا چکا ہی کب کا

وہ گیسو و رخ ہے یا ختن سے
ڈانڈہ ہے ملا ہوا حلب کا

کس دہوم سے موسم گل آیا
کچھ رنگ بدل گیا ہے سب کا

ساقی سے یہ پوچھتا ہی قاضی
کیا مہر ہے دختر عنب کا

مشتاق ہون مین اسیر اوسکا
محبوب ہے جو حبیب رب کا

ضبط گریہ جو نکرتا تو کہو کیا کرتا
مجھ سی ہوتا کہ تمہین خلق مین رسوا کرتا

ساری عالم کی رقابت جو گوارا کرتا
دل مرا خواہش معشوقۂ دنیا کرتا

دل اوسی آپ دیا چھوڑ گیا اب ہی یہ شوخ
مین نہ دیتا تو وہ کیا مجھسے تقاضا کرتا

آپ کرتی جو اونہین اپنی مریضون مین شمار
ملک الموت تو کیا فخر مسیحا کرتا

کاش شہرستانہ ابھی دام مین صیاد کی مین
چارون اور گلستان کا تماشا کرتا

لیگئی اک نگہ ناز مین یہ بت دل و دین
کون بتخانے مین کعبی کا ارادہ کرتا

ضبط نی روک لیا خوب ہوا ورنہ یہ دل
دو ہی نالون مین دو عالم تہ و بالا کرتا

گردش بخت زبون جور فلک رنجش یار
درد لاکھون تہی مین کس کس کا مداوا کرتا

مرض غم کا کہان پاس طبیبونکی علاج
رحم اللہ نکرتا تو کوئی کیا کرتا

بچ گئی جان ہوا آج ہی دیدار نصیب
تہی قیامت وہ اگر وعدۂ فردا کرتا

داغ ہوتا جو مرا داغ لگاتا مرہم
درد ہوتا جو مرا درد مداوا کرتا

صاف کہتا نہ اگر ہی لاشۂ عاشق مجہ مین
دہن گور کو اللہ جو گویا کرتا

رشک کا نہ ہی کی فرشتون سی ہی مجکو ورنہ
لیکے تصویر تری ہاتہ مین دیکہا کرتا

صاف کہدونگا اگر حشر مین پوچہیگا کوئی
عمر تہوڑی تہی بہت آہ مین کیا کیا کرتا

کوئی رہتی ہین نہان چشم تصور سی حسین
لاکہہ پردی مین ہو ہوتی مین تماشا کرتا

دل مرا کانپکی یون چاہ ذقن مین گرتا
جذبۂ شوق اگر اوسکو نہ اندہا کرتا

سخت جان ہون کہ خود شرم سی کٹ جاتا مین
مجہ سی ہوتا کہ ترے ہاتہ کو جہوٹا کرتا

جیتے انہون نے کیا سر و چراغان مجہے
شاید اگر وہ کسی روز تماشا کرتا

ہی جدائی مین جو بنیا تو جگر کٹ جاتا
قطرہ قطرہ اثر ریزۂ مینا کرتا

جان بر ہی کی تہی کب امید غم گیسو مین
کیا سمجہ کر مین علاج تپ سودا کرتا

مین ٹہرتا جو کسی نخل کی سایہ مین اسیر
تیغ تقدیر کا اوسکو ہی بگولا کرتا

حسن کہو یا خط شبگون نے رخ پرنور کا
زاغ کو ہی پی گئی روغن چراغ طور کا

چہرۂ روشن مین عالم ہی خدا کی نور کا
شک اگر ہو دیکہہ لو آئینہ برق طور کا

اجر طاعت کیون نہ پائین سست ہی ہر کر قوی
پیر سی افزون ہی ورنہ جوان مزدور کا

اسقدر راہ تلاش دخت رز مین ہم چلے
ہر قدم چہالون سی خوشہ بنگیا انگور کا

کیا ہوا غالب اگر چہوٹی یہ ہو جائین بڑی
خاک سی سایہ اوٹہا دیتا ہی بستہ نور کا

اوٹہ گئی کو جیسی تمہاری کون جائی سوی خلد
آپ گل بارہ برس کی سن نہ یا وہ حور کا

کیا ہوا واقف جو راہ شہر ہستی ہی نہین
آگیا ہون سیر کو ہمون زہی الادور کا

کچہ نہین ہی ہمکو مصحف خوانی حلت بعد مرگ
ہی زبان شمع پر تا صبح سورہ نور کا

مجھ سوختہ کی جو مرقد پہ جلاتی ہو چراغ
چاہیے اسمین فتیلہ پنبۂ منصور کا

ہی نصیب خلق کب نجانۂ عالم مین عیش
بادہ ملتا ہے یہان تو زخم کی انگور کا

ظلمت عصیان مین کوئی سوجھتی ہی راہ راست
راہرو اعمیٰ سے بدتر ہی شب دیجور کا

لذت بی غم کہان ممکن کہ موذی ہی جہان
نیش سے خالی نپایا شہد اس زنبور کا

چاہتا ہی دختر رز ہو جاے محتسب بدمزہ
روز دیتا ہے مجھی پیغام زاہد حور کا

نزع کا ہنگام ہی تابوت ہو آئین عزیز
کچھ سواری چاہیے جب ہو ارادہ دور کا

جانتا ہی اوسکو جو ہی رہرو راہ خدا
ہی علی آباد دروازہ محمد پور کا

داستان لیلی و مجنون سی کیا حاصل اسیر
شوق رکھتا ہی کوئی کم قصہ مشہور کا

میری باعث سے ہی تقی ماہ اوس رتبے پر نور کا
جس طرح موسیٰ سی چمکا نام برق طور کا

کیا اثر مطرب ہی تیری نرگس مخمور کا
ہو گیا لبریز مے کاسہ تری طنبور کا

آسمان پر ہجر کی شب نام کیسا نور کا
ماہ تابان حلقہ ہی زلف شب دیجور کا

عادت بد سی ہی دولت موذیون کی لازوال
نیش کا ڈر ہی محافظ خانۂ زنبور کا

روسیاہ ہون گو نگین خشم بد سی رو سفید
مشک سی قیمت مین کم ہی مرتبہ کافور کا

دعوی باطل ہی انسان کو ہلاکت کا سبب
حال کیا آخر انا الحق نی ہوا منصور کا

پھٹ گیا مثل کتان زخم اور کیا التیام
بنگیا مہتاب پھاہا مرہم کافور کا

ظلم اہل ظلم پر کچھ ظلم مین شامل نہین
کون غارتگر ہی مجرم خانۂ زنبور کا

جی کر نیکو بٹھایا ہی تو دو بوسہ مجھے
کام ہوا اچھا تو دل بھی خوش کرو مزدور کا

ارتکاب فعل بد کیواسطی لازم ہی فقیر
ہی گدا مضطرب تو کاسہ کاسہ ہی طنبور کا

خانۂ زندان سی مجکو تم تهین ہی گهرا
جب سی دیوانه ہوا اک کو دل مزدور کا

بسیت مین ہمکو میسر ہی پریزادونکی دید
جان دی زاہد تو حاصل ہو نظاره حور کا

یون بسر کی شام سی ہمنی شب تاریک ہجر
صبح تک لب پر وظیفه تها دعائی نور کا

دیکهه کر روی صبیح یار آئی اپنی موت
غسل میت کو ہو پانی چشمۂ کافور کا

خط نکلنی پر لب شیرین کا بوسه یون ہین کیا
دل جو طالب ہی تو طالب شہد بی زنبور کا

واه کیا بدلا شراب سرخ کی بہر فی سی رنگ
ساغر یاقوت کاسه بنگیا بلور کا

طور پر کس برق عارض کی تجلی ہو گئی
ہے زبان شکر ہر تپا نہال طور کا

ہو گئی بیجا نشان لیکن نه کہا حق غیر
بیچکر گهر ہمنی روزینه دیا مزدور کا

دیدۂ گریان رہے جاری تو اچها ہی اسیر
بند ہو جانا ضرر پہنچائی گا ناسور کا

مطلب دل بے طلب ہو جای گا
جب خدا چاہے گا سب ہو جای گا

صبر کر ای دل ستم اوسکے اوٹها
اف اگر نکلے غضب ہو جای گا

مل رہے گا رزق تقدیری ہین
کچهه بہانه کچهه سبب ہو جای گا

تم پکارو گی مجھے جس نام سے
بس وہی میرا لقب ہو جای گا

بی ادب سیکهے نه مجکو بار بار
مجهه سے بہی ترک ادب ہو جای گا

جائین گی ہم رند یون فردوس مین
اہل تقوی کو عجب ہو جای گا

ہو کے دل آئینه دار روی یار
عالم شہر حلب ہو جای گا

ہون وه میکش زرد مجکو دیکهه کر
چہرۂ بنت العنب ہو جای گا

تم چهپاؤ گی اگر زلفون مین رخ
دل سیه مانند شب ہو جای گا

ایک تھی نیند شب ہجر مین آرام کہان
چرخ دیتا جو مجھے بالش پر کیا کرتا

کی بلائین نہ کبھی رد بلا کی تدبیر
زخم شمشیر کا مشتاق سپر کیا کرتا

دل تھا کس کام کا ملتا نہ اگر درد اسیر
داغ الفت جو نہ ہوتا تو جگر کیا کرتا

کف پائی حنائی تک بجا آتا ہی گیسو کا
نہین پنہان گر ہی آتش پہ ستی کا جو ہندو کا

تجسس دل کو یون بتاہی اوسکی چشم جادو کا
شکاری سنبلون کرتی ہین پیچھا جیسی آہو کا

مناسب ہے اوسیکو وصف افسونگر جو شاعر ہو
پکڑنا سانپ کا ہی باندہنا مضمون گیسو کا

فلک پر ہر سحر جو اس تمنا مین نکلتا ہی
بنی تعویذ زرین اوسکے دروازے کی بازو کا

جدائی ننگ حسن اتنا تو جوش وحشت مجنون
بکے بازار لیلی مین کٹورا چشم آہو کا

فزون ہی عشق سی امید ہی مطلب ارے کی
گہر پیدا کیا اک سوزن مژگان سی آنسو کا

کرونگا کس زبان سی شکر حق جو حشر مین یارب
فسانہ تیر مژگان کا ہون کشتہ تیغ ابرو کا

حمائل ہون کبھی ہون غبار گرد میدان آتش کی
یہان بھی مصحف تفسیر آشنا ہی حل زانو کا

سبک روحون کی صحبت کیا گراں ہی باعث قوت
کہ پرسے موجہ باد بہاری طائر بو کا

شبستان کیا کیون سیہ خانہ مرا روشن نہین کرتا
ہتی کو بھی دیا تو نے چراغ ای چرخ جگنو کا

نمی خسرو کو شیرین کوہکن نے لاکہ سر مارا
کوئی چلتا ہی قابو زر کے آگی زور بازو کا

کہین پھر عہد ہو یارب کہ کچھ دلکو تسکین ہو
نہایت داغ ہی دل کو زوال درد پہلو کا

نہ الفت ہی نہ خاطر ہی نہ رحمت ہی نہ شفقت ہی
دیا کیون سینے ایسی بیوفا کو دل بہت چوکا

وہی ناوک فگن ہی ہو جو قربان تیر مژگان کا
وہی ہی تیغ زن مانی جو ہو یا تیغ ابرو کا

زبان اپنی ہی مصرع تر خود بخود موزون نکلتی ہین
ہماری طبع سنجیدہ مین عالم ہی ترازو کا

فقرے اک ربط باندھا ہی تو عشاق سی از انعام جدا

شب کو جو چھپتا ہی ہمسی وہ گل اندام جدا
جیسی سرخاب سی سرخاب سر شام جدا

شکوہ کرتی نہیں یہ گردش ایام جدا
ماہ سی مہر جدا صبح سی ہی شام جدا

اوسکی نزدیک بھی ہین خاص جدا عام جدا
فرد عشاق سے لکھا ہے مرا نام جدا

جلد لا نامہ مری نامہ کا جواب ای قاصد
دونگا اجرت کی سوا مین تجھی انعام جدا

بد نفس سی کیونکر نہو انسان کا خوف
خون قاتل پہ ہی سرکرتی ہی صمصام جدا

دلکو لذت جو ہی نکہین ہنساتین کیونکر
لفظ بادام سے دیکھو کہ نہین دام جدا

رات بھر اونسی لڑائی رہی اسپر یہ نتیجہ
ہوگا ہنگامہ ابھی صبح کی ہنگام جدا

مثل تصویر ہی کیا تجھ مین عریانی کا
کب ہی اندام سے پیراہن اندام جدا

وصل کی رات بھی بیٹھا ہی وہ بتانی مجھ سی
بت کی پہلو سی مری کرتا ہی آرام جدا

[illegible]
کفر اسلام سی ہی کفر سی اسلام جدا

فائدہ چاہی تو کر اہل کرم سی صحبت
بھری ہی مے سی جو شیشی سی رہی جام جدا

ہو گلستان جہان مین وہ گرفتار ازل
مثل طاؤس پرون سی نہین گلدام جدا

خوب ہونگی بیان خضر زنی کی وصف
میری لب سی ابھی ساقی ہی لب جام جدا

تیری آنکھون سی کرین وہ بیان جو بیخودی کا
سر حبابون کی کری موج کی صمصام جدا

لیجیی ایسی تری قصر کی بوسی کہ نہو
چشم روزن سی نہین لب سی لب بام جدا

طبع جانان سی وہ رنگی نہین جاتی اب تک
ہمسی پیغام جدا غیر سی پیغام جدا

نالہ کش دل ہی مرا قمری و بلبل کیطرح
ہوگیا جیسی وہ شمشاد گل اندام جدا

قبر پر قبر ہوئی گور غریبان مین اسیر

نہ ملا زیر زمین گوشۂ آرام جدا

نہ آئے وہ پہلے توقف کیا
موئے ہم تو کیا کیا تاسف کیا

ملا زہر اگر ہاتھ سے یار کی
اوسی نوش جان بے تکلف کیا

مری کیون نہ دنیا زلیخا کیطرح
خدا نے تمہین رشک یوسف کیا

اگر گنج قارون بھی ہاتھ آگیا
اوسی وقت ہمنے تصرف کیا

فقط صوف پوشی پہ پایا مدار
جو دریافت حال تصوف کیا

مرے گھر مین تشریف لائے جو تم
عنایت عنایت تلطف کیا

رہا یاد مطلق نہ عہد الست
جو وعدہ تھا اوسمین تخلف کیا

مرے داغ دل کی جو پہنچی ہوا
جہنم نے بھی شور اُف اُف کیا

پیا خون دل لقمۂ غم کی ساتھ
غذا مین جو ہمنے تکلف کیا

معترف ہے اللہ بھی حسن کا
کہ قرآن مین ذکر یوسف کیا

غلط کیون نہ دیوان ہو میرا اسیر
کہ کاتب نے اس مین تصرف کیا

سوز غم سے جسم جلتا ہے یہ مجھ بیتاب کا
اشک و عارض مین ہے عالم آتش و سیماب کا

وصل قسمت مین کہان مجکو دیا ہے چرخ نے
بخت پروانی کا دن کو رات کو سرخاب کا

دیدہ بیدار ہے اپنی لحد مرنیکی بعد
ظاہر اوپر پڑا رہتا ہے پردہ خواب کا

جرم کیا بے اعتدالی ہو جو بہر نفع خلق
کون دامنگیر خونریزی مین ہے قصاب کا

موسم سرما مین کیا چمکین ہمارے داغ دل
نور کتنا ہے چراغان شب مہتاب کا

اشک جاری ہین آنکھ مین پڑ کر نمازین پانچ وقت
ہے بیان دیدۂ پیش گہر بیٹھے سفر پنجاب کا

دیکھتی کو صورت نرگس ہلین آنکھین مجھے
عین بیداری مین یہان ہتا عالم خواب کا

جلوہ اوسکا دیکھکر کیونکر یہین بیہوشی
کار لا حاصل ہی گرسنی نا پینا مہتاب کا

مثل خس کہتا ہی گردش مین یہ عنصر اوسکو
عالم اپنی بخت برگشتہ مین ہی گرداب کا

ایک نے روکا نہ اوسکو سوتی جسکو ہی
گرد مجمع تہا تری بیمار کی احباب کا

کم نہین ہی اوس سی فرقت مین دل پرخون مرا
ساقیا کچہ پر ابطہ ہی مین نہین سرخاب کا

نہر ابر ہو تو دل پرسوز کو میری جگہہ
نور بڑہ جائی گا اوس قندیل سی محراب کا

ہوگیا دیوانہ تیری عشق مین اب جسکی
طوق گردن مین ہی زیبا حلقہ گرداب کا

زخم سینی پر لگا دی تیغ قاتل دل کہلی
منتظر اک عمر سی بیٹہا ہون فتح الباب کا

گرد اپنی پہر رہا ہون تو سنی ہی اسیر
قلزم ہستی مین سیکہا ہی چلن گرداب کا

کہوتی غفلت کو نہ کیون عیاش شراب ناب کا
خواب کردیتا ہی زائل ایک قطرہ آب کا

کس سی کہی اضطراب اپنی دل بیتاب کا
صاف سینہ مین ہی عالم معدن سیماب کا

چاہتا ہون اور زخمونکو ہو لذا بعد مرگ
ہی کفن درکار مجکو چادر مہتاب کا

گر پڑی دیوانہ میری پستی تقدیر سے
ہو جو مجکو اوسکی سایہ مین ارادہ خواب کا

بسکہ آتش شرم روئی یار سی ہی آب آب
صاف ہر آتشکدی مین پہ ہی عالم آب کا

سد راہ اشک ہو پیدا مژگان کسطرح
روکنا خاشاک سی ممکن نہین سیلاب کا

کیا کرین خاموش اپنی آتش دل اشک چشم
جب کری پانی ہی پیدا خاصہ سیماب کا

ہون مریض اوس لعل لب کا جانتی ہین سب طبیب
کیون نہ نسخی مین مری شربت لکہین عناب کا

رات بہر اوس سی جدا رہتا ہون ہی اسکا ملال
ذکر سنتا ہون مین جسکی لیی سرخاب کا

عالم وحشت مین مجھ سا کون ہی سیماب وار
منتظر رہتا ہی ویرانہ مرا سیلاب کا

خندۂ دندان نما جب اوسنی ساحل پر کیا
موتیون سی بھر دیا کاسہ ہر اک گرداب کا

کب مقابل ہو سکی کم ظرف عالی ظرف کا
صورت دریا روان پانی نہین پایاب کا

وقت گریہ ہے جو یاد گوہر دندان یار
بہ رہا ہے گھر مین دریا موتیون کی آب کا

اوس یم خوبی کا ابرو جب ہلا وقت نماز
شکل موج آب ال پانی ہوا محراب کا

جب سی دیکھا نہین تو آتا نہین ہی سجدہ حسن
ہر اشارے مین ہی عالم ماہی بی آب کا

ہی اسیر اوس نرگس خونریز پہ خال سیاہ
برہمن ہمسایہ کیونکر ہو گیا قصاب کا

نشۂ بادے کا ہمیں وفور ہوا
شکل مینا مین چور چور ہوا

کسکے دل سی دھوان نہین نہ دیکھ
شعلۂ حسن دور دور ہوا

گھر بلا بعد مرگ جنت مین
مین سیہ کار زلف حور ہوا

مستحق رشک سی اوٹھنے باہم
اونکے خطرے مین بھی مستور ہوا

رفع تکلیف زر سے بھی نہوئی
جمع دولت سے جو ضرور ہوا

تیر اوسنی لگائے بے پس مرگ
قبر پر سایۂ طیور ہوا

کیجیے سرفراز یا پامال
اب تو مین حاضر حضور ہوا

آدمی سے خطا ہوئی ہے
جور تمکو کیا قصور ہوا

اب رہا مغفرت مین کیا شبہہ
نقش خاطر ہو الغفور ہوا

دل جلایا ہوا جو گردون نے
اور بھی گرم یہ تنور ہوا

کچھ عجب حسن ہی طبیعت مین
جو تصور بندھا وہ حور ہوا

تو جو خورشید ہے تو مین شبنم
مین کہان جب ترا ظہور ہوا

تجکو نافہمون نے کیا بدنام
ناز پر شبہہ غرور ہوا

حسن نے اوسکے یہ ہوا باندہی
طور پر گل چراغ طور ہوا

داغ کہتا ہے کہ مثل مہر اسیر
سر سے پا تک مین ایک نور ہوا

بوسہ کیا لیجیے کہ ہی وہ خال دانہ مشک کا
دیگا آخر داغ رسوائی چرانا مشک کا

الفت گیسو مین کیونکر دلکو پوشیدہ کرون
کوئی ہو سکتا ہی پردی مین چہپانا مشک کا

زلف مشکین کی تصور مین جہی آیا ہی غش
ہی مناسب لخلخہ مجکو سنگہانا مشک کا

کسکی زلف مشکبو کا وصف کرتا ہون رقم
ناف آہو دائرہ نقطہ ہی دانا مشک کا

کون ہی جسمین سودا زلف جانان کا نہین
ہی خریدار آج کل سارا زمانہ مشک کا

بہر چشم بد سویدا ہی مری دل کا سپند
فرض کیا ہی خال چہری پر بنانا مشک کا

چاہتا ہے صحبت رخسار و گیسو کا اثر
آینہ کا نور کا بنجائے شانہ مشک کا

نامہ بر خوشبو کی تا چلنی لگی آہو کی چال
خط مین لکہہ کر بہیجی نافہ روانا مشک کا

اپنی بالونکو نہ تم مٹی سی دہوو بہر یار
خاک مین اچہا نہین صاحب ملانا مشک کا

میری چشم شوق مین ہی یون شبیہ زلف یار
جسطرح ہو ناف آہو مین ٹہکانا مشک کا

کیا دل آویزہ جہان ہے حلقہ گیسوی یار
پہر تو مٹی ہی جو ہو نافہ پرانا مشک کا

عاشقون کی دل چلاتی ہین اگر پہر بخور
عود کا حیلہ وہ کرتی ہین بہانا مشک کا

پای بند زلف مشکین ہی ہمارا مرغ دل
چاہی دانہ دی اسی صیاد دانا مشک کا

ہی معطر نکہت گیسوی محبوبان سی سند
تاجر و آب چمن سنتی ہی لانا مشک کا

پھر تو گیسوی قاتل نے یہ دکھلایا اثر
کوچہ ہر زخم مین پایا تھکانا مشک کا

کاکل مشکین سی کرتی ہین مقابل ای اسیر
ہے یہ جو منظور غیظ اونکو مٹانا مشک کا

پیچ رہے کیونکر نشانہ اوس نگاہ ناز کا
تیر کرتا ہی خطا کوئی قدر انداز کا

حال ہی خط مین جو اپنی شوق بی انداز کا
قصد ہی اسکو کبوتر کی طرح پرواز کا

صاف روشن ہی کمال نغمہ پرداز دل
ایک ساز نطق مین یہ اختلاف آواز کا

نغمہ سی خواہان اعانت کی نہین ہمت بلند
چنگل شہباز یا سینہ زنی ہی شہباز کا

ذکر محشر سنکی واعظ سی ہی خاموش ہم
فہم مین آیا نہ مطلب دور کی آواز کا

گھر وہی اوس مہروش کا جانتا ہی نامہ بر
دیکھنا جس گھر کی دروازی پہ پردہ ساز کا

ہاتھ آجائین جو موسیٰ سی تو ہین کچھ سنگ طور
مقبرہ بنوائین ہم تیری شہید ناز کا

مرغ دل ہی میری ہو صیاد کیونکر شعلہ تن
بند آنکھین ہین مگر ہی حوصلہ پرواز کا

بی قد خم گشتہ کب تاثیر دکھلاتی ہی آہ
ہی کبادہ کھینچنا آغاز تیر انداز کا

کب ہی مجھہ سا اس چمن مین طائر عالی وقار
عرش استقبال کرتا ہی مری پرواز کا

جسجگہہ ہی باب وری ہین پیچ بر دم حرص
چھوڑتی ہی کون گر یہ گھر کبوتر باز کا

طائر بی بال و پر ہون کیسی پرواز چمن
نام ہی بیتابی دل شوخی پرواز کا

دیکھہ لی ناصح مرا آہن کو کر دیتا ہی موم
ہی جو منکر حضرت داود کی اعجاز کا

دم نکل جائی نہ نکلی مرتی مرتی منہ سی آہ
چاہیی ایسا محبت مین چھپانا راز کا

خواب غفلت سی چونکین گی کہان تک مردہ دل
منتظر بیٹھا ہون مین بہی صور کی آواز کا

عشق کا یہ زخم ہی آتش کسیکو کیا نظر
سینہ تا ہست دل نشانہ ہی خدنگ ناز کا

ختم پر آتا ہی کوئی سبحہ کی دانون کا شمار
صورتِ سبحہ سبب انجام ہی آغاز کا

وصل کا جب نام لیتا ہون وہ کہتا ہی اسیر
فال دیکھون لاؤ دیوان حافظ شیراز کا

ضعف مین کیا کسی دلبر پہ ہو قابو اپنا
دل سنبھلتا نہین ہرگز کسی پہلو اپنا

ہم تری عشق مین بیگانہ ہوئی عالم سی
لیکن ای فتنۂ عالم نہوا تو اپنا

یار آتا ہی شب ہجر نہ موت آتی ہے
نہ تو جینے پہ نہ مرنے پہ ہی قابو اپنا

چاہتا ہی کہ جگہہ پائی تری چوٹی مین
منہ تو آئینہ مین دیکھی گل شب بو اپنا

دو گھڑی اور ٹھہر جاؤ تو احسان کرو
مرگ مین دیر نہین قصہ ہی یکسو اپنا

اپنی ہاتھون سی جو تم غیر کو دو جام شراب
خون گھٹ جائی نہ کیونکر کہی چلو اپنا

قیس کیا مال ہی لیلی مین ہمارے جو تلی
کوہکن بھی نہین پاسنگ ترازو اپنا

تنگ آئی ہین یہان تک کہ ارادہ ہی اب
پھینک دین دل کو کہین چیر کی پہلو اپنا

تیری دوری مین نقاہت نے جھکایا ہے یہ
تکیہ رانون کو دم خواب ہی زانو اپنا

دل قوی ہی کہ دریا پہ پائی ہی جگہہ
ہو گیا بازوی قوت در بازو اپنا

امر آسان نہ رولانیکو ہماری سمجھو
ہو گا طوفان جو گرا ایک بھی آنسو اپنا

جام اگر ٹوٹ گیا کیا ہی تردد ساقی
حاجت جام نہین جام ہی چلو اپنا

شکل صاف دکھاؤ نہ مسلمانون کو
ای صنم بیٹ نہ ماری کوئی ہندو اپنا

اپنی جو کرتی ہین وہ خود حسن خداداد پہ ناز
دیکھتی ہین کبھی سینہ کبھی بازو اپنا

تیری مژگان کی خلش سی جو ذرا چوٹ ہو
توڑ کر ڈنک ابھی پھینکدی بچھو اپنا

گرم تسخیر جہان شعر ہماری ہین اسیر

معجزہ ہے کہ کرامات ہے جادو اپنا

کبھی تو نی نہ تپ ہجر کا نسخا لکھا
یہ بھی تقدیر کا ہی رشک مسیحا لکھا

دیر تک اشک تاسف ہی بہاتی سر لوح
جب قلم نی مری قسمت کا نوشتہ لکھا

داغ اوٹھا نیکی جزا کاتب اعمال نی دی
کہ مری نام پہ جنت کا قبالا لکھا

کی جو اجرت میں بہت نامہ بری نی تکرار
ہمنی خط لکھنی سے آخر کو بچا کا لکھا

پھونک اپنی نالۂ دل چھوڑ کہ ہو آج ہی حشر
یار نی خط میں ہے مجھے وعدۂ فردا لکھا

سادہ روئی سی جو آگاہ نہ تجھے کرنا تھا
اوسنی نامہ میں کہیں ایک نہ نقطہ لکھا

تھا جو اغیار سی اخفای کتابت منظور
لکھ کے خط یار کو ہمنی نہ لفافا لکھا

ہمنی جب بوسون کی تنخواہ کی بھیجی درخواست
اوس ستمگر نی بہ عالم بالا لکھا

پرزی نامی کی کیی یار نی دیکھو قاصد
ابھی آگی مری تقدیر میں ہی کیا لکھا

روز ہر شام و سحر کاتب اعمال سی ہم
پوچھ لیتی ہیں مقدر ہو کی کہو کیا لکھا

قسمت اپنی مجھی اولٹی نظر آتی ہی اسیر
خط مگر کاتب اعمال نے اولٹا لکھا

گئی وہ دن کہ کرتی تھی ارادہ شیر گیری کا
ہلا جاتا نہیں اب ہی یہ عالم ضعف پیری کا

غضب ہے عالمون کو دی فلک جامہ فقیری کا
گذری ہیں جو عالم ہو مقامات حریری کا

دل خرسند گنجینہ ہی انکا بوریا مسند
تری درویش بھی سلطان کہتی ہین امیری کا

ردا و جبہ و دستار خلقت کی پہنانیکو
الہی وسعت ہو دونون عالم مین فقیری کا

نہو جاتی ضرر جی کا کہین ملا بہہ دیتا ہے
سبق پڑھتی جو وہ مکتب مین آتی ہین صغیری کا

ہنو ہون جیسی مین پیدا نہان ہون چشم عالم سی
ازل سی ہمنی شوق ہی [illegible] [illegible] گوشہ گیری کا

یہی توشہ ہماری ساتھ ہی صحرای وحشت مین
کہ عالم پاؤنکی چھالی مین ہی نان خمیری کا

سپیدی صبح کی آگئی بالو نمین جاگو غافلو اوٹھو
ہوا آنکھین ہو روشن ستارہ صبح پیری کا

غم واندوہ و حرمان ہین مصاحب بوریا مسند
فقیری مین میسر ٹھاٹ ہی ہمکو امیری کا

خداوندا قوی ہو دل کو تو مضمون نو نکلے
جوان فکر رندی شیشہ عصا ہوتا ہے پیری کا

نظیر مطلع خورشید سی ہی مطلع روشن
نظر مین کب سماتا ہی بیان دیوان نظیری کا

حقیقت کیا غزال دلکی چشم یار کی آگی
یہ وہ آہو ہی جسکو ہی ارادہ شیرگیری کا

غبار خط اگر نکلا کمی کیا حسن عارض مین
یہ وہ خسرو ہی جسنی بہیس ہی لائی فقیری کا

اطاعت سی تری بندہ نہین ہی سرو قد باہر
گلی مین مثل قمری طوق ہی فرمان پذیری کا

اوٹھایا دور گردون سی یہ صدمہ راست بازون نے
کمان کی گھر مین تیرونکو ہی قصد اب گوشہ گیری کا

نگاہ اہل عالم سی اسیر زار گرتا ہے
یہی ہنگام یا دست خدا ہی دستگیری کا

دل یہ سمجھا جو شب ہجر مین کوکب نکلا
اور اک نیش فغان کی لیی عقرب نکلا

گھر سی اب تک وہ نہ نکلا تھا مگر اب نکلا
بعد مدت دل مشتاق کا مطلب نکلا

کیا چمک خال کی ہی وا لب چاہ ذقن
چاہ نخشب سی یہ گویا مہ نخشب نکلا

نظر آیا نہ شب ہجر کہین نام کو نور
چرخ پر چاند تو کیا ایک کوکب نکلا

ہو گئی صبح شب ہجر قیامت برپا
مہر شاید طرف غرب سی یارب نکلا

غش عشقی سی تلک دم مین گیا دہن سار
ہم نہ سمجھی تھی بڑا تیز یہ مرکب نکلا

کسی اوس ناوک مژگان کا نشانا ہو یا
ہر کماندار کبادی کی طرح دب نکلا

سنگ طفلان لگی ہاتو نمین جمعہ مین جاتی تنا
کوئی دیوانہ مگر جانب مکتب نکلا

منزل عشق مین رہزن کو کہان دخل تہا
ہر کنوان راہ مین کشتۂ تشنہ لبی لب تشنہ نکلا

ہر طریقی سی ہی باہر نکل بیش وحشی زلف
طرۂ ہفت اورنگ دولت پہ نہ عجب نکلا

تجہہ سی ای مہر جو دریوزہ گر نور نہین
ماہ کاسہ لیئی کیون چرخ پہ ہر شب نکلا

محتسب فاش نکر پردہ یہ تہمت ہی عبث
گہر سے باہر نہ قدم دختر رز کب نکلا

سو نہ چہپا کر وہ عبادت کو ہماری آئی
ہم تو سمجھے ہم رہی عمر کا مطلب نکلا

ساقیا نام کو باقی نہین شیشی مین شراب
روح سمجھا تہا مین جو جرعہ تہ لب نکلا

وصف اوسکی خط عارض کا جو کاغذ پہ لکہا
حرف پر نور ہوئی رنگ مین کوکب نکلا

چار عنصر سی بشر بنکی ہوا فتنۂ دہر
یہ عجب نسخۂ معجون مرکب نکلا

آستان یار کا شاید ومسکن تہا امیر
تہک گئی دوڑ کی ہم ایک نہ مطلب نکلا

وہ زار ہون کہ تختہ ہوا سیری گور کا
سایہ اگر پڑا مری جسم [illegible] کا

چمکا ہی حسن تی جو وہ رخ چاند کیطرح
عمدہ ہی اپنی طائر دل کو چکور کا

ثابت نمود خط سیہ سی ہوا ہمین
چاہ ذقن نہین [illegible]

آرام کی طلب ہی تو عبرت کیواسطے
سایہ پسند ہی تو سمجھ نخل گور کا

کیون جسم صیدگاہ دہر نہ عبرت کا ہو مقام
کہیلا شکار گور نی بہرام گور کا

چاہی جو ناتوان وہ کری عشق اختیار
ایذا کی کہینچنے مین [illegible]

بی دیکہی کہینچتا ہی شبیہ میان یار
مانی کا موقلم ہی عصا دست کور کا

شیرین ہین بیٹہکر کسطرح اونکی دلگیان
پوچہو ہماری دل سی مزہ پور پور کا

سرمایہ ہی بشر کی لیئی باعث ضرر
کہٹکا ہے مالدار کو دنیا مین چور کا

ساقی صدای قلقل مینا کا وقت ہی
اوٹھا ہی ابر باغ مین کس زور شور کا

ہی موذیون کا قتل ضعیفونکی پرورش
موت آئی مار کو تو کھلا رزق مور کا

مرنی کی بعد ایک ضعیف و قوی ہین سب
جامہ ہر ایک جسم پہ ہی ٹہیک گور کا

شب وصل کی گھر گیا جو مین پروانکی طرح
اوس شمع رو نی شور کیا چور چور کا

جوشش جنون مین شوق تماشا ہوا اگر
جنگل مین جا کی دیکھہ لیا رقص مور کا

شب کو وہ بہر فاتحہ آئین تو دیکھہ لون
مشعل جلائی اوڑکی شہپر پتنگ گور کا

مجہ ناتوان کو خوب سمجھتا ہی وہ پری
معلوم حوصلہ ہی سلیمان کو مور کا

تلخی ہی سہل یار جو دی بوسہ وقت
شیرین کنوان ہی ساحل دریای شور کا

کہتی ہین جسکو مہر وہ اوسکا تپنگ ہی
تار شعاع نام ہی اوس مہ کی ڈور کا

ہر نوجوان کی حسن نی مارا ہمین اسیر
چمکا جو رخ چراغ ہوا اپنی گور کا

راحت وصل مین مجکو غم ہجران بہولا
باغ آیا جو نظر خانۂ زندان بہولا

عشق مین کبر تو کیا دین مسلمان بہولا
اوسکو پوتھی نہ رہی یاد یہ قرآن بہولا

جبسی مشہور ہوا عشق مرا حسن ترا
خلق کو قصہ بلقیس و سلیمان بہولا

ولولی عشق ہی یہ عرصہ شطرنج نہین
نقد جان ہار گیا چال جو انسان بہولا

ولولی ساری جوانیکی رہی پیری مین
صبح ہوتی ہی مجھے خواب پریشان بہولا

مشعل داغ اوسی شب کو دکھائی ہمنے
کوئی پروانہ اگر راہ چراغان بہولا

چار دن زیست کی کس ہمزگی سی کاٹی
موت کا مجکو نہ کھٹکا کسی عنوان بہولا

وہ فقط تہی رہ پر پیچ یہ ہی دام اجل
کوچۂ زلف مین دل بہول بیابان بہولا

کیون نپائی وہ سزا ہو جو خدا سی غافل
مار کہائی جو سبق طفل دبستان بہولا

بخت کو تہ نے ادہر کا نہ اودہر کا رکہا
دام سی چہوٹ کی ہین آہ گلستان بہولا

تشنہ رزنی کیا صاحب دولت کو یہ پست
فاتحہ جا کی سر گور غریبان بہولا

زیست تا حشر جو تہا بہ سکندر مین نتہی
خضر کی ساتہ رہ چشمۂ حیوان بہولا

تیری چلنی سکہا تو اندازہ نہ آیا اوسکو
چال اپنی بہی مگر کبک خرامان بہولا

سیر ہونیکا نہین چشمۂ کوثر پہ بہی مین
مرتی مرتی نہ ترا چاہ زنخدان بہولا

مین تو کیا مصحف عارض جو ترا دیکہ لیا
گم یہ حافظ کی ہوئی ہوش کہ قرآن بہولا

دست وحشت نہوا جامہ دری سی فارغ
یاد آیا اوسے دامن جو گریبان بہولا

سہو و نسیان سی خمیر گل آدم ہی اسیر
آدمیت کا کیا کام جو انسان بہولا

ٹہرا نہ یہان قدم کسی کا
مشکل ہی مقام دوستی کا

اہی جوش جنون عدم کو لیچل
جنگل ہی یہ شہر آدمی کا

دریا مین عیان ہی حال امواج
عالم ہی یہان واروی کا

غربت مین وطن سی کہینچ لائی
ہو خانہ خراب بیکسی کا

پہلی سے مجہے قتل کرکی جاو
ہو قصد جو خون مدعی کا

بسمل یہ تڑپ رہا ہے بسمل
قاصد یہ پتا ہی اوس گلی کا

آئینہ تمہاری عکس رخ سی
طوطی نامہ ہے نخشبی کا

افلاک نی دی ہی ہمکو دولت
دینار ہی داغ بے زری کا

اپنا تن زرد تار زر ہے
عالم ہے قبا مین جنتری کا

پریشانی کی ہمکو سخت جانی
خنجر کا ہوا جو بال بیکا

کیا شرک نے پیشرب بادہ ساقی
روغن ہی چراغ زندگی کا

دشمن نے ہمین عشق مین ہمارے
دعوی تہا جنہین کہ دوستی کا

بگڑی جو دلیا جو بوسہ لب
مسعود اثر ہا ہنسی خوشی کا

دو بوسہ کرو نہ بخل اتنا
انجام بخیر ہے سخی کا

گرتی ہوئی ہم اسیر سنبہلے
کیا نام ہے مرتضی علی کا

غرور وہ تجہہ مین صاحب کمال ہوتا تہا
جو بڑہ کی بدر تو گہٹ کر ہلال ہوتا تہا

نصیب چشم کہان جلوۂ تجلی دوست
نہال طور جلا کیون نہال ہوتا تہا

وہ خط کی چہرۂ روشن سی دور کیا کرتی
کہ ہمکو کند چہری سی حلال ہوتا تہا

غضب ہوا وہ ہوئی زرد و چو دل سنکر
زبان کو لال دم عرض حال ہوتا تہا

شروع سال ہی [illegible] آتی تیری گیسو ہانکو
تمام خلق مین قحط اکی سال ہوتا تہا

گرا جو ہاتہ سی جام اختیار کیا ساقی
تجہی ملال ہے مجہے انفعال ہوتا تہا

بدن نصیب کی یہی ہوئی بیابان مرگ
بدن کو طعمہ گرگ و شغال ہوتا تہا

کیا بیانہ سی [illegible] ہو کیا جو مین فن
چلین حضور ہوا جو ملال ہوتا تہا

شہید ہو کی شکست مین کیون ہوا مشہور
زحل کو اوس رخ روشن کا خال ہوتا تہا

پیام سے لیکے مرا دل گیا سوتی [illegible]
اس ایلچی کی لیئے یون زوال ہوتا تہا

[illegible] وصال [illegible] ہی دل
خدا سے طالب امر محال ہوتا تہا

پیالہ [illegible] آنسو جو [illegible] مین دیکہا
یہ ہرتی مرتے ہی مجہے انفعال ہوتا تہا

یکا یک اوسکو عیادت کا آ گیا جو خیال
مریض عشق کو چندی بحال ہونا تھا

ہوئی جو پیر تو اوس یار دردی وصل ہوا
ہمیں زوال میں حاصل کمال ہونا تھا

خروس صبح نی چلا کی کی جو نیند حرام
ہماری ہاتہ سی اوسکو حلال ہونا تھا

اسیر زر ہتہا سی وہ کیون نہ اوٹھہ جاتی
مری نصیب میں صوفی کا حال ہونا تھا

سرای ہستی سی ای مسافر ضرور کر قصد اب عدم کا
سحر ہی نزدیک رات ہی کم سحر کا تارا فلک پہ چمکا

جو ہو ملاقات کی تمنا اودہر کو تو بہی روان ہو ای دل
سفر سی ممکن نہیں ہی پہرنا مسافران رہ عدم کا

گئی کچہ ایسی نہیں پتا بہی کوئی ڈہونڈہی کبہی نہ پاسے
غبار و بانگ جرس تو کیسو نشان نہیں ایک کی قدم کا

ہوئی تلف تخت و تاج کیا کیا مٹی زر و مال کیسے کیسے
کہان ہی وہ حشمت سکندر نشان دیکہو کہیں ہی جم کا

نہیں ہی کوئی مرض سی خالی قمر ہو شب کو کہ مہر دن کو
کوئی تپ لرز سی ہی مضطر کوئی ہی مبتلا دق و ورم کا

بدن ہی لاغر جگر فسردہ دماغ ہی خشک دل ہی مردہ
الہی آجای کوئی جہونکا کسی نسیم مسیح دم کا

کسی کو باندہا کسیکو پیسا کسیکو مارا کسیکو لوٹا
کئی کیسو ہین قد قیامت غضب کی چتون چلن ستم کا

ہزار جان سی بھی ہون مین تو قاتل مطیع حکم قضا تسلیم کا

پڑا ہون پیر مغان کی در پہ پیاسی جام وقت کہان مین اوٹھکر

ملی کوئی جم کہ کوئی ساغر خیال اسکو ہی بیش و کم کا

گذر رہا ہی جو میکدی مین ہی صید کرنی مین کیا تامل
اسیر لطف ہی شراب کی یہ نہین ہی طائر کوئی حرم کا .

قطع رہ فنا مین کہان ہوش نقش پا
ہی گور کی بغل جیسی آغوش نقش پا

وہ پاؤن ہون جو زینت آغوش نقش پا
گل کیطرح ہنسین لب خاموش نقش پا

جس راہ سی گئی ہو اوسی راہ سی پہرو
ای رفتگان یاد فراموش نقش پا

راہ جنون مین برہنہ پائی کا خوف کیا
کافی ہی میری پاؤنکو پاپوش نقش پا

پوچھون مین کس سی قافلۂ اونکی سرگذشت
کب ہی سخن سرا لب خاموش نقش پا

زینت ہماری پاؤن نی دشت جنونکو دی
ہر آبلہ ہوا گہر گوش نقش پا

مہندی لگا کی پاؤن مین کسنی کیا خرام
لبریز گل ہی دامن آغوش نقش پا

سینی سی میری داغ ہی یون انکی قریب
ہو جیسی نقش پا کوئی ہمدوش نقش پا

یہ اوسکی پیچھی پیچھی چلا بدحواس مین
رستہ بہٹک کیا نہ رہا ہوش نقش پا

دید و شنید خاک نشینون کی ایک ہے
جو چشم نقش پا ہی وہی گوش نقش پا

شکوہ کرو نہ سختی منزل کا رہرو
سمجھو اشارۂ لب خاموش نقش پا

رہرو وہ ہون کہ شوق نی اندہا بنا دیا
رستی کا فہم ہی نہ مجہی ہوش نقش پا

ریزش ہی میکی یار کی مستانہ چال سے
نشا ہی جام بادہ سر جوش نقش پا

شکر ہو خاک رہ جو وہ شیرین ادا چلی
طوطی کی دی صدا لب خاموش نقش پا

پہولونگی گرد مین جو تماشائیونکی غول
ہی فصل گل مین جنبش گل و جنبش نقش پا

وا ماندگی کا سیری کرے تذکرہ اسیر
گویا کبھی جو ہو لب خاموش نقش پا

چاشنا باقی تو دنیا کی حکومت مانگتا
چار دن کیواسطے کیا پنج نوبت مانگتا

شکر دندان ہوس سیر آئے کچھ آتا ضرور
مانگ کا بوسہ جو مین گشتہ قسمت مانگتا

کر دیا گستاخ تھی ورنہ گھر مین آپکے
آئینہ آتا تو آپنے کی اجازت مانگتا

پہنچی نامہ کی اوڑائی پارکی کیا جواب
نامہ بر آیا ہے مجہ عریان سی خلعت مانگتا

تھا سوال زر عبث ہوتا اگر سائل کو فہم
صبر تھوڑا سا تو تھوڑی سی قناعت مانگتا

کچھ سمجھکر مینی کی ہی پستی طالع قبول
آسمان سولی پہ رکھدیتا جو رفعت مانگتا

بال سلجہاتی جو تم لیکر حنائی ہاتہ مین
دست شانہ پنجۂ مرجان سی بیعت مانگتا

چشم پوشی اقربا سی تھی بجا ہنگام نزع
بات کی مہلت نتھی کس سی خصوصیت مانگتا

دو قدم تابوت یارونکو بال دوش سی
یہ سمجھتا تو خدا سی مرگ غربت مانگتا

طبع مستغنی ہوئی میری قصیری کا سبب
کیا نہ ملتی مین اگر دنیا کی دولت مانگتا

افسر شاہی سی بہتر تھا مرا کچکول فقر
ٹہوکری مین تیر اکڑا کیا بادشاہت مانگتا

زشتی اعمال سی دوزخ کی تھی قابل تھا
کیا سمجھکر مین خدا سی باغ جنت مانگتا

طالع وارژون سی وہ کہلاتی دعا اولٹا اثر
برق گرتی مین اگر باران رحمت مانگتا

خانہ واولاد فانی مال و دولت کو زوال
سب سے بہتر تھا جو مین سب سے فراغت مانگتا

توڑنا کیسا اگر ہوتا دل گلچین مین درد
دیکھتا گل کو تو بلبل سی اجازت مانگتا

عالم وحشت مین تھی مقبول حق میری دعا
گنج ویرانہ او گل دیتا جو دولت مانگتا

آسمان سی اپنی کٹیری ہی بچانی تھی محال
چھین لیتا بخت عریانی بھی جو خلعت مانگتا

مرتی مرتی ہی مجھی معلوم تھا یارون کا حال
زہر دیتا جس سی تربت شربت شفقت مانگتا

مال دنیا کو مین کیا کرتا حسینوں سی عزیز
جان تک دیتا جو کوئی خوبصورت مانگتا

باغ عالم مین مرا حصہ سوائی غم نتھا
خار ملتا گل جو مین نسخۂ قسمت مانگتا

داغ کہانا تھا مقدر جہد پیری بین ادا
وقت سی پہلی مین کیونکر رزق قسمت مانگتا

حباب وار جو سر مین بہری سفر کی ہوا
اوسی طرف کو چلی ہم چلی جدہر کی ہوا

وہ گل ہوا کبہی غنچہ نا ہے کبہی میرا
کبہی ادہر کی کبہی چل گئی اودہر کی ہوا

نقش اپنی کا جو مجہی گرمی قیامت مین
تو جبرئیل مین ٹہنگی بال و پر کی ہوا

جواب نامہ کہان نامہ بر کب آتا ہی
مجال کیا کہ ادہر آسکی اودہر کی ہوا

ملا نہ قلزم ہستی مین امن مثل حباب
پہری ہوئی رہی ہمسی ہماری گہر کی ہوا

خدا کیواسطی سر خواب سی اوٹہا ساقی
پیام بادہ کشی دیتی ہی سحر کی ہوا

ہماری آہ سی بجلی کا گرم ہے بازار
ہماری آنکھہ نی باندہی ہی ابر تر کی ہوا

جو گلبدن سبب زیب باغ عالم تھی
کدہر گئی وہ الہی چلی کدہر کی ہوا

حیا ضرور ہی نکلو نہ گہر سے بی پردہ
چراغ شام بجہا دیگی رہگذر کی ہوا

خیال لف مین بہترا ہون بسکہ مین دم سر
ہمیشہ شام سی چلتی ہی یہان گجر کی ہوا

عدم ہی زیر قدم لامکان ہی پیش نظر
تری دہن کی ہوس ہی تری کمر کی ہوا

کسی سی کام نہین کچہ چکور کی صورت
جو سر مین ہی تو کسی غیرت قمر کی ہوا

ابہی نہ مثل کبوتر اوڑا خط او داغ صنم
اوڑا کی خاک ذرا دیکہہ لی کدہر کی ہوا

فراق یار ہوا بعد وصل یار آسیر
جہان مین چمن سی تہا اگئی سفر کی ہوا

ہی اہل زمین پر جو ستم چرخ برین کا
زیر پردہ اشارہ ہی کسی پردہ نشین کا

مسجد سے نکل کر مین رہ بتکدہ ہو لا
تقدیر نی میری مجہے رکہا نہ کہین کا

سجدہ تو مین کرتا ہون مگر خوف ہی اتنا
بدنامی کا ٹیکا نہ بنی داغ جبین کا

واژونی قسمت کی یہ ہی نام من تاثیر
چہا مین بہی تو اولٹا ہی وہی نقش نگین کا

آیا ہی سی مونہ پہ تری کہینچے تصویر
فق رنگ ہوا جاتا ہی صورت گر چین کا

اقرار ہی ہر وصل کا انکار کہان تک
ہان منہ سی کبہی کہتی نہین کام نہین کا

کس دہوم سی گلشن مین بہار آتی ہی ساقی
اللہ ہے اب زاہد سجادہ نشین کا

سب تجہی کہہ جہڑتی ہین مہ نو سی ستارے
پوچہا جو عرق یار نی اونگلی سی جبین کا

حسرت ہی کہ ملجائی تری ہاتہ کا چہلا
طالب مین نہین مہر سلیمان کی نگین کا

قاصد مجہی ہر گز نہین خط لکہنی کی حاجت
سرکاٹ کی بہیجون کہ پڑہی خط وہ جبین کا

پاؤن کی جگہ شانہ قاصد مین لگا دون
شہپر مجہی ہاتہ آئی جو جبریل امین کا

تابی پہ حسینون نی تری راہ محبت
گز بنگیا ہر غیرت شمشاد زمین کا

کہدو کہ وہ دیدار دکہا جائین دم نزع
ہی حوصلہ باقی نگہ باز پسین کا

یکسان ہین اوٹہین یا نہ اوٹہین بیچ کی پردے
ہستی مین تری مرتبہ ہی ہمکو یقین کا

چاہا ہی قلم نی کہ لکہی لف کی تعریف
تا جر طرف روم گیا کشور چین کا

دل اونکی ہر سکی کا ہمیشہ سی ہی قائل
العظمۃ للہ ہی نقش اپنی نگین کا

دیکہا کبہی چلمن کیطرف بہار کی کہین
جلوہ نظر آیا نہ کسی پردہ نشین کا

جتنی ہین اسیر اہل کا لیتی ہین وہ مول
دیوان عراق ہیچ کے دیوان حزین کا

مژدۂ وصل گلبدن آیا — قاصد اشک تا دہن آیا
اس رخ زرد پر ہی چشمۂ اشک — زعفران زار مین ہرن آیا
ناسمجھا ہی اوسنی ہمکو بھی — بدلی یوسف کی پیرہن آیا
کچھ خبر ہی مریض عشق کی بھی — قبر کہودی گئی کفن آیا
شوق کرتی ہین لاکھ تقلید — کب فلک کوکب تو چلن آیا
ہمنی اونکا کبھی جو بوسہ لیا — تنگ کیا کیا یہ چین بجبین آیا
رفتہ رفتہ لحد مین پہونچی ہم — راہ غربت کی [illegible] آیا
ہون وہ بیکس رہا نہ ضبط بھی جو — اب جب جانب چمن آیا
نہ گئی تنگ چشمی شیرین — تنگ چشمی سے کوہکن آیا
واہ ری سادگیان ہرزہ مین — نہ کبھی درمیان سخن آیا
ہمنی پہنا جو خلعت عریانی — تنگ یہ جامۂ کفن آیا
کیون ان سینہ زن اوس تک بت — [illegible] ہاتھ پیرہن آیا

حمد رب سے ملی نجات اسیر
کام میرے مرا سخن آیا

جو بچشم میں وہ مست ناز ڈوب گیا — بہار [illegible] ڈوب گیا
نہ پوچھو غشی ہجران میں حال کشتی عمر — لگی تھپیڑا [illegible] ڈوب گیا
ضرور کیا ہے تمہین روزہ اس الکت پر — کہ [illegible] کا وقت نماز ڈوب گیا

خیال سرو قد یار مین یہ رویا مین
جو نخل باغ مین تہا سرفراز ڈوب گیا

شراب شیشہ نی پی طرف بی میری سے
کہ می مین جیسے بی امتیاز ڈوب گیا

اوٹھا یہ ہند مین طوفان ہمارے اشک آنکھون کا
تمام ملک عراق و حجاز ڈوب گیا

تمہاری چاہ ذقن پر پڑی جو اوسکی نظر
حیا سے گر کی کنوین مین ایاز ڈوب گیا

تری نگہ سے طیور فلک بچین نہ بچین
بلند ہو کے ہوا مین یہ باز ڈوب گیا

تری غرور سے کہ دیا جو مین یہ شکریہ سے
کہ بہلی خانۂ آئینہ ساز ڈوب گیا

اسیر عکس ہی اسیکا کبوتر دل کو
کہ خون مین پنجۂ شاہین و باز ڈوب گیا

نالہ فلک کو لوٹ کے تا لامکان گیا
گستاخ رفتہ رفتہ کہانسی کہان گیا

طاعت مین بہی دل سی خیال فغان گیا
مسجد مین پانچ وقت مین بہر اذان گیا

پیرتو کی طرح ساتہ نچھوڑا اسیطرح
جس جس جگہ وہ مہر گیا مین وہان گیا

آیا کسی کا قیدی گیسو ہوا یہ غل
مین حشر مین جو پہنچی ہوتی بیڑیان گیا

تاون سی میری قوت دلمین پڑا نہ فرق
چھوٹی ہزار تیر نہ زور کمان گیا

صندل لگا کی آئی ہے شیرین مزار پر
فرہاد درد سر نہ ترا رایگان گیا

دنیا بسان چاہ ہی انسان بزرگ دلو
دم بہر کو جو یہان سبک آیا گران گیا

ہمراہ ہم بہی جائینگی یوسف کو دیکھیے
ابکی جو سوی مصر کوئی کاروان گیا

برسون تلاش خنجر قاتل مین سر بہرا
دوران سفر صورت سنگ فسان گیا

روتی ہین کہکی یہ تن بیجان پہ میری کو
برباد قید خانہ ہی یوسف کہان گیا

انسان کی گرد کو نہ فرشتہ پہنچ سکا
یہ مشت خاک وہ ہی کہ تا لامکان گیا

اب تک نہ کوئی یار سے لایا جواب خط
یارب تباہ ہو کے کبوتر کہان گیا

آیا جو وقت نزع کسی لب کا خیال
ہستی سی نیستی کو مین شب درمیان گیا

حاصل ہوا نہ خاک اوسی مانند گرد باد
سرکش اگر زمین سی تا آسمان گیا

پیری مین بہی خیال حسینون کا ہی ہی
اچہا ہوا جو زخم نہ اوسکا نشان گیا

کعبہ کو جاتی جاتی سوی دیر پہرا
تہا قصد کسطرف کا بہک کر کہان گیا

پہلے تہی محض معلط منبر نشین کی وعظ
دہوکا ہوا سمجہ کے مین پوچہی دکان گیا

جوہر دکہائی صبر کی ہستی نہ زیر تیغ
قاتل کی دل سی حوصلہ امتحان گیا

پیری مین اب تو آہ کی طاقت نہین رہی
وہ ولولہ وہ جوش جوانی کہان گیا

کہاتی ہی ہمانی کچہ سگ جانان نی کچہ اسیر
صد شکر رائیگان نہ کوئی استخوان گیا

ہم فقیرون پہ اگر فضل الہی ہوگا
بوریا زیر قدم مسند شاہی ہوگا

دل مرا دیر کو یا کعبہ کو راہی ہوگا
وہی ہونا ہے جو منظور الہی ہوگا

اوسکو بہیجا تہا خط شوق نہ سمجہی تہی یہ ہم
کہ کبوتر بہی گرفتار تباہی ہوگا

کیا ہوا تا سر منزل جو گئی تیز قدم
ہم بہی پہنچین گی اگر فضل الہی ہوگا

دوست اعضای بدن کو بہی نہ سمجہی کوئی
یہی بولین گے جو ہنگام گواہی ہوگا

می کشی کو جو گیا مین ابہی بدلی گی ہوا
ابر گلزار سے کہسار کو راہی ہوگا

دل دریا کو کرے گی نگہہ یار دو نیم
سان اس تیغ کو سنگ سر ماہی ہوگا

تم دکہاؤ گی اگر چشم سخندان کی بیاض
نظر ہی فقرہ اشعار لگا ہی ہوگا

کی ہی وس طفل نی مکتب نہین تصلب کی شروع
کسقدر بیتاد البصر قراہی ہوگا

جان دین کیون نہ تری بر یہ پر خم پہ دلیر
قدر شمشیر کریگا جو سپاہی ہوگا

تخت بنجائیگا اوٹھیگا جو صحرا مین غبار
جو بگولا ہی مجھے افسر شاہی ہوگا

وہی سمجھیگا ہماری دل بیتاب کا حال
جو سفینہ یہ گرفتار تباہی ہوگا

بت کو بتخانی مین برہمن کی پرستش کیسی
شامل حال اگر فضل الہی ہوگا

ہی یقین جوش پرایا جو مرا قلزم اشک
تا بہ اوج فلک پر پہنچا ہی ہوگا

عمر بھر ظلمت عصیان سی کریگا جو حذر
کنج مرقد مین جسی خوف سیاہی ہوگا

مرگ کی بعد کوئی کام نہ آئیگا اسیر
گور تیرہ مین مددگار خدا ہی ہوگا

جب کوئی نازل ہوئی ہم پر بلا
یاد آئی سر گذشت کربلا

کیجیی یہ ظلم پر قاتل کے صبر
ہو بلا گردان تہ خنجر بلا

کیا بلاؤن کا بیان ہو ہجر مین
گھر بلا اندر بلا باہر بلا

فی الحقیقت زلف کہتی ہین جسے
سو بمو آفت ہی سرتاسر بلا

بوسہ گیسو پہ تکرار اسقدر
دیجیی صدقہ کہ رد ہو سر بلا

زار ہون ایسا نہین پاتی مجھی
ڈھونڈتی پھرتی ہی بستر پر بلا

دفعتہ دل قیدی گیسو ہوا
سچ ہے کچھ آتی نہین کہہ کر بلا

عمر کٹی تو حرص دنیا دل سی جا
صدقہ دیجیی گھر سے ہو باہر بلا

یہ ارادہ تھا تو پھر روز نخست
کیون کہا ای منکر داور بلا

پا نگاوٹ تیغ قاتل سی نکر
یا نہو بیتاب تاب ضرب لا

اب شناہون مین شعر موزون کی
جس کا حاصل یہ کہ ہی چنبلا

دیدنی ہی گر چشم بینا چاہیے
کور کورانہ مسیر بود در کربلا

کب تجہی تاج شفاعت ہی نصیب
تا نیفتے چون حسین اندر بلا

سلام کیا نام سے علے آیا اسیر
قتل گہتی آئی ہو گی سیر بلا

بلبل کا عیش غم مین بہ پامال ار کیا
افسردہ خاطر دل خزان کیا بہار کیا

شکل حباب آپ ہی ہم بہر کی زندگی
ہم کیا ہماری ہستی ناپایدار کیا

برسون مین بہی نہ آئی جو نوبت سلام کے
تو ہی بتا کرین تری امیدوار کیا

بی لطف شراب کسیوقت ہم نہین
توڑیگا ہاتہ پاؤن ہماری خمار کیا

مضطر ہی ہوگی سی جو سکی یار سے جدا
کیسین ٹہرین ہمانے حسرتی سہار کیا

مرہی ہماری خواب مین آئی تو پوچہتی
اتنا کبہو گذرتی سے پیچہے ہیر مزار کیا

جتنی ہی شراب پیئین مست ساقیا
دی جام سے پچاس انہین وتین چار

سامان اگر نہین تو حوادث سے کیا خطر
جو نخل بی ثمر ہی وہ ہو سنگسار کیا

کمدو نیہ پیدلون سی تکبر کرین سوار
او سپچے جو چار ہاتہ ہوئی اقتدار کیا

بہر بہر کی ڈہال اشرفیان جام جام پر
لاکہون کی اپنی خرچ مین سے کیا ہزار کیا

بیکار ہی بند ہی ہوئی مضمون کا باندہنا
چہوٹی خیالی جو کوئی دی بہار کیا

جاتا تہا سوی کعبہ پہرا دیر کیطرف
حیران ہون ہو گیا مجہے پروردگار کیا

کیون توڑتا ہی شیشہ کہ شیشی مین بہی بہرے
ای محتسب ہی جن تری سر پر سوار کیا

ضعف مرض سے آہ کی طاقت نہین بہی سکتے
بیمار تیر سے دل کا نکالین بخار کیا

بنوا کی خط کو بوسہ عارض عطا کرو
رکہتی ہو دل مین صاف و لون سے غبار کیا

شاہی سی بڑھ کی ہی مجھی مستی مین ذوق [illegible]
بدلون کبھی نہ دولت فغفور سی شراب

کم آفتاب چشم حسد سے نہین اسیر
ڈہالون مین دامن شب [illegible] اب

کب ہو مقابل رخ گلفام آفتاب
ہو لاکھ سرخ صبح کی ہنگام آفتاب

یون زلف مین ہی چہرہ روشن نہان ہوا
ہو جس طرح غروب سر شام آفتاب

جس روز اوسکی چاہ سی رخ پر ٹپک پڑا
رکھین گی طفل اشک کا ہم نام آفتاب

طائر تمہاری پرتو رخ کا ہو شکار
تار شعاع سی جو بنی دام آفتاب

اوسکو نہ ہی ثبات نہ اسکو قیام ہے
ہی عمر پیر جیسے لب بام آفتاب

کرتا ہی روز کوچہ محبوب کا طواف
پہرتا ہی گرد صبح سی تا شام آفتاب

رکہا کبھی جو میری سیہ خانی مین قدم
ہوگا زحل کیطرح سیہ فام آفتاب

چونکو شتاب خواب تغافل سے غافلو
دیتا ہی ہر سحر یہی پیغام آفتاب

بیعت نہو جو میکدہ دل کی ساقیا
ہی آسمان سبو تو یہان جام آفتاب

رہشمندون کا رتبہ ہی آفاق مین بلند
ہی شہسوار ابلق ایام آفتاب

اک دن جو آگیا تمہاری عقب حسن مین
رہتا ہے روز رعشہ براندام آفتاب

ذرون پہ ایکدن جو تکی مہر کی نگاہ
محشر مین ہوگا مورد الزام آفتاب

ممکن نہین کہ بڑھ کی تری راہ مین چلے
سو ٹھوکرین نہ کہائی ہر اک گام آفتاب

اے دل شب فراق مین گر التجای صبح
کردیگا اس مہم کو سرانجام آفتاب

زیبا ہین شوخ کو تری ہی کیا خوش لباس
ہی انکو مثل جامہ اندام آفتاب

چاہو مزہ جو سیب ذقن مین تو می ہو
پختہ کرے گا یہ ثمر خام آفتاب

کرتی ہین کسکو اسن بہ جہان قتل گاہ ہی
آنکھ ہی روز [illegible] آفتاب

سرگشتہ پھر رہا ہے فلک جستجو سے
باندھی ہی جس نے یار کا [illegible] آفتاب

قالب سی روح جب ہوی پروازان قریب
کب دور [illegible] قریب

ہی بعد مرگ کون کسی کا کہ زیر خاک
مدفون ہوی عزیز [illegible] قریب

منظور فاتحہ ہے اگر تسکو گاہ گاہ
[illegible] ہماری [illegible] محل قریب

کہتا ہی رعب حسن نہ آگی بڑھی قدم
ہی شوق وصل کا یہ ارادہ کہ چل قریب

آتی ہی کان مین یہ لب گور سی صدا
ہشیار غافلو کہ بہت ہی اجل قریب

ابی موت لی خبر کہ یہ ہی مفلسی کو فکر
دین تالیان عزیز سجا مین بغل قریب

کیونکر مین دور بین نکرون ہین صاف کو
مضمون ہین دور کی وہم فکر غزل قریب

حیران ہون دیکھکر رخ جانان پر تل سیاہ
ہی منزل قمر سی مقام زحل قریب

ای شاخ ہاتھ اوٹھا جو بہار او لطف کیا
اتنا تو جھک کہ ہون لب دندان سے پھل قریب

اپنا ہی دوستی گنج قناعت سی ہی گدا
جتنا کہ اس سی ہی دولت دول قریب

ہین جس مکان مین سارے حسینان ہر جمع
ہم ہی تو جا رہی ہین ہین آجکل قریب

محفل مین بیٹھنی نہین دیتی وہ ہمکو پاس
جبتک کہ بہر کی رکھہ نہین لیتی بغل قریب

آتا صدای تیشہ فرہاد سے نہ خواب
شیرین کا بیستون سے جو ہوتا محل قریب

کیونکر نصیب ہوتا ہے دیدار دیکھیے
ہی دور ہمسی کوچہ جانان اجل قریب

دریا ہین اپنی دونی سی بحرین غور خشکی
کامل ہزج طویل مشاکل رمل قریب

جب چاہین دیکھہ آئین حسینونکو جا کی ہم
اپنی مکان سے ہی فرنگی محل قریب

جا بیٹھیں اوٹھ کے گوشۂ عزلت سے اے اسیر
ہوتی کہیں جو صحبت شعر و غزل قریب

صاف ہے دیں چہرۂ روشن ہے جیسے آفتاب ۔ پردہ اوٹھ جائے تو شب کو ہو ظہور آفتاب
خشک آنسو کیوں نہ ہوں دیکھیں جو ہم چہرہ ترا ۔ نجم ہو جاتے ہیں پوشیدہ حضور آفتاب
میرے گھر اگر سیاہی سے بدلا جاتا ہے نور ۔ کیا گناہ ماہ اسمیں کیا قصور آفتاب
دن کو بالائے فلک تھا شب کو ہے زیر زمین ۔ جھک گیا کیا جلد فرق پر غرور آفتاب
اک روشن طبع کو دیتا نہیں طباخ چرخ ۔ صبح کو کیوں گرم کرتا ہے تنور آفتاب
ساتھ کاملوں کے ناقصوں کی ہیں بنتی ہے قدر ۔ کب فروغ ماہ ہوتا ہے حضور آفتاب
خط نکلتے ہی ہوا رخسار جاناں کا یہ حال ۔ شام کو جسطرح گھٹتا ہے نور آفتاب
کلفت دل نے چھپایا ہے جلوہ یار کا ۔ ابر ہٹ جائے تو ہو جائے ظہور آفتاب
ہر جگہ کیونکہ نہ حاضر ہو تماشے کے لیے ۔ جلوہ گاہ یار ہے بیت السرور آفتاب
کام کیا اونکو تعلق سے جو عالی قدر ہیں ۔ کب ہے پیراہن کا طالب جسم عور آفتاب
ہاتھ لو اوٹھائے اضافے سے اگر تیرا کرم ۔ قطرہ ہم گردوں سے مشکل ہو عبور آفتاب
خاک سوجھے زاہد بے نور کو جام شراب ۔ کور آنکھیں شپرہ کی ہیں حضور آفتاب
داغ سینہ سے مرے چاک گریباں سے عیاں ۔ صبح کو جسطرح ہوتا ہے ظہور آفتاب
یاد روے یار سے روشن ہے میرا داغ دل ۔ جسطرح مہتاب میں آیا ہے نور آفتاب
کیا سیہ خانے میں میرے آوے وہ خورشید رو ۔ پردۂ ظلمات میں کب ہے مرور آفتاب

گردش گردوں گرو انسے تعجب کیا اسیر
ذرہ ہو جاوے جو مختار امور آفتاب

کی شام ہم نی صورت بسمل تڑپ کی صبح
درد جگر ذرا نہوا کم تمام رات

جیسی بہشت گرچہ جدا انسی ہین جدا
گرتی ہین وہ تہمد کی ہم قدم قدم تمام رات

کسکا خیال ہی یہ الہی کہ مثل چشم
رہتا ہی گھر مین نور کا عالم تمام رات

گھر ہجر مین جو تیرہ سیہ خانہ ہی کہ نہین
پڑھ پڑھ کی نوحہ کرتی ہین ماتم تمام رات

ادس گلیات کی عشق مین ہون کیون اسیر
ہی مجھکو رشک طالع شبنم تمام رات

اوٹھاؤن منت کسکی ہر گھڑی بات
کہ تیر سے مری حق مین کڑی بات

وہان یار سی شیشے کو دعوے
مثل سچ ہی کہ چھوٹا منہ بڑی بات

سنا جب اوسکو گل غیرون نی بھیجی
تو سمائی کیطرح دل مین گڑی بات

کہون کسطرح سی اون باتون کی گرمی
تبا سا سا دہن ہی پھلجھڑی بات

کہا جب تم سہی ہو گی شب ہجر
قضا بولی یہ ہی کتنی بڑی بات

جمی رنگین بیا سنے کا جو لا کہا
نکالی اور مسی کی دھڑی بات

فرشتی ہم سخن ہین نزع کی وقت
کری کوئی نہ ہمسی اس گھڑی بات

بیان گریہ کرتا ہون اگر مین
تو بنجاتی ہی ساون کی جھڑی بات

پری رو سے یہ کہیا زنجیر کا منہ
کری جو تیری وحشی سی کڑی بات

کہو تو لوہ کا ہون سلسل فریاد
مری آگی یہ ہی کتنی [illegible] بات

سنا سنکی مین تجسبے وہ صاف باتین
کہان باقی یہ موتی کی لڑی بات

سنا جو کچھ وہ سب نے یاد رکھا
گڑی دل مین جو کانون مین پڑی بات

سر واعظ نی دستار دیکہا
حقیقت مین بڑون کی ہی بڑی بات

تجھ سی کیون نہ جدا ہو آہوی صحرا / کہ ہین یہ چور بدن سی رفتار کی باعث

شباب مین ہی عجب تری یار کی رونق / چمن عروس سا ہوا ہے بہار کی باعث

ہماری آہ سی کیون گلگون ہی تیغ / کہ پھول کھلتے ہین باد بہار کی باعث

شکست ہی ہماری ہوا ہی لفظ جوڑا / جو اس کلم هین بیان انتشار کی باعث

جہان مین گھر کی ہے صاف آئینہ کو ترا / نمود آپکی ہے خاکسار کی باعث

دل و نیم کی ہین جسی کلید قلعۂ چرخ / یہ جنگ سر ہوئی اس ذوالفقار کی باعث

شب وصال نہ ہم بات کر سکے اوس سے / وفور گریۂ بی اختیار کی باعث

ہماری کشت تمنا ہری ہوئی آخر / سحاب رحمت پروردگار کی باعث

کمال پستی طالع سی تنگ ہین ہم / جگر مین رخنی ہین اس یار غار کی باعث

ولہ

دست جاہل مین ہی یون خامۂ تحریر عبث / جسطرح قبضہ نامرد مین شمشیر عبث

آہ سوزان مری فولاد کو کر دیتی ہی موم / کہو حداد سی پہنائے نہ زنجیر عبث

آگ کو چین نہ بیٹھی دی لیلی چھوڑا / قیس کو ہمنے دکھائی تری تصویر عبث

کر چکی مرحلۂ ہستی فانی ختم ہم / ملک الموت سی کہدو کہ ہی تاخیر عبث

دہن یار کا عقدہ نہ کھلیگا ہرگز / گفتگو اس مین ہی بیفائدہ تقریر عبث

ضعف سی ہل نہین سکتا ہی ادیوانہ / طوق گردن مین عبث پاؤن مین زنجیر عبث

نامہ ہو جائیگا اک مشک ندامت سی سیاہ / میری اعمال ملک کرتی ہین تحریر عبث

جان بچنی کی نہین کشتہ وقت ہوئی نہین / نہ کھلاؤ نہ کھلاوے مجھے اکسیر عبث

اس مرقع مین کہان سامع اصوات کوئی / ہین خاموش لب مردم تصویر عبث

کون ایسا ہی خبر لی جو تری وحشی کی / کوئی سنتا نہین غل کرتی ہی زنجیر عبث

جدائی جیون مین سخت شاق کی عشق مین — ہی درد دل کا روغن برگ حنا علاج

بیماری جسم آن کا اب اسکو خوف ہے — آیا مسیح ہوگئی صحت ہوا علاج

آزار مفلسی ہے اگر تجھکو اے اسیر

ہر درد کی جہان مین ہین مشکل کشا علاج

ردیف جیم فارسی

نہ پوچھ اوس زلف مین ہین کسقدر پیچ — یہ قصہ ہے نہایت پیچ در پیچ

اگر مکتوب بستی مین جو تجھ سے — مری تقدیر کا اسنے نامہ بر پیچ

ملا فرہاد کو خلعت پس مرگ — ہوا داماں زخم تیشہ سر پیچ

نہ کیونکر عمر کا رشتہ ہو کوتاہ — اوٹھایا کرتے ہین ہم پیچ بر پیچ

کمر ہی کیونکر نہ زخمے تل کی گو سے — کہ پیچک ہے تری گیسو کا ہر پیچ

بلا تھین الفت گیسو مین جھیلین — پڑی سر پر ہمارے پیچ در پیچ

تری زلفون سے کیا سنبل کو نسبت — نہ ایسی خم نہ اوسمین اسقدر پیچ

جو پہنچی آتش عارض کی گرمی — کرے کیونکر نہ وہ موے کمر پیچ

اوڑاتی ہے اگر جیسے سی محفل — لڑاؤ ہے کوئی مختصر پیچ

فسون گر ہی نہین کم قاضی شہر — کہ سر پر سانپ ہے پگڑی کا ہر پیچ

اسیر اوٹھتی نہین دریا مین موجین

زمانی کی یہ آتے ہین نظر پیچ

کثرت مال و منال و زر و گوہر ہمہ ہیچ — وسعت کشور و جمعیت لشکر ہمہ ہیچ

ذکر اورنگ سلیمان و خم افلاطون — قصۂ جام جم و سد سکندر ہمہ ہیچ

طبل و امان علم طنطنہ طبل و ظفر | رفعت تخت و سرافرازی افسر ہمہ ہیچ

رخت زرین و کمربند مرصع ہمہ پوچ | مسند بوقلمون فرش مشجر ہمہ ہیچ

زینت خانہ و رنگینی سقف و در و بام | زر ہی بالش و آرایش بستر ہمہ ہیچ

حرص دولت طلب جاہ سر قدر بلند | فکر دنیا غم روزی طمع زر ہمہ ہیچ

جملہ افراد برنگ خط باطل باطل | مفتی و ناظر و سر دفتر و دفتر ہمہ ہیچ

جوہر خنجر و شمشیر ہزبران ہمہ لغو | قوت بازوی مردان دلاور ہمہ ہیچ

جق جق اہل خبر تق تق ارباب سیر | مستی صاحب زر کبر توانگر ہمہ ہیچ

صنعت خامہ نقاش و دم تیشہ فکر | نقش ارژنگ و صنم خانہ آذر ہمہ ہیچ

دامن ساقی و دست طلب بادہ کشان | حلقہ انجمن و گردش ساغر ہمہ ہیچ

خلوت آئینہ و پرتو رخسار حسین | صحبت شانہ و گیسوی معنبر ہمہ ہیچ

چشم نرگس دہن غنچہ زبان سوسن | چہرہ گل قد رعنای صنوبر ہمہ ہیچ

یاری یار عبث دوستی دوست غلط | لقب جان من و جان برادر ہمہ ہیچ

جتنی اوضاع زمانہ ہین وہ باطل ہین اسیر | جز طلبگاری اللہ و پیمبر ہمہ ہیچ

ردیف حای حطی

تیرہ بختی اپنی زائل ہو یقین ہی شام صبح | کرتی ہی ہر شب کو آخر گردش ایام صبح

عالم پیری مین ای دل چرخ کا شکوہ نکر | ہی بخیل اسکا نہین لینا مناسب نام صبح

ہون مین وہ میکش کہ ہی ندر میری رو برو | جام سیمین شام لاتی ہی طلائی جام صبح

چاہیئی پیری مین عزلت نوجوانی ہو چکی | رات کی جاگی ہین ہم اتنو کرین آرام صبح

چاہتی ہی مرغ عیش اہل دنیا ہو شکار | خاک پر تار شعاعی کا بچھا کر دام صبح

تو وہ گل ہی ہو اگر تجکو تلاش کیمیا　　بوٹیان جنگل کی خود بولین عنادل کیطرح

تیری چہلبازی سی ہوئی بزم طرب ماتم سرا　　رو رہی ہین اہل محفل شمع محفل کیطرح

زلف کس مہ جبین کی یاد آئی بعد مرگ　　بھر گئی تربت دہوین سی چاہ بابل کیطرح

لکہ کی وصف خال روی یار مین مضمون چھپ　　کہینچتی ہین تیل ہر نقطہ کا ہم تل کیطرح

کسکی تیغ ناز گلشن مین چلی ای باغبان　　لوٹتی ہین گل لہو مین اپنی بسمل کیطرح

رقص ہین اوس شرک گل کی طنطنہ پاز ہوچکی　　بج رہی ہین کان سکے پتی جلاجل کیطرح

حلقہ محفل کو کبھی کیوں نہ ہالہ ماہ کا　　جلوہ فرما ہی وہ مہ ماہ کامل کیطرح

کشتنی تو وہ ہون کہ میری اشتیاق قتل مین　　لوٹتا ہے دل ہر اک قاتل کا بسمل کیطرح

قلزم ہی ہے روان شورش ہین لیکن اسیر
تر نہین دامن مرادا ان ساحل کیطرح

ردیف خاء معجمہ

ہاتہ اوس حسینون کی کری رنگ حنا سرخ　　ہین پنجہ مرجان سی بہی ہاتہ اوسکی سوا سرخ

تیغ نگہ یار کا کیا رنگ اوڑا یا　　سو خون کئی پر بہی تیغ قضا سرخ

آلودہ خون وقت بیابان مین نہین اشک　　عشرین ہین یہ ہی سبحہ خاک شہدا سرخ

کیا لال زمانے کو کیا موسم گل نے　　شال امرا سرخ گلیم فقرا سرخ

خسرو سند و کہاں ہی جو ہے راجع طرف حق　　دیکہو کہ ہی ہر وقت رخ قبلہ نما سرخ

یاقوت کی ترشی ہوئی شاید یہ ہیں　　ہی لوح جبین سی جو بدن تابکف پا سرخ

کیا عید ہوئی ہی تری آنی سی چمن کو　　پہولا م کی پہنی ہی ہر اک گل نی قبا سرخ

دیکہو صفت شیشہ ہے اسکی نظافت　　آتا ہی نظر پان کہان سرخی سی گلا سرخ

تعریف قلم نے جو لکھی خط زر کی
قرطاس ہوا رقعۂ شادی سی ہوا سرخ

خجلت سے ہی مجھی سخت اٹھا ہستی ہی چیونٹیان
کانٹو نکو بھی کرتا نہین چین کف پا سرخ

اسکو بھی ہی شاید کہ غم شیشہ و چپ
ظاہر مین جو ہی سبز تو باطن مین حنا سرخ

سب کہتی ہین ہی جلوہ نما شفق مین
پوشاک پہنا ہی جو وہ ماہ لقا سرخ

سمجھا ہے نگہ کشتۂ الفت مجھی کاتب
شنگرف سے لکھا ہی تخلص جو مرا سرخ

سر تا بقدم ہے وہ بت شوخ چمن سرخ
لب سرخ ہین رخ سرخ دہن سرخ بدن سرخ

جو سیب ہے کچہ زرد ہی کچہ سرخ ہی لیکن
بالکل نظر آتا ہے ترا سیب ذقن سرخ

دین پان جو وہ غیر کو کیا اسمین تکلف
تصویر گلی کا ہی بناتی ہین دہن سرخ

مرقد مین رولاتی ہی جو خون یاد لب یار
مانند رگ لعل ہی ہر تار کفن سرخ

گیسو کے تلے یون نظر آتا ہی وہ چہرہ
جسطرح کہ ہو سانپ سیہ سانپ کا من سرخ

سمجھو مری خون سی اوس تیغ کو رنگین
پہنی ہوئی پوشاک ہی گویا یہ دلہن سرخ

بیمار تری آنکھون کا تنہا نہین انسان
آشوب سی ہی دیدۂ آہوی ختن سرخ

قاتل نے جو چہری پہ مرا خون ملا ہے
ہی طوطی خط لال کہ عصفور ہمہ تن سرخ

مشاطہ گلوسی کی نہین کچہ اوسے حاجت
گفتار یہ رنگین ہی کہ کرتی ہی دہن سرخ

کیا پان کی سرخی سی ہلی ہون دانتو کی عالم
ہین دانۂ مرجان کیطرح دُر عدن سرخ

کرتی ہی جدا مجھسی سیہ بخت کو قسمت
شادی سے نہ کیونکہ ہو رخ اہل وطن سرخ

خون تن بسمل سے نے کہلائی ہین عجب گل
قاتل ہے تری تیغ ہین سبزہ کا چمن سرخ

تعریف اسیر اوس لب رنگین کی جو لکھی

رہا کر روح کو قالب سے یارب
رہے زندان میں یوسف تا کجا بند

اودھر کر دم نکل جانے کا صیاد
قفس کا در نکر بہر خدا بند

لکھوں تعریف جب زلف دوتا کی
لگاؤں بند میں جب دوسرا بند

سیہ بختی میں کیا نالے کروں میں
کہ ہوجاتی ہی سرمہ سی صدا بند

نکرسکے آنسو کیا جب آہ کو ضبط
عرق آیا ہوئی جب دم ہوا بند

کری کیونکر نہ وصف ہوی رنگین
کہ اپنی طبع رنگین ہے ادا بند

یہ خواہان ہی تری نیرنگی حسن
کہ ہو برگ گل رعنا حنا بند

کفن جامہ زار کا ہوتا پس مرگ
اگر دیتے کوئی اوسکی قبا بند

اسیر الفت نے دیوانہ بنایا
کہ دل زنجیر گیسو میں ہے پابند

لاکھ تیرون میں ہی مژگان کا مجھے تیر پسند
لاکھ شمشیرون میں ابرو کی ہی شمشیر پسند

جز حسین اور کسیکی نہین تقریر پسند
دین جو یوسف تو کرون خنج لب کی تعبیر پسند

سیکڑون ہمنی حسینونکی مرقع دیکھے
روبرو تیری نہ آئی کوئی تصویر پسند

سیکڑون جرم مگر ایک کی تعزیر نہین
مرد عاقل کو ہی دیوانہ کی تقدیر پسند

دیکی دولت مجھی دیوانہ بنائی نہ فلک
نقرئی سے نہ طلائی مجھے زنجیر پسند

دوست کا عیب ہے ہی سنت کی نزدیک ہنر
حق نبی کی لکنت موسے دم تقریر پسند

چل گئی صبح شب وصل کلیجی پہ چھری
ہمکو آئی نہ موذن تری تکبیر پسند

خط تو لکھتی نہین پیغام زبانی ہی سہی
بردہ کی تحریر سی ہے آپکی تقریر پسند

آشنا الفت می سے جو زبان جو ساقی
شیر دایہ نکری کودک بی شیر پسند

چشم کیا روزن دیوار کا عاشق ہین — زلف کیسی کہ تری دل کی ہی تسخیر پسند

زخم کھاتا ہی مشتاق مرا طائر دل — لب معشوق ہی اپنی صید فگن تیر پسند

کس حسب مین نظارۂ قاتل تہ تیغ — ہی اجل اب نہین آتی تری تاخیر پسند

رسن زلف مین لٹکاؤ دل زخمی کو — اسی فتراک کو کرتا ہے یہ نخچیر پسند

عقل کی خانہ خرابی ہی جو منظور نظر — جز خرابات نہین ہی کوئی تعمیر پسند

دل کی تسخیر کا معلوم ہے رتبہ جسکو — ہفت کشور کی نہین ہے اوسی تسخیر پسند

اوسکے دیدار کا مشتاق مین ہتا ہون اسیر
عرش پر جسکی ملائک کو ہی تصویر پسند

کچھ نہین پیری مین اپنی تن پہ مو سپید — روز خلقت سی ہی مثل ماہ نو ابرو سپید

جسطرح پیری مین انگلی ہوگئی ہین مو سپید — کر مجھی رحمت سی یا اللہ یونہین رو سپید

انقلاب دہر فانی سی عجب کیا ہی اگر — صبح کا چہرہ سیہ ہو شام کا گیسو سپید

زینت ظاہر نہین ہی نور باطن پر دلیل — دل سیہ ہی کیا اگر ہو چہرۂ ہندو سپید

بزم مین نکلے سی تیری رنگ عشرت اوڑ گیا — ہی جو گلگون کا ساغر صحبت شب سپید

دید کی مشتاق ہی کر چھیڑا ہی ناوک فگن — روتی روتی ہوگئی ہین دیدۂ آہو سپید

عقل حیران چہپاؤن کسطرح مین راز عشق — منہ کہی دیتا ہی درد سینہ پہلو سپید

گل تری رخسار کی آگی خجالت سی ہی زرد — نرگس شہلا ہی پیش نرگس جادو سپید

واہ وہی رنگت حنائی کہ سرخ آتی نظر — پہنے ہین سپیے اگر وہ شاہد گلرو سپید

ہی بصورت جسکی رنگت چہرۂ گلفام — چاند میلا ہی [illegible] نور سپید

یاد رخ مین جمع آتی ہین تری دندان صاف — موتیون سی بھی زیادہ ہین مری آنسو سپید

کسکی پھرتی نی کیا ہی اسکا چہرۂ خورشید زرد
ای قمر کسکی خجالت سی ہوا ہی تو سفید

پاک ایسی پیرہن پر کرینگی اشک شرم
ابر تیرہ جیسی ہوتا ہی برس کر پھر سفید

لیکے عصیان کی سیاہی بندہ ضائع جاینگا
خط عصیان کو کرینگی ہو کی یہ آنسو سفید

ہم یہی گریہ ہو پھر کیسی بصارت ای اسیر
ایک دن کر دینگی آنکھون کو مری آنسو سفید

ردیف ذال معجمہ

چمک گیا ہی یہ بازو سی اسقدر تعویذ
کہ رشک مہر ہی ای غیرت قمر تعویذ

لگا تو اونسی بندھی ہی اگر درد سر زیادہ ہو
بڑھا ہی اور مری سوزش جگر تعویذ

وہ واسطی کی لئی ہی کبھی نہین ہمسے
مرے مزار کا کیسا ہے بی اثر تعویذ

ضرور حفظ ہے نامہ کمر سی گر نہ پڑے
گلے کا اپنی بنا اسکو نامہ بر تعویذ

ہوا ہون الفت ابرو سی یار مین بیمار
پلا تو تیغ کی پانی مین گھول کر تعویذ

یقین ہوا تری ہیکل ہی کہکشان یا ماہ
چمکتا ہی ستاری کی طرح ہر تعویذ

وہ جن ہی سر پہ ہماری کہ جسکی دہشت سے
چھپاتی پھرتے ہین عامل ادھر ادھر تعویذ

سیاہی شب غم سی کمال دل کو ہی خوف
کہین بہار کی چوٹی کا ہو قمر تعویذ

وہ ناتوان ہون ہوا زرد باندہ کر لیا
بسنت کی مجھے دینے لگا خبر تعویذ

نیا جنون ہی کہ مین اوسکو یاد مین باندھون
جو لائی کوئی پئے دفع درد سر تعویذ

شب وصال ہو کیونکر نہ صبح کا دھوکا
کہ اوسکی چوٹی مین ہی گم کئے سحر تعویذ

نہ ہو خیال جدا جانی کیا او نہین شب وصل
سرہانی رکھ لئے چوٹی کی کھول کر تعویذ

مریض سمجھی ہین عامل جو ترک می سی مجھے
لکھی ہین خون لطافت سے بیشتر تعویذ

جو لپٹا ہی بہر جانب ہی شعلہ آتش جسے باہر	گمان ہوتا ہی جو ڈر ہی شرر کا چاک گریبان پر

اسیر آنسو بہانا فرض ہی غم میں عزیزوں کی
چھڑکنا چاہیے پانی کبھی گور غریبان پر

صورت موئی باریک ہی ای یار کمر	بلکہ میری بھی تن اس سی ہی زار کمر
قتل عالم نکری کیون دم رفتار کمر	ناز قاتل ہی لچکتی ہوئی تلوار کمر
سارے عالم نے امان پائی مری قاتل کی بعد	کہ دل ریشہ رہا دم بت خونخوار کمر
ہی شب تیرہ بدیہی منزل ہستی کی روش	ہو چکی چادر روان باندھتی ہین چار کمر
جامہ زیبی نے تمہاری یہ مجھے زار کیا	اک گرہ رہ گئی اب سوکھ کی جو طیار کمر
اتنی بہتر ہین تشبیہ کوئی فی الواقع	ہی تری پیرہن جسم میں اک تار کمر
کسطرح وصل میں نکلی ہوس بوس و کنار	نہ تو اظہار دہن ہے نہ نمودار کمر
سینۂ ترک فلک صورت جوزا ہی دونیم	کیا بچائی گا تہ تیغ سی کہسار کمر
لکھے کی خط وصف کمر میں جو کبوتر کو میں	دم پرواز کری قمری سی سو بار کمر
جبین آتا ہی اب چل کی عدم میں ڈھونڈو	نظر آتی نہیں ہستی میں تو زنہار کمر
صاف مثل در شہوار ہی وہ حلقہ ناف	کیون نہ کھینچی کہ ہی سلک در شہوار کمر
دل عاشق کو ادا سے نہیں سچائی نقد	قتل مسلم پہ ہیں باندھی ہوئی کفار کمر
بار فرقت نے ہمیشہ سے مجھے پر خم رکھا	حشر کی روز کری گی یہی گفتار کمر
بادشہ سا جہان میں نہ ملی گا عاشق	باندھتی قتل پہ میرے نہ خبردار کمر
ہین دل کافر و دیندار جو وابستۂ عشق	تار تسبیح ہی یا رشتۂ زنار کمر
کیا اٹھایا ہی ترا بار محبت ای ماہ	سیدھی ہوتی نہیں گر دو نگی جو زنہار کمر

پہلو سے جا سکے نہ دل زار توڑ کر
کیا بات تیرے سگا خاطر بیمار توڑ کر

جوشِ جنون مین سیل بکا کی ہے یہ روش
آیا کبھی جو گھر مین تو دیوار توڑ کر

مشتاق زخم دل ہی مرا تیغ نگاہ کے
جیتا ہو تو تو تجھ بن خنجر دار توڑ کر

ویران ہین دیر و کعبہ کہ جو بیچ یار کے
بیٹھی ہین پاؤن کافر و دیندار توڑ کر

بوسہ کبھی کبھی تو دے مجھ فقیر کو
ٹھکرا سا دو جواب نہ ہر بار توڑ کر

ماتم مین میری اشک بہاتی نہین اگر
پھینکو گلی سے موتیون کا ہار توڑ کر

جوشِ جنون مین جاتے ہے صحرا کو کس لیے
میدان گھر کو کیجئے دیوار توڑ کر

لکھون چمن مین وصف جو بستان یار کا
خامہ بناؤن شاخ ثمردار توڑ کر

جیسا ہی کوئی مست نہو گا خدا پرست
مسجد بنائے خانۂ خمار توڑ کر

آؤ نہ خالی ہاتھ فرشتو مزار مین
لاؤ ثمر بہشت سے دو چار توڑ کر

سیب ذقن نہوگا نہ خرمای لب نصیب
پرہیز کیا کرے ترا بیمار توڑ کر

کس قہر کا ہے غمزۂ جانان کہ لیگیا
دل سا رفیق مجھسے یہ عیار توڑ کر

منظور میری قید ہوئی کیا بجای قتل
بیڑی بنائی اوسنے جو تلوار توڑ کر

تعریف میری صندسی کی اپنی شعر کی
کوڑے سے کا کردیا در شہوار توڑ کر

لازم ہے تجھے خلیل خدا کی ہے پیروی
کعبہ کی راہ لی بت پندار توڑ کر

وہ مست ہون جو ترک کرون ابھی مے کشی
جام و سبو کو پھینکدے خمار توڑ کر

کیونکر اوٹھین کہ ہی کسی یوسف کا انتظار
بیٹھی ہین پانون ہم سر بازار توڑ کر

فرمایش اوسنی کی ہے در گوش کی اسیر
تارے فلک سے لاؤن مین دو چار توڑ کر

مشکل ہی بزم یار مین شام و سحر گذر / کیونکر کرون مین یار کے دربان کی نگی گذر

ای تیغ یار جسم کو میرے دو نیم کر / ای تیر یار توڑ کے سپر اجگر گذر

رستی ہین پیچ نون دیر و حرم کوی یار کے / مشکل اگر ادھر ہو گذرنا ادھر گذر

دیتا ہے کون کسکو یہان نیک مشورہ / جو بات تیری ذہن مین آئے وہ کر گذر

دربان یار شب کو اگر در نکھولتا / دیوار پھاندنے مین نکرتا مین گذر

ای روح شب گذر گئی وہ ماہرو چلا / تو بھی جہان سے صورت شمع سحر گذر

سحر جہان نہین کوئی آشوب گاہ ہے / کہتی ہی موج موج سے جلدی گذر گذر

آتا ہی عاشقون مین جو زلف دوتا کا ذکر / باتون مین رات جاتی ہی دو دو پہر گذر

مرغان دام کیسے ہین مشتاق بوی گل / یارب کری ادھر ہی نسیم سحر گذر

عریان کسیکا جسم ہو دست جنون سے کیا / کرتا ہی کوئی جامہ دری سے یہ در گذر

تیری کمر سے کم نہین میرا بھی جسم زار / انصاف ہی نہ ای صنم ہو کمر گذر

ڈر جائیگا کہ گھر ہے ہمارا بہت سیاہ / آنکھ اپنی بند کرکے ادھر ای قمر گذر

ہو دیر یا حرم کہین جانا نہین محال / مشکل ہے کوی یار مین ای نامہ بر گذر

ہو اس چمن مین سرو کی صورت صبا پہ گل / بو نکی کوچہ رگ گل سے بھی در گذر

کاشانۂ عقیلہ مین جا سکے سر حق / سلطان کی بارگاہ مین ہو کر خبر گذر

ای تیغ یار کر میرا ہر عضو تن جدا / ہر سر زمین پہ کرتے ہین اہل سفر گذر

روشن دلون کی روک نہین ہی کہین اسیر
کرتے ہین ہر مکان مین شمس و قمر گذر

نہین ہی کہکشان یہ جو نظر آتی ہی گردون پر / کھچی ہے تیغ فرق ساکنان ربع مسکون پر

وہ لیلی وش کسی عاقل کی کیونکر ہو سکے ہووے
نظر کرتا نہیں جو شہر میں تصویر مجنون پر

جو نکلی منہ سے لیکن وہ ہوا محض لا حاصل
دعا ہم قحط میں مانگیں تو برسے ابر جیحون پر

مزاج حسن سرکش کیجئے اگر انصاف پر آئے
پڑی ہے زنجیر آسا زلف لیلی پای مجنون پر

سدا گردش ساکی شکل شمس مقدر میں کہاں ساحل
بٹھایا آسمان نے کشتی گرداب جیحون پر

اوٹھا سر کبھی وحشی کبھی نیچی نگاہیں کے
پڑی ہے تیر وہ سر گڑا وہ زمین وشمشیر گردون پر

اتھی ہجر کی شب تیرہ و تاریک ہے کیسی
نظر آتا نہیں ہے ایک تارا ہم کو گردون پر

اگر اچھا نہیں کہتی زبان طعن تو رو کو
چھری کیون تیز کرتی ہو ہمارے زخم مضمون پر

نہیں پست و بلند دہر سے نیکون بھی وہ صحبت
تماشا ہے کہیں یوسف چاہ میں عیسی ہے گردون پر

بخیلون سے کہو سیم و طلا کیون جمع کرتے ہیں
بلا نازل ہے کیسی گنج کی باعث سے قارون پر

گل وحشت کیا تازہ مرے چھالون کی پانی نے
اوگی کانٹی بنا جنگل میں جیسے قبر مجنون پر

جو دست ظلم سے تیرے نہیں ایک فریادی
برہنہ سر ہے وہ خورشید کیون پھرتی ہے گردون پر

وہ ہیں میخوار شیشے سی نہیں کم دل اسیر اپنا
نگاہ جام مے گلرنگ کا ہے چشم پرخون پر

ہے جوش بادہ تو بھی ذرا آ کے دہوم کر
اے ابر نو بہار برس جھوم جھوم کر

دربار میں فروش ہو اگر مے کشو
مجرا کرو زمین ادب چوم چوم کر

دشمن کرے جو خلق تو لازم ہے خوف بھی
تلوار کاٹتی ہے گلا حلق چوم کر

اسطرح مجھ پہ پڑتی ہے اوسکی نگاہ مست
مستی میں کوئی مست کرے جیسے جھوم کر

ہنگامہ دا میں وہ دو کا دل سے مزہ نجات
زخموں میں بھرتی ہے بنبہ مہتاب گھوم کر

اے ابر گر نہ وہ ذہ ترے سے مقابلہ
رکھ دیگا ابرو کی طرح تجکو توم کر

نکلی نہ فال وصل کی چہانا ورق ورق　رکھ دو ادب سی طاق پہ مصحف کو چوم کر

عکس نہیں ہی آئینہ مین پروانی شمع تک　گرد اپنی عاشقون کی گوارا ہجوم کر

سمجھی ہی تو جو داغ ہین سینی مین کسقدر　ذرات کا حساب شمار نجوم کر

صبح شب وصال موذن اذان نہ دی　جا کر کسی خرابی مین آواز بوم کر

ای دل خوشی ضرور ہی آیا وہ تیغ زن　سر تاب پی تو پیشکی جشن قدوم کر

کس کام کا وہ گنج جو آئی نہ صرف مین　مد نظر عمل ہو تو کسب علوم کر

شمشیر ناز کسکی چلی باغ مین کہ گل　زخمی کسطرح گری ہین شاخون سی جہوم کر

مدت کی بعد آنکھون نی دیکھا ہی روی وصل　جلدی سحر کو شام نہ ای بخت شوم کر

دی نقد جان اسیر کہ قصہ تمام ہی
جلاد کی کچہری مین داخل رسوم کر

سر دی کی راہ عشق مین دولت حصول کر　محضر لکھین جو خون کا مہر قبول کر

دوزخ اوسی کا خلد اوسی کا ہی تو　جو گہر کری خوشی سے عنایت قبول کر

کیونکر ہون صد گور مین آرام سی شہید　بیکار ہو جو شانہ جلاد جہول کر

مانگی جو تجھہ سی دوست تو دی نقد جان شتاب　ہرگز طلب کسی سے نہ قبض الوصول کر

ذلت سی ہاتھ آئی جو نعمت تو خاک ہی　تا خوانده مہمان نہو فاقہ قبول کر

ہی خانقاہ کی پاس در پیر مے فروش　زاہد کبہی کبہی تو سعادت حصول کر

بلبل کو کچھ تو چاہیئے اندیشۂ قفس　کیا شاخ گل پہ بیٹھتی ہی بہول بہول کر

کوی خدا مین وہ نشان بتون کا بہی آگیا　کعبی سے دیر کو مین گیا راہ بہول کر

پہونچا دی اوس صنم کو مرا خط شوق جلد　قاصد نہ دیر بہر خدا رسول کر

ہی کشتو کیا جہوٹتے ہو نشئہ می مین جلو
محتسب لایا ہے ڈاکہ خانۂ خمار پر

اشک سے خالی نہین کوئی مرا تار نگاہ
دوڑتی پہرتے ہین موتی رشتۂ ہموار پر

اوسکی مضمون کی جو مضمون گنّے ہم لکہی ہین اسیر
ہی تفوق کلک کو منقار موسیقار پر

دست وحشت کا گمان ہی بار ہی گلزار پر
غنچۂ گل شاخ پر یا آبلہ ہے خار پر

ہر دم اوسکی ابرونکا دل مین رہتا ہی خیال
ہی بجا تلوار پڑتی ہے اگر تلوار پر

کس بیابان مین نہین لوہی وحشت دل تیرہ ہم
تذکری رہتی ہین چہالونکی زبان خار پر

بیخبر اپنی خرابی سی زمانہ خندہ زن
کیا ہنسی آتی ہے مجکو قہقہہ دیوار پر

فرقت گل نی کیا لاغر قفس مین اسقدر
رہ گئی بلبل کی دو تین استخوان منقار پر

پس دیوار وہ ہر وقت گہر مین یار کے
رشک آئی کیون نہ ہمکو صورت دیوار پر

گرم کتنا تہا تری سودائی گیسو کا خون
کاٹتے ہی پڑ گیا چہالہ زبان مار پر

اسقدر غیرت بہی اخلال ہو کسی گہر مین جو یار
ڈال دون مین پردہ چشم روزن دیوار پر

کوہکن کا خون دکہلاتا ہی یہ تازہ بہار
کیون نہو جوش شقایق ہر برس کہسار پر

ہی شکر لب سبز کیا ہو جو ہی زنگ دہن
طوطیون نی زہر کہایا ہی تری گفتار پر

ہر رگ گردن مین میری جوش کہاتا ہی لہو
باڑہ رکہوائی ہی کیا اوس کدنی تلوار پر

سر جہکایا اپنا مستی مین نہین طاعت سی ہم
ہی گمان محراب مسجد کا در خمار پر

کیا حرارت ہی گرا ہی تن مین جو پیکان تیر
گرمی خون سی ہین تبخالی لب سوفار پر

ہوشرہ دیوانہ جو سر کہنا کوچی جانان مین قدم
ڈر گیا ایسا کہ سایہ چہرہ گیا دیوار پر

تشنگی کیا بالکل مری پاؤنکی چہالی ہو گئے
پڑ گئی جو پیاس سی کلسنے زبان خار پر

کیا برا ہی ہم اگر غیرونکو کہتی ہین برا
لعن کرتا ہی خدا قرآن مین کفار پر

کعبۂ مقصود تک پہنچی مقدر سی اسیر
سر جھکا سے آستان حیدر کرار پر

کی مجمع احباب مین گفتار سمجھکر
اک بات کہی ہمنے تو سو بار سمجھکر

دنیا کی نہ خواہان ہوئی ہم عار سمجھکر
کتون ہی پہ چھوڑا اسے مردار سمجھکر

نرگس مجھی دکھلانی لگی باغ مین آنکھین
آیا تھا عیادت کو مین بیمار سمجھکر

تلوار جو اوس ترک نی کھینچی سر میدان
زخم اپنی ہنسے قہقہہ دیوار سمجھکر

ظاہر مین مین اکسیر ہون باطن مین کف خاک
لیتے ہین تو لین مجھکو خریدار سمجھکر

بخشا مجھی خالق نی فرشتون سی یہ کہکر
جرم اسنی کیی ہین مجھے غفار سمجھکر

نیلام کی دن بھی نہ بکی جنس دل اپنی
چپ ہو رہے کچھ دل مین خریدار سمجھکر

فرقت مین جو دی بادۂ گلگون مجھی ساقی
منہ اوسکو لگاؤن نہ کف مار سمجھکر

بازار محبت مین خریدار تمہاری
یوسف کو بھی لیتے نہین بیکار سمجھکر

جز مرگ بیابان محبت مین نہین کچھ
رکھنا قدم ای خضر خبردار سمجھکر

برباد نجاتینگے مری اشک مسلسل
پہنینگے حسین موتیون کا ہار سمجھکر

ہی زرد تن زار حریصون سے عجب کیا
لوٹین ابھی سونے کا اگر تار سمجھکر

مین رند کہان اور کہان مسجد جامع
آیا تھا اسے خانۂ خمار سمجھکر

مے پی کی جو آئی ہو سوی مجمع احباب
بہکے نہ زبان کیجیے گفتار سمجھکر

کچھ کام نہ تھا سجدۂ محراب حرم سی
سر ہمنے جھکایا ترے تلوار سمجھکر

جب منعم مغرور نے کی بات نہ ہمسے
چپ ہو رہے ہم صورت دیوار سمجھکر

تھا کام کا جو نقد کیا منتخب اوسکو
دولت کو لیا ہمنے نہ بیکار سمجھکر

کچھ نال نہین الفت بلبل مری نزدیک
پھولون کی یہ خواہان ہے تو زردار سمجھکر

تعظیم تھی یوسف کی فقط حیلۂ شرعی
بوسے لیے ہمنے ترا رخسار سمجھکر

لی سلطنت دہر نہ درویش نے تیری
پھینکا سر سلطان پر اسی بار سمجھکر

کی اس رہ پرخوف مین تقلید پیمبر
تربت مین ہم اعدا سے چھپے غار سمجھکر

آنی نہین دیتی وہ اسیر اپنی گلی مین
دیوانون کو پریون کا طرفدار سمجھکر

بے اثر نالے کا لب پر روز لانا کیا ضرور
آزمودہ جو ہے اوسکو آزمانا کیا ضرور

شہر سے چلکر بیابان مرگ ہونا چاہیئے
جمع ہو تابوت پر سارا زمانہ کیا ضرور

سیر دریا کی اگر مد نظر غیرونکے سات
کیون بلاتی ہو ہمین بیٹھے بٹھائے آنا کیا ضرور

خستگان خاک کی قبرون پہ آہستہ چلو
سو رہے ہین چین سے انکو جگانا کیا ضرور

نال بخشا ہے خدا نے صرف کرنیکے لیے
واسطے غیرونکی اسکو چھوڑ جانا کیا ضرور

قتل کو کافی ہے آنا اسکا دامن کشان
آستینین قتل عاشق پر چڑھانا کیا ضرور

تا فلک اوسکی پہونچتی ہین کئی بانس لپٹ
بڑھکی آگی کھوئی یہ بھی ٹھکانا کیا ضرور

مرتے ہین رخ سے اب ناحق اٹھاتی ہو نقاب
دم نہین سینہ مین آئینہ دکھانا کیا ضرور

صاف کہدی مجھسی خط پڑھکر کہا کیا یار نے
نامہ بر جھوٹی سچے باتین بنانا کیا ضرور

نا توانی سے گئین ہین پانو نکی خود بیڑیان
مجکو ای جلاد زنجیرین پہنانا کیا ضرور

بیکسی چھاتی ہوئی ہی شامیانیکی عوض
قبر پر ہم بیکسون کی شامیانہ کیا ضرور

نوجوانی تک تھا زیبا خندۂ دندان نما
ریش جب لائی سفیدی اسمین شانہ کیا ضرور

زار ہون ایسا کہ مردہ بہی ہی غایب بعد مرگ
دوستو خالی جنازے کا اوٹہانا کیا ضرور

نیند آنی کی نہین ہرگز شب فرقت مجہی
قصہ گویون سے کہو قصہ سنانا کیا ضرور

نزع کا عالم ہے اب تو دیکہہ جاؤ اک نظر
پتلیان پتہرا چکین آنکہین چرانا کیا ضرور

منتظر کیون ہی کہینچے وہ جفا جو تیغ ناز
موت کو آنا ہے تو آئی بہانا کیا ضرور

خط نے جانان پہ نکالا اوڑ چلی ہی رنگ [illegible]
جب خزان آئی چمن مین آشیانہ کیا ضرور

گور مین حق سنانی کی لیی ہو تیری ہو کم
جان قالب مین نہین شانہ ہلانا کیا ضرور

جب ہوای مضطرب کہتا گہ ہی قیامت مین آگ
کچہ تو میری ہی سنو اپنی سنانا کیا ضرور

گوش سامع کو گران طول سخن ہی ہی اسیر
اختصار اچہا ہے بیتون کا بڑہانا کیا ضرور

اشک ہین یاد رخ و زلف مین طغیانی پر
کشتی عمر ہے دن رات رواں پانی پر

مہر ذرہ ہی فروغ رخ نورانی پر
ماہ ہالہ ہے تری چاند سی پیشانی پر

مرتبہ حسن کا تکلیف مین گہٹتا ہی کوئی
خوشنما کنگہی وہ زلفین ہین پریشانی پر

رحم آیا او نہین تقدیر بدل ہی میری
نون ابرو ہے نظر کا خط پیشانی پر

ناخنونکی ہی جو ہر جا تن عریان پہ خراش
نظر آتا ہے اتو جامہ عریانی پر

تو مہ و مہر سے ای طلعت ایام ہی نحس
ایک کیا وہ ہین ستارے تری پیشانی پر

میری خالق نے کیا مجہکو دوبارہ زندہ
آگیا رحم جو قاتل کی پشیمانی پر

حادثون سے نہ ملا امن بہت کی تدبیر
ابر نے برق گرائی مری بارانی پر

ہوتا ہے کوئی جب دم خنجر کا مزہ
دم بہرکتا ہے تری زخمیون کا پانی پر

ایکدن بہی نہ ملا مجہ کو جہان مین آرام
ہوگئی عمر بسر کشتی طوفانی پر

تیری تصویر نے کھینچے ہی وہ کی گرم نگاہ
جان بہزاد جلی برق گری مانی پر

کر دیا نخوت نے بے بال و پر ایسا کہ مجھی
رشک ہی طائر بسمل کی پر افشانی پر

اثر سجدہ کہاں اور کہاں تیغ اسی بت
ہی نشان بوسۂ عاشق کا یہ پیشانی پر

نہیں جو عشاق ادا نہیں رنج ہی سنان کی مجھ
شاق ہی عید کا دن ور بھی ندانی پر

الفت ابروی خمدار مین دی جان اسیر
رکھدیا ہمنے گلا تیغ صفاہانی پر

جان دی ایک پری کی رخ نورانی پر
مردہ اوٹھے گا مرا تخت سلیمانی پر

خلق مرتی ہے تری تیغ صفاہانی پر
خون پیاسونکی گرا کرتی ہین اس پانی پر

اسطرح نقطے ہین دیوان مین رہی روشن
جیسے افشان کسی محبوب کی پیشانی پر

صاحب ظلم کا افلاس نہین قابل رحم
دل لیسیجا نہ کوئی تیغ کی عریانی پر

غیر کو آب دم تیغ پلاؤ کہ سے مجھے
مینڈھی لڑوانے سی کیا فائدہ ہی پانی پر

کشتۂ چین جبین ہون مین نہین کشتۂ تیغ
بدلی گردن کی مرا خون ہی پیشانی پر

ابرو و چاہ ذقن دیکھ ہے ہین عاشق
ہی یہ نزدیک کہ تلوار چلے پانی پر

لیلة القدر تری گیسوئی شبگون پہ نثار
صبح نوروز تصدق رخ نورانی پر

آگئی دشت مین دس عارض مژگان کی جو یاد
تیر آہون کی چلے لالۂ پیکانی پر

یار کے مطلع ابرو کی جو معنی کہدین
ناز ہی جنکو بڑا اپنی سخندانی پر

نرم طینت کو نہین کچھ اثر زخم زبان
کاٹے کیا خاک جو تلوار چلے پانی پر

لحن داؤدی بھی لحن ہی جنکی بہتر
وہ گلے کاٹتے ہین تیری سخندانی پر

[illegible] سے [illegible] انکسار گدا کو منعم
جگہ اس در کی ہی تاج سر سلطانی پر

کیون نہ ہو طول شب ہجر سی وحشت دل کو
نہین طرہ ہے یہ موقوف سر زندانی پر

کچھ تعجب نہین ہوتی ہین جو پریان تسخیر
نقش تھا نام ترا مہر سلیمانی پر

ہی جو خوش فکر وہ ہی قابل تعریف اسیر
انوری پر ہے نہ موقوف نہ خاقانی پر

چاہیے مرنا نگاہ لطف قاتل دیکھکر
جان نثاری سیکھیے جلاد کا دل دیکھکر

خموش گل لب باغبان مست غرور ہی عندلیب
چاہیے رنگینی باقی رنگ محفل دیکھکر

سمجھی ہم دو مسجدے یکجا پاس ہین دو میکدے
دونون آنکھین تیرے ابرو کی مقابل دیکھکر

نامہ میرا وہ جو پڑھتی ہین تعجب کہتی ہین سب
پھینک ہی دو کیا کرو گی خط باطل دیکھکر

غم سی ہین [illegible] بیان تنگ [illegible] ہوتی
دام مین پھنسا دوگی رہا [illegible] دل دیکھکر

لا چکی ہین بخت مقتل مین مگر اتنا ہی
موت [illegible] پھر جاتی نہ [illegible] قاتل دیکھکر

آدمی کیا راستی ہی جانور کو بھی پسند
ہم نے سمجھے سرو پر قمری کو مائل دیکھکر

رہتی ہین آنکھین تمنا مین تمہاری دن بچھائین
کیجیے مسمار مہر خانۂ دل دیکھکر

چاہیے شاعر کو اچھی طرح مین فکر غزل
بوتی ہین دہقان [illegible] حاصل دیکھکر

کیا نہ میری طرح یہ بحر فنا مین ہونگی غرق
ہنستی ہی ہین کیا سب یاران ساحل دیکھکر

دید صورت بھی نہین نظارہ معنی سی کم
شوق لیلی بڑھ گیا مجنون کو محمل دیکھکر

ہی سیہ کارون کی حاجت جسجگہ ہین تند سپید
ہم یہ سمجھے صورت کا تو [illegible] دیکھکر

ہی حسینون سی ہی آغوش خالی ای قمر
کیا خجل ہون ہالہ گرد ماہ کامل دیکھکر

تیغ گردن پر چلی لیکن نہ کچھ ایذا ہوئی
محو ایسی ہو گئے ہم روی قاتل دیکھکر

منحصر ہی صحبت احباب پر دل کی صفا
آنکھین روشن شمع کی ہوتی ہین محفل دیکھکر

بیسود ہے علاج دل اخگر اسکا
مرہم لگائی کیا کوئی داغ پلنگ پر

دریا کا ہی سفر سفر خار زار ہے
چلتا ہون راہ اژدہ پشت نہنگ پر

کس ترک کا ورود ہوا صید گاہ مین
زورون پہ نیل گاو ہین آہو امنگ پر

کیسی شب وصال کہ ٹیکا ہزار سر
رکھنی دیا نہ پاون بہی دشتی پلنگ پر

مشتاق ہے لب بیگون آن وقت صبح
جاتی ہے جان بادہ یاقوت رنگ پر

ہندو بیچون کو دیکھتی ہم بہی چلین اسیر
دن اگئی نہان کا میلا ہے گنگ پر

سیکڑون داغ تنگ جائی جگر
دی جگر اور ای خدا نئی جگر

شدت گریہ مین یہ ڈرتا ہون
کہین خون ہو کے بہہ جائی جگر

تو تو پتھر کا ہے نہ لوہے کا
سختیان کب تلک اوٹھائی جگر

طپش دل نہ پوچھ فرقت مین
ہے یہ نزدیک منہ کو آئی جگر

لالے مین چار داغ ہین ہزار
کیا جگر سے مرے ملائی جگر

یہ ہوا خون وہ ہوا پانی
کبھی دل روؤن یا رلائی جگر

غم ہی مہمان تو کچہ عزیز نہین
خون پی سیر ہو کی کہائی جگر

مٹ کی پائی نجات صدمون سے
اب جگر ہے نہ داغہائی جگر

رونق روئی ہو بخش تمام جہان
مین دکھاؤن جو کربلائی جگر

یہ اوٹہائی ہین سختیان ہم نے
پارۂ سنگ ہی بجائی جگر

ہین یہ کہتا ہون آہ آہ ای دل
دل یہ کہتا ہے ہای ہای جگر

یہ بھی ہے ہند جگر خوارہ
کیون نہ زال جہان چبائی جگر

تشنگی شبیرؑ کی جنت مین یاد آئی اسیر
آنکھین بھر آئین ہماری حوض کوثر دیکھکر

دی جان ہمنی چشم بت بیمثال پر | ہو فاتحہ ضرور کباب غزال پر
ہی مرگ کی دعا تو فقط اس خیال پر | موقوف ہی وصال تمہارا وصال پر
بوسہ جو مجھکو خال رخ یار کا ملے | چادر چڑھاون ہونٹونکی قبر بلال پر
بھیجا ہی مین نی کوچۂ قاتل مین جسقدر خط | ہے جا نامہ بر کبوتر کے حال پر
لاغر کیا ہی عشق کمر نے یہان تلک | سمجھون سفر اوسی جو چلون تار بال پر
رنگی بہار مین ہی یہ وحشت طیور کو | بلبل کا آشیانہ ہی شاخ غزال پر
ممکن نہین کہ غرق کری جوشش بحر اشک | بیٹھی ہین ہم جزیرۂ گرد ملال پر
مجھ ناتوان کو دیکھنے آتا ہی وہ قمر | قدرت خدا کی بدر ہے عاشق ہلال پر
طاؤس کیطرح ہین خرامان پہ اہل بزم | انسان ہوکی مرتی ہین حیوان کی چال پر
وہ آہ کیجئے کہ پسیجین رقیب بھی | شبنم چمن مین روتی ہی بلبل کی حال پر
ای بحر حسن ہی جو سمندر مین ڈوبنا | ندی چڑھی ہوئی ہی ہماری خیال پر
ہم ضعف سی شکار کی قابل نہین رہے | صیاد خاک ڈال کی بیٹھا ہی جال پر
بھولی نہ ایک دن دل وحشی کو چشم یار | اس ترک کا ہی دانت کباب غزال پر
موسیٰ سے لاکھ طالب دیدار ہون اگر | ٹھہری نہ آنکھ ایک کی برق جمال پر

خندار پشت بار گنہ سی نہین اسیر
پل ہے یہ قلزم عرق انفعال پر

پھبتی کہی یہ ہمنے تری خط و خال پر | گویا عبای سبز ہی دوش بلال پر

خورشید سے کیا غرض ہو جبیں ہماری ہلال پر
رہتا نہیں زمانہ کبھی ایک حال پر

مسند سے کیا غرض وہ مبارک ہو شاہ کو
تکیہ گدا کو ہے کرم ذوالجلال پر

اوس سروقد کی زلف جو دیکھی ہو تو یقین
کالا سمٹ کی بیٹھ رہا ہے نہال پر

اللہ رے دماغ وہ دیتی نہیں جواب
عاشق سوال کرتی ہیں فرضی سوال پر

جو بین نہ سوز [illegible] کا [illegible] سے
جنبش پڑی ہی آنکہ تمہاری چال پر

ری جیب [illegible] دل کو جو آتش آنکھ [illegible] نہیں
داغ ملال دی سے سمجھے چراغ ملال پر

نا فرسیہ دلوں سے ہیں عالی ہمت جنگی
تصویر داغ کب ہی کمان ہلال پر

بیٹھا ہی یوں بخیل خزانہ لیے ہوے
قبضہ ہو جسطرح کسی اژدہی کا مال پر

موے کمر کی باندھی ہی مضمون نئی نئے
باریکیاں ہیں ختم ہماری خیال پر

مجنوں کمال ناقہ لیلی سے ہے تیز رو
تو ہی سوار کیوں نہیں آہوے غزال پر

سوز غم فراق سے پوچھو نہ دل کا حال
کیا سبز ہو وہ برق گری جس نہال پر

ہے کبک و عندلیب کی گلشن میں کچھ خبر
دونوں پھڑک رہی ہیں تری [illegible] چال پر

بچنا کسی کا تیغ اجل سے محال ہے
رکتی تھی اسکی ضرب زرہ پر نہ ڈھال پر

دعوی کبھی کیا تھا اوس ابرو کی سامنے
یہ وجہ ہی جو اوٹھتی ہی انگلی ہلال پر

کہدو کہ اب حساب ہمارا بھی پاک ہو
آیا ہے آفتاب قیامت زوال پر

جھکتے تو نگہوں سے مری آنکہ کسطرح
نازاں وہ مال پر ہیں ہیں اپنی کمال پر

ابرو کی عاشقی سے یہاں وجہ شاعری
قائم زمین شعر ہی شاخ غزال پر

پائی یہ فال شانۂ شمشاد سے اسیر
قبضہ ہمارا ہوگا کسی نونہال پر

قاتل ہی تری زلف گرہ گیر کی زنجیر
شمشیر کی شمشیر ہی زنجیر کی زنجیر

دیوانہ تو مین ہون کف مشاطہ مین ہو زلف
غیرون کو ملی ہی مری تقدیر کی زنجیر

بھولی نہین ہم عالم وحشت مین عبادت
چلنی مین صدا دیتی ہی تکبیر کی زنجیر

ہی ذکر کسی زلف کا ہر وقت زبان پر
ہو کیون نہ مسلسل مری تقریر کی زنجیر

معلوم ہوا آپکا زرگر ہے ہوس
لایا ہے بنا کر زر اکسیر کی زنجیر

رحم آ گیا جب کاہکشان چرخ پہ دیکھے
بھاری ہی نظر آئی مجھے اس پیر کی زنجیر

رہتی ہی بگڑتی یہ وہی بدعت ظالم
ٹوٹی تو بنی آہن شمشیر کی زنجیر

افزا ہمین دیتی مری پاؤنکو سلاسل
جیسی کسی دیوانہ تصویر کی زنجیر

ای آہ کہان ہے وہ تری قوت بازو
توڑے نہ در خانہ تاثیر کی زنجیر

لکھتا ہی قلم بسکہ تری زلف کی تعریف
ہر سطر مری خط مین ہی تحریر کی زنجیر

ہون مجرم الفت مری تعزیر یہی ہی
ہو پاؤن مین اوس زلف گرہ گیر کی زنجیر

اندیشہ اسیر اس لیئی ہی مجکو اجل سے
اورونکو ملی گی مری تقدیر کی زنجیر

امید زندگی کی ہو کس اعتماد پر
آمادہ چار خلط ہین ہر دم فساد پر

موقوف تھا حصول جہان اعتقاد پر
پہونچا مین اس کمند سی بام مراد پر

جو بخت کا رہی وہ تواضع پسند ہی
ٹپکا زمین پہ جو ثمر آیا مراد پر

تو نی تو ایسے مال ہزارون کئی تلف
ای مرگ جان دون تجھی کس اعتماد پر

دیوانگی مین کون ہی اپنا شریک حال
خون ہی ہماری جسم کا ہمسے فساد پر

گھر کیسی کیسی دور فلک نی کیی خراب
گنبد تلک نہین لحد کیقباد پر

حسن رخ گل دیکھہ تو بلبل کی نظر سے
گردیدہ قمری سے تماشای صنوبر

رعب اوس قد موزون کا جو چہا جائے چمن مین
کیون بید کے مانند نہ تہرّاے صنوبر

صدمہ ہی عجب قمری و بلبل پہ خزان مین
ہی غلغلۂ ہای گل و وای صنوبر

طاعت کا خیال آئی گلستان مین جو مجکو
مسجد کا منارہ ابھی بنجاے صنوبر

کیا اوس قد موزون کا اسی عشق ہوا ہے
ہی سوکھہ کی کانٹا جو سراپای صنوبر

عاشق ہین اسیر اوسکی قد راست کی ہم تو
قمری کی طرح کون ہی شیدای صنوبر

کبھی تو مہربان ساقی ہو رند لاابالی پر
کہان تک قفل صندوق شراب پرتگالی پر

کیا موقوف تو نے قتل لیکن خلق ڈرتی ہے
گمان مار مردہ ہی تری بندوق خالی پر

زمین کا نٹا بیابان کا نہ مین سبزہ گلستان کا
کمر باندھی ہی کیون گردون نے میری پایمالی پر

کیا بی سایہ پیدا قامت پرنور احمد کو
یہی ہی حجت روشن خدا کی بیمثالی پر

یہ سمجھا مرتی ہین عیسی گردون نشین ہون مین
جگہ مزدور نے پائی جو تیری قصر عالی پر

بہلا ہی ہجر مین [illegible] لیٹ کر ایسی سوئے
بجا ہی دل کو میری رشک تصویر نہالی پر

غرور ندای ابلق ایام مجکو مین وہ بیکس ہون
کہ ساتون چرخ سر دہنتی ہین میری تیرہ بالی پر

نہین ہے ظل گران در کار کچھ ایسا نہ لاغر ہون
قناعت ہی مجھی ساقی بس اک مینکی پیالی پر

خدا جانی کہ کیا اس جال مین آرام سمجھا ہی
گرا پڑتا ہے جو مرغ نظر غرفیکی جالی پر

دکھایا بزم مین کیا اوسنی اعجاز مسیحائی
ہوئین جاندار تصویرین جو رکھا پاؤن قالی پر

نہین لازم پر عنقا میان یار کو کہنا
عبث ہی شاعرون کو ناز مضمون خیالی پر

عجب بیمثل ہی تیرا رخ عکس تک جسکا نہین پڑتا
گواہ آئینہ دل ہی تمہاری بیمثالی پر

یقین جان اسکو اے قاتل اوسی دن عید ہو جاے
گلا جس روز رکھدیں تیری تیغ ہلالی پر

میسر ہو اگر دولت تو میں سمجھوں وسی ماتم
یقین ہو آنسوؤنکی تار کا سلک لآلی پر

لب شیرین کی مدحت سی زبان ایسی ہی شیرین
کہ طوطی زہر کہاتا ہے مری شیرین مقالی پر

فراق یار آہو چشم مین گہر کاٹی کہاتا ہے
نگہبان شیر نیستان کا ہی مجھکو شیر قالی پر

اسیر اوسکا کرم درکار ہی بخشی جسی چاہی
نہ زاہد پر نہ ہے موقوف رند لاابالی پر

موت آئی ابروؤن سے بت بی پیر دیکھکر
کشتہ ہوا مین دور سی شمشیر دیکھکر

خجلت ہوئی یہ حالت تغیر دیکھکر
صدا وکہٹ گیا مری زنجیر دیکھکر

قرآن کی نقل کرتی ہین فرشتے اسطرح
تصویر سے کہنچے تری تصویر دیکھکر

لوح جبین ہماری جو مرقوم ہو چکی
روئے ملک آکے خط تقدیر دیکھکر

مجھ سخت جان کی پاس آتی نہین اجل
ڈرتی ہے تیری ہاتہ مین شمشیر دیکھکر

خالق نے رکھدیا سر انسان پہ بار عشق
تکلیف یہ فلک کو نہ دی پیر دیکھکر

سمجھا کہ پہر جنان مین ہوا دخل یار کا
عارض پہ اوسکے زلف گرہ گیر دیکھکر

کہتی ہی موت گور کی بستی قریب ہے
منعم ہی شاد رفعت تعمیر دیکھکر

قاصد پہر آیا کوچۂ قاتل سی لوٹتی پاؤن
کہولی نگر نہ قتل کی تحریر دیکھکر

وہ صید ہون کہ تن مین لہو ماریا ہی جوش
صید افگنون کی ترکش پر تیر دیکھکر

رستم بہی ہو تو اوسکے نہ ٹہرین کبہی قدم
اوس جنگ جو کو دست بہ شمشیر دیکھکر

نظارہ باز تہا جو مین اوس حسن شوخ کا
چہپکی پلک نہ برق کی تنویر دیکھکر

خجلت سی سر اوٹہا نہین سکتی ہی فاختہ
بہاری ہمارا طوق گلوگیر دیکھکر

آخر کو آسمان بھی ہوا جیسی سرنگون
تقدیر کو موافق تدبیر دیکھکر

بیکس وہ ہون کیا دل قاتل کو بھی فگار
حسرت کی آنکھ سے تہ شمشیر دیکھکر

پیکان کی زخم کی بھی مطلق نہین خبر
کھایا فریب راستی تیر دیکھکر

رسوا کرو کی ہمکو تو رسوا بھی ہوو گے تم
کرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکھکر

سمجھا نہین ہی دولت دنیا مین خاک فقیر
کہنہ لباس صاحب اکسیر دیکھکر

مین آپ جا کی لیٹ رہا قبر مین اسیر
جلدی اجل کے آنے مین تاخیر دیکھکر

ساقی پکارتا ہے یہ مے کی سبیل پر
بنت العنب حلال ہی ابن السبیل پر

پیاسا وہ ہون بہشت مین رکھا اگر قدم
سجدہ ملائکہ کا ہوا سلسبیل پر

تھی وہ گوش آدم خاکی مین کہدیا
جو راز آج تک نہ کھلا جبرئیل پر

راحت ہی غم جو فضل خدا ہو شریک حال
آتش مین گر کے آنچ نہ آئی خلیل پر

اوقات کا نہ حال غریبون سی پوچھیے
ہی زیست نان توشہ و آب سبیل پر

جب رنج کا ہوا مجھی غربت مین سامنا
رویا مین حال مسلم ابن عقیل پر

پھرتا ہی میری ڈنگلیو کی ساتھ یون قلم
جسطرح دست کور ہو دوش دلیل پر

ناحق دماغ کرتے ہین ہمسے ارذیل
اپنی نظر ہی قصہ اصحاب فیل پر

انجم فلک پہ دیکھ کی سمجھا کلیم دل
فرعون کی سپاہ ہی یہ رود نیل پر

داغون پہ میری چرخ دنی کیا نظر کری
سیر جنان حرام ہی چشم بخیل پر

ہاتھ آئی اوس سی خاک کا دانہ تو ہی بہت
قانع ہون مین ضعیف غذائی قلیل پر

مجرم وہ ہون جو عازم جنت ہو میری روح
سدرہ کے نیچی فرش کرین جبرئیل پر

ہو دسترس جو اوس رخ گلگون کی دید پر
چادر چڑہاؤن پہولون کی قبر شہید پر

جسکی نظر ہی آیۂ حبل الورید پر
روتا ہے خون زخم گلوی شہید پر

مارا ہی یار نی مجہے پاس رقیب سے
خون رضا ہے گردن ناموس رشید پر

قاتل کی تیغ سی کوئی بچتا ہی رخت تن
ہی آستین چڑہی ہوئی قطع و برید پر

قاصد کہلا لفافہ یہ تیرا فریب ہے
اوسکی تو دستخط نہین خط کی رسید پر

صاحب معاف کیجئی میرا کہا سنا
آجا ستی نہ تیغ ہر کی گفت و شنید پر

آیا مہ صیام نمازی ہوا وہ ترک
تیغ و گلو کی اب ہی ملاقات عید پر

پیاسا وہ ہون اگر مین پیون آب تیغ بہی
بہیجون دہان زخم سے لعنت یزید پر

تاریخ کو اپنی اودہر ستاتا ہے آسمان
یہ پیر مہربان نہین ہوتا مرید پر

قاتل کبہی تو قصد تماشے کا چاہئی
لالہ اوگا ہوا ہے مزار شہید پر

جام شراب ہمکو علی الاتصال دے
ساقی عمل ضرور ہے ہل من مزید پر

ابرو کہا سے یار تو دل کی گرہ کہلے
موقوف قفل کی ہی کشایش کلید پر

ہر گہر مین نور مہر برابر ہے جسطرح
احسان ترا ہی ایک قریب و بعید پر

دنیا سے کچہ غرض نہین ہمکو ملال کیا
نازل بلا ہی خانہ رستے زن مرید پر

ای ترک خون زخم سے طوفان بپا ہوا
رومال تیغ باندہ گلو سے شہید پر

چوری لگاؤن دل کی بہت کیا زلف یار کو
رکہتی ہی ہاتہ رخ سے کلام مجید پر

سعید کا نام نقش مری دل پہ ہے اسیر
نادعلی کہدی سے نگین سعید پر

سو خط یار کو لکہتا ہون مین مضطر دوچار
اوڑہ کے جاتے نہین کس طرح کبوتر دوچار

آخری وقت کسی نے مجھے کیا یاد کیا
ہچکیاں آئین دم نزع برابر دو چار

شوق نظارہ ٹھہرنے نہین دیتا گھر مین
روز اوس کوچہ مین جو رہتے ہین چکر دو چار

محتسب بادہ پرستون کا ہوا کیا نقصان
ایک ٹوٹا جو سبو بن گئے ساغر دو چار

گو کہ باران سے ہوئی سرد مری خاک لحد
اب بھی ڈھونڈو تو نکل آئین کی اخگر دو چار

بحر الفت بھی مگر ہے کوئے خونین دریا
غرق ہو رہتے ہین ہر روز شناور دو چار

لعل و یاقوت کرون کیا کہ نہین مجھکو جنون
منعمو تمکو مبارک ہون یہ پتھر دو چار

قید سے میری پھڑکنے نے چھڑایا مجھکو
دست صیاد مین باقی ہین فقط پر دو چار

کشتی بادہ تو دیتا ہے مجھے ساقی پر غیر
مانع خیر ہوئے پڑ گئی لنگر دو چار

دیدۂ تر سے کیا اب نہ تلاطم برپا
ہر محلے مین نہ کس روز گرے گھر دو چار

ای فلک تابکجا ظلمت شبہای فراق
چشم مشتاق کو دکھلا کبھی اختر دو چار

ساقیا دین ابھی اک جام کی قیمت مین تجھے
گنج ہمکو اگر آجائین میسر دو چار

کسطرح فوج دو چندان نہو جانبازونکی
ایک دو کرتی ہے وہ تیغ دو پیکر دو چار

دیر تلک گھر سے کسیوقت نکلتے نہین وہ
طالب دید کھڑے رہتے ہین ہر در دو چار

ملک الموت جو آتی نہین منظور یہ ہے
پیچ دکھلائے ہمین اور ستمگر دو چار

ہون وہ طائر کہ نہین ضعف سے مجھمین کچھ جان
استخوان جسم مین دو تین ہین یا پر دو چار

چشم تر رو کی ہمکو دیتی ہی ہر دم جو اسیر
شب کو تا صبح بدلتا ہون مین بستر دو چار

حال کچھ اوسکے دہن کا ہی نکہنا بہتر
اس معمے مین ہی خاموش ہی رہنا بہتر

کینہ در کینہ پنہان سے کرین دل خالی
زخم بگڑے گا نہین چیر کے سینا بہتر

ناله کشی ہجر مین رہتا ہون شب و روز اسیر
خستہ کیونکر نہو مجھ خستہ جگر کی آواز

ردیف سین مہملہ

بلبل کی دل سی اوڑ گئی فریاد کی ہوس
نکلی نہ تنگئ خاطر صیاد کی ہوس

تھوڑی سی عمر اور ہو یارب مجھی عطا
رہ جائی آسمان کو نہ بیداد کی ہوس

بر آئے کیا مراد نچاہے اگر خدا
نکلی ارم بنا کی نہ شداد کی ہوس

ہر گل بغیر یار سے گلچین کا منتظر
ہر عندلیب باغ کو صیاد کی ہوس

ای چرخ چاہئی کبھی ایسا بھی انقلاب
شیرین کو ہو نظارۂ فرہاد کی ہوس

سر کو فراق یار مین ہی آرزوی سنگ
گردن کو اپنی خنجر جلاد کی ہوس

کہدو کہ پائمال کری میری لاش بھی
قاتل کو رہ گئی ہو جو بیداد کی ہوس

خواہان تیری نہ خلد مین جائین قاف مین
ہے حور کی ہوا نہ پریزاد کی ہوس

شاعر کو حرص شعر اگر ہو تو کیا عجب
کسکو نہین ہے کثرت اولاد کی ہوس

مضمون تھم گئی ہین اون آنکھونکی کلک نے
کیونکر نہ بیت بیت کو ہو صاد کی ہوس

مانند آئینہ ہمہ تن چشم ہے یہ دل
ایسی ہے دید حسن خداداد کی ہوس

ہوس گل کی آرزو ہمین لائی یہان تلک
تھی کسکو سیر گلشن ایجاد کی ہوس

ہم قیدیون کا قید مین کسطرح جی بچے
پھیری چھری جو حلق پہ جلاد کی ہوس

کیجیے مدد اسیر کی ہنگام نزع ہے
یا مرتضی ہے آپ سے امداد کی ہوس

کیون نہ ہو سویری مین اپنا دل اداس
صبحکو ہو جاتی ہے محفل اداس

دہر میں اپنی خوشی سے ہی خوشی
دل اوداس اپنا تو ہی محفل اوداس

رنگیا پیچھے کو سے کیا ہمسفر
ہے نہایت آجکی منزل اوداس

وسے خداوندا دوبارہ زندگی
ہی ہماری قتل سی قاتل اوداس

کل طبیعت کو تو کچھ تسکین ہوئی تھی
آج کل سے ہی زیادہ دل اوداس

تجھ سے جنون گیا یارب کدھر
ہی نہایت صاحب محمل اوداس

کون سنتا ہے جنونوں میں مری
ٹھہرنا پرستان میں ہی مشکل اوداس

کون بیکس غرق دریا ہے اسیر
آشنا ہیں تو لب ساحل اوداس

ردیف شین معجمہ

جلوت ہزار ہو نگاہ میں خستہ جان خاموش
کہ مثل شمع ملی ہی مجھے زبان خاموش

میں اس کشش سے ہوں شب ہجر سب جہان خاموش
جرس فغان میں ہی مصروف کاروان خاموش

کچھ انتہا ہی نصیحت بھی حضرت ناصح
دماغ کیجیے خالی نہ مہربان خاموش

سناؤگے مجھے باتیں جو روز بڑھ بڑھ کر
تمہیں کہو کہ رہیگی مری زبان خاموش

ہزاروں باتیں سنیں مجھ سے یاروں کی
مرا تھا دل کہ تھا میں بیان یان خاموش

دہان یار سے تشبیہ غنچہ بیجا ہے
مقام شعر ہے گویا کہاں کہاں خاموش

شب وصال ہی باقی ابھی ہی دور سحر
خدا کو ہان موذن نہ ہی اذان خاموش

جنوں کی جوش میں ولتی ہی جھیتی ہی مجھے
دم سکوت ہوں گویا ہوں بیابان خاموش

ہماری داغوں کی دیکھی روشنی شب ہجر
چراغ ماہ کرے [illegible] کی آسمان خاموش

نصیب کیا ہمیں زندان میں خواب راحت
کہ اکثر تم نہیں رہتی ہیں بیڑیاں خاموش

[illegible] ہے گفتگو [illegible]
گلا نہین ہے اگر ہو وہ بیزبان خاموش

[illegible] اور محشر کی سامنے تیغ عیان
پکارتی ہی عضو بدن جب ہی بان خاموش

[illegible] بہت ساربان سے ہی لیلی
شروع ہوتی ہی مجنون کی داستان خاموش

[illegible] صحبت مین ہی سکوت مجھی
لحد کو جیسے کوئی مردہ ہو روان خاموش

بیان مین درد جگر کیا کرون طبیبون سے
صدا یہ دل کی ہی ہر دم کہ ای زبان خاموش

[illegible] صبح شب وصل نعرۂ تکبیر
چھری ہی چلی مؤذن کسی پہ تان خاموش

پکڑ کے ہاتھ تجھے لیجاؤن مین خلوت مین
اگر رہین تری ہاتھون کی چوڑیان خاموش

شب فراق مین آتی نہ ہمکو نیند اسیر
ذلیل ہوتی ہو آپ قصہ خوان خاموش

اب پاؤن شل ہین کیجئی کیا یار کی تلاش
تھی جب تلک کہ طاقت رفتار کی تلاش

[illegible] ہوتا کہ ہر اک دل تری ہین ہوس
کوچے مین اور یار وفادار کی تلاش

ای دل کہان تلک یہ تری بد خیالیان
ہی مجکو یار کی تجھے اغیار کی تلاش

مسجد مین بیٹھ رہیے کہ آخر ہوئی بہار
اب کیا ضرور خانۂ خمار کی تلاش

دیکھا جسی جہان مین ہی مطلب کا آشنا
رہرو کو بھر سایہ ہے دیوار کی تلاش

محشر مین بحر عفو اگر موج زن ہو
ہوگی ضرور مجھ سے گنہگار کی تلاش

[illegible] ہی میری دل کا لب جانفزای یار
اوٹھی ہی اس مسیح کو بیمار کی تلاش

گردش [illegible] بغیر وجہ نہین چشم یار کی
شاید ہی اسکو طالب دیدار کی تلاش

رہ جست کہین نہ خانۂ آفاق مین ملی
ہر چند پیش و پس در و دیوار کی تلاش

[illegible] سے مجکو خبر یار کی ملے
اسواسطے ہی پرچۂ اخبار کی تلاش

ہماری خاک سی نبتی ہیں روز چاک اسیر
ابھی اب تلک وہی بخت سیاہ کی گردش

ردیف صاد مہملہ

گرتا ہی جسطرح کہ وہ گل انجمن میں رقص
طاؤس اسطرح نہیں کرتا چمن میں رقص

روح جون کو قبض ای ملک الموت اہی نگہ
قاتل کو بسملون کا خوش آتا ہی رن میں رقص

شوخی سی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یار کی
کیا بھر دیا ہی کوٹ کی اوسکی بدن میں رقص

تیر نگہ کا تم جو نشانہ بناؤ گے
بسمل کری گی چشم غزال ختن میں رقص

یوسف کی حق میں چاہ ہوا زینہ عروج
کیون دل کری ہو بیچکی نہ چاہ ذقن میں رقص

آیا جو لب پہ نام ترا یہ خوشی ہوئی
کرنی لگی زبان ہماری دہن میں رقص

زنجیر کی صدا ہی صدائی غنا مجھے
کیونکر کرون خوشی سی نہ دیوانہ پن میں رقص

محفل کو اوسکی رقص کی تنہا خوشی [illegible]
سمجھو نہیں سماتا ہی خود پیرہن میں رقص

بیجا ہی ایسی شغل سی باز آؤ محتسب
جائز نہیں ہی شرع رسول زمن میں رقص

ردیف ضاد معجمہ

ہم رند بادہ کش ہیں ہی شرب مدام فرض
زاہد پہ جیسی روزہ ماہ صیام فرض

ہر صبح مغبچون سی یہ کرتا ہون [illegible]
ای بندگان خاص ہی کچھ فیض عام فرض

مرنا ہی خواب سی اوٹھنا ہی زندگی
انسان کو یاد مرگ ہی ہر صبح و شام فرض

زیبا ہی ہم جو رکھ کی چلین کوی یار [illegible]
ہی حاجیون کو حج حرم میں مقام فرض

زندہ ہی دل تو نفس کشی ہی ضرور ہی
مومن کو ہی جہاد حضور امام فرض

جو میں بیان کرون کی ہی اوس [illegible] کمر
قاصد تجھپہ ہی ادا سی پیام فرض

گرم مضمون کچھ نہیں شعلوں سی کم
لپکی جائے مرغ آتش خوار خط

آتش گل میں جوان ہوتا نہیں
کیا کرے پیدا اثر رخسار خط

ہم نے جو مضمون کی ہی پیچیدگی
ہو گیا قاصد کی گلی کا مار خط

چار پارہ یار نی صدمے سے کیا
ایک خط کے ہوگئے ہیں چار خط

خوشنوشت رہتا ہی نہ کاتب ہو رقیب
کون لکھوانے سر بازار خط

مصحف رخ کا ہی قطعہ اس میں وصف
سر پہ رکھ لے صلوت و دستار خط

نامہ و پیغام اب کس سے اسیر
یار کے رخ پر ہوا اظہار خط

پڑھ سکی کیا وہ بت سنّی پیر خط
نامہ بر ہے نامۂ تقدیر خط

ابھی کبوتر تھام کر منقار میں
لی ہی جا مانند کاغذ گیر خط

مشکل کچھ اب نہ گاڑنی کی ہوئی
یار نے بھیجا مع تصویر خط

نستعلیق مژگان کی لکھی ہیں ہمی وصف
بنگیا ہے ترکش پر تیر خط

اوسنی لکھ بھیجا ہے آنا میرے گھر
کیا چلون ہے پاؤن کی زنجیر خط

پھر اگر اوسکا نہیں ملتا مجھے
کو بکو قاصد نکر تشہیر خط

خامہ بہزاد ہے میرا قلم
لکھ رہا ہون یار کو تصویر خط

خط جسے لکھتے ہیں ہی زرگر سپہر
زرگری میں کیجیے تحریر خط

جرم قاصد کا اگر سمجھے ہو تم
چاک کیون ہوتا ہی بی تقصیر خط

خط لکھا اوسنی تو دولت مل گئی
ہو گیا میری لیے اکسیر خط

ابروی جانان کا کچھ لکھا جو حال
حرف جوہر بنگئے شمشیر خط

کہکشان جسکو سمجھتا ہی جہان ای قاتل
لخت دل یون نظر آتا ہی مجھی شکل سماک

قتل کی خوف سے قاصد نی پڑہا یا نہ تمام
نہین جاتی ہین وہ حمام مین ہی پاس دہرے

ایک دو روز کا مہمان ہون مین بیمار فراق
سمجھی ہین باغ جنان یار کی رخ کو انکھین

ربط خیاط سی ہمنے جو کیا کام آیا
وای تقدیر کہ قاصد ہی ملا افیونی

صفت قامت بالا مین ہین مضمون بلند
تیری شمشیر کا ہی سینہ افلاک مین خط

حسب طرح ہو کمر قاصد بیباک مین خط
دور سی پہینک دیا کوچہ سفاک مین خط

کسی عاشق کا نہو کیسہ دلاک مین خط
شاید آجاے وہ بہیجو تو اوسی ڈاک مین خط

سبزہ باغ جنان ہی نگہ پاک مین خط
لگیا یار تلک رکہہ کی وہ پوشاک مین خط

کہو کی آیا ہے کہین نشہ تریاک مین خط
اوڑکی جاتی نہ لگائی کہین افلاک مین خط

قاصدی کی لئے موجود ہین جبریل اسیر
بہیجنا چاہیے بزم شہ لولاک مین خط

ردیف ظای معجمہ

دل مین اپنی ہی سر گیسوی جانان واعظ
کس طرح دل کو یقین ہو جو بیان کرتا ہے

اسقدر ہمکو نہ تعزیر معاصی سے ڈرا
صحن گلشن ہی ہی مسجد جو ہون گوش شنوا

کسکی دانتون کی تصور مین ہون انگشت نما
کچہہ بیان مصحف عارض کا سنا تو جانون

حق ہی الفت مین بتونکی نہین رہتا ایمان
تری تقریر سے سبکی کون پریشان واعظ

دیکہہ آیا نہین تو روضہ رضوان واعظ
ہم تو ہین اپنے گناہون سے پشیمان واعظ

نخل منبر ہی ہر اک مرغ خوش الحان واعظ
دیکہکر مجکو ہے انگشت بہ دندان واعظ

سن چکا ہون مین بہت معنی قرآن واعظ
راست کہتا ہی کہ ہے مرد مسلمان واعظ

مستعد ہو کر جہنم سے ترا ہی [illegible]
لہر مین اللہ کی کیا لائیگا طوفان واعظ

ہنگو خود عالم سودا ہی پریشانی ہی
مصحف رنگ یک کی ٹکرا اور پریشان واعظ

پاک رندون کا معاصی سی جہان ہی لطف
مارے خجلت کے ہوا سر بگریبان واعظ

کر سکے ایک سخن سامنے میری نہ اسیر
ہو فصاحت مین اگر ثانی سحبان واعظ

ردیف عین مہملہ

بزم مین پہرتی تری کس دای پہری رخسار شمع
پاؤن مین اپنی جو رکھتی طاقت رفتار شمع

تیری فرقت مین ہی ای گل باعث آزار شمع
نشتر محفل مین کھٹکتی ہی بزنگ خار شمع

ایسی ظلمت ہی یہان مہر آکی تنہا ہی تو آ
کر سکے پر نور کیا میرا مکان تار شمع

اپنی سوز دل سی ہی بزم جہان مین روشنی
آسمان فانوس ہی یہ آہ آتشبار شمع

آکی بزم یار مین پایا ہی کیا تاج شرف
رکھتی ہی شعلہ سی سر پر طرہ زرتار شمع

[illegible] ہی کافر کا ہی جو زنار جسم کیا علاج
کیون نہ آتش مین جلی ہی صاحب زنار شمع

بزم مین بی پردہ کسکا عارض روشن ہوا
شرم سی ہی زرد مثل چہرہ بیمار شمع

سامنے اُس کی کب رہتا ہی ادنی کا فروغ
روبروی مہر عالمتاب ہی بیکار شمع

ای کمان ابرو ٹھہری تیری قد کی سامنے
بنگئی تیر ہوائی جب ہوئی طیار شمع

آہ کی آندھی کی باعث ہی ہمارا گہر سیاہ
ہی ہوا ایسی کہ گل ہوتی ہی سو سو بار شمع

ہم نہیں دنیا مین چھوڑا نام اگر روشن تو کیا
شب کو روشن ہو جو خالی گہر مین ہی بیکار شمع

سوز دل کا اپنی افسانہ سناؤن مین اگر
صبحدم تک پہر نہ توڑی آنسوؤن کا تار شمع

وجہ روشن ہی جو ہستی ہی ہی وقتی بھی
عشق میں تیری ہی مجنوں اے پری رخسار شمع

ہوں میں وہ دل سوختہ جا ہی جو گھر میں روشنی
ڈالکی پروانگی چھپی سی ہوئی ملیار شمع

گرد ہوون کیونکر نہ دل عشاق کے پروانہ وار
آتشین فانوس میں سا عدہ دلدار شمع

رو رہی ہی دامن ہی ہی سر پہ اپنے [illegible]
ہی گرم محفل میں پروانوں کی [illegible] شمع

باطل ہے عصیان ہو دل اہل جہان [illegible]
گھر تو ہی تاریک روشن [illegible] شمع

اسلئی خلوت میں ہم روشن نہیں کرتی کبھی
گھر کو پروانوں سی اگردی گی اے یار شمع

بزم عالم میں کبھی غافل نہیں ہیں اہل بار
دیکھی جب صبح تک ہی [illegible] شمع

راست بازونکو ہی دولت عین ماتم میں نصیب
پہنتی ہی اشکونسی اپنی موتیون کا ہار شمع

وہ ہی بعد اخل محفل جانان مین ہم خارج اسیر
رکھتی ہیں ہم بخت خفتہ طالع بیدار شمع

جان لی گی بوسہ لبہای دلبر کی طمع
زہر ہی میرے لیے قند مکرر کی طمع

بے مشقت دولت دنیا ملی ممکن نہیں
غوطے کھلواتی ہی غواصونکو گوہر کی طمع

بوریا نس ہی کلاہ فقر کافی ہے ہمیں
تخت دارا کی نہ ہی تاج سکندر کی طمع

مرد جو ہیں انکو کیا آرائش ظاہر سی کام
عورتوں کو چاہیے ملبوس و زیور کی طمع

دور گردون سی ہیں سرگردان بگولی کی طرح
خاک تیری خانہ بردوشون ہو گھر کی طمع

شش جہت میں حرص دولت کی نہیں کس سی جدا
ایک کشور گر ملی ہو ہفت کشور کی طمع

سنگ پارہ زمیں ہی گنج قارون اپنی ساتھ
اتنی ہی انسان کو لازم ہی زر کی طمع

ہوں وہ عریان سیر دنیا سی ہی حسرت بعد مرگ
گور میں کہتی نہیں [illegible] چادر کی طمع

داغ الفت کیون نہ دل روشن کری بنکر چراغ
کون دولت خانہ ہی جسمین نہین ہی زر چراغ

جب ہوئی زائل جوانی کیسی چہری کی چمک
صاف روشن ہی کہ بی روغن جلی کیونکر چراغ

آستین فانوس ہی تو چہرہ سیمین ہی شمع
رات گیسو ہی تو اوسکا چہرہ انور چراغ

ہو کی دیوانہ کری پیراہن قندیل چاک
دیکھ لی تجکو تو یہ جامی سی ہو باہر چراغ

بادہ کش ہین شب کو کیا درکار ہمکو روشنی
شمع مینا ہی ہماری بزم مین ساغر چراغ

کشتہ ہون اوس چشم کا مین کچھ تو لازم ہی فشان
روغن بادام سی روشن ہو مرقد پر چراغ

کام آئی بعد انسان کی جو انسان کا ہنر
آئینہ بنجائے بھر گور اسکندر چراغ

آدمی کیا جیسون کو میری مرنی کا ہی غم
دیدۂ پرآب ہی مرقد پہ میری ہر چراغ

گل فشان ہونی سی ہوتا ہی عیان اوسکا یہ قصہ
میری تربت پر چڑہائی پہولونکی چادر چراغ

دیدۂ انصاف بہی درکار ہی معشوق کو
سمجھی کحل چشم پروانونکی خاکستر چراغ

شام فرقت کیا عجب ہی تیغ ہو جانا اسیر
پھیرنی آیا ہی میری حلق پر خنجر چراغ

زلف دکھلائی جو اوسنی لگیا داغ جگر
آگئی افعی کی بہلا روشن ہی کیونکر چراغ

دی خیال گیسوی جانان نو ہمکو کیون داغ
شام ہوتی ہی تو روشن ہوتی ہین گھر گھر چراغ

اوسکی دانتونکی چمک سی دی جو نسبت بنگیا
رشتۂ گوہر فتیلہ روزن گوہر چراغ

خال زنگی جانتی ہین ہم حضور روی یار
دیدۂ پروانہ مین ہوگا پری پیکر چراغ

میری داغ دل سی ہی پرنور سب دنیا اسیر
جل کی کر دیتا ہی روشن جیسی سارا گھر چراغ

تا نہین اگر نہ ملے یار کا دماغ
اوس سی سوا ہی اچھی دل زار کا دماغ

جز بحث ہو سکے نہ طبیبون سی کچھ دوا
بک بک کی کھا گئی تیری بیمار کا دماغ

واعظ مگس کی کرتی ہین تلبیت کہ مثل شہد
ہر روز چاٹ جاتی ہین دو چار کا دماغ

دکھلاو چہرہ ورنہ اوترجاوٗن طور سے
موسیٰ کی طرح کسکو ہے انکار کا دماغ

سحبان سی کہہ وہ بڑہ کی نہ بولی مری حضور
نافہم سے نہین مجھے گفتار کا دماغ

بیمار جبسے ہم ہین طبیبون کا ذکر کیا
ملتا نہین ہے اب کسی عطار کا دماغ

لائی ہی بوی گل جو قفس تک نسیم صبح
کچھ اور ہی ہے مرغ گرفتار کا دماغ

دکھلا سمجھ کے آئینہ ماہ ای فلک
عالی ہی یار آئینہ رخسار کا دماغ

کرتا ہے سامنا دل پر داغ سی مری
کیا گل گیا ہے لالۂ کہسار کا دماغ

کیسی بدل گیی ہی ہوا باغ دہر کی
ہی زاغ کو بہی بلبل گلزار کا دماغ

لائی نسیم کاکل محبوب کی شمیم
طالب ہی بوئے نافۂ تاتار کا دماغ

فیض قدم سی تیری ہوا این ہی ہر چمن
ہی پہول سی بہی بڑہ کی ہر اک خار کا دماغ

جب دن سے گرد خال رخ یار کی پہرا
ہی آسمان پہ کوکب سیار کا دماغ

سنتا نہین فرشتونکی ہم بادہ خوار کیا
کچھ اندنون فلک پہ ہی خمار کا دماغ

ہین سر برہنہ گوشۂ عزلت مین ای اسیر
دربار کا دماغ نہ دستار کا دماغ

ردیف فا

نہ ہوگا جہسا پابند سر زلف
کہ سر گشتہ ہون قربان سر زلف

کہان گل روی جانان کی مقابل
کہان گیسو کی سنبل ہمسر زلف

اوڑا ہی چاہتا ہی طائر حسن
کہلی ہین دونون جانب شہپر زلف

بندہی شیرازہ ڈالو جلد ہو یا
پریشان ہو رہا ہی دفتر زلف

کئی سودے ہیں اپنی سر مین باہم
سر کاکل سر گیسو سر زلف

ختن بیچا ہیں وہ نقد دل کیا
اگر سودا کرے سوداگر زلف

جدھر دیکھو ہیں قصاب دل کی طاؤس
تماشا ہے سواد کشور زلف

ید بیضا ہی وہ رخسار روشن
عصائی دست موسیٰ اژدر زلف

سفینہ حسن کا ٹھہرے نہ کیونکر
کہ ہیں دونوں طرف دو لنگر زلف

ہوا ایسی درہم و برہم نہیں بال
نکالا کرتا ہے یہ بار یار زلف

ابھی آنکھیں کھلیں غش سے [illegible]
شمیم مشک خال و عنبر زلف

مری دل کی پریشانی نہ پوچھو
[illegible] ہی ایک قہر و قہر زلف

تری چوٹی میں ہیں جو چاند سورج
[illegible] کو کہتی ہیں سب پیکر زلف

شب دیجور سی ہی چاندنی رات
[illegible] افشاں سی چمکا اختر زلف

نکل زنجیر سے کے ہیں پاؤں مشتاق
اسیر اچھا نہیں آتا سر زلف

لاکھوں قصور کرتی ہیں اہل عمل معاف
توبہ تو کی شراب سے ساقی خطا معاف

غیروں کی ساتھ آنکھ کی منظور ہے جو
رہنے دیجئے حضور مجھکو ہے اس سے خدا معاف

بوسے لے وہ لیکی بوسہ گیسو کیا جو عذر
کرتی ہی ایسی جرم ہماری بلا معاف

ساری زمین خدا کی یہ سب بندہ خدا
پھر پوچھا کون سی یہ کرتی ہیں کیا معاف

مہندی لگائی ہی تو کیا رہی انگلا مجھی
گذری ہی ہو گی ابھی بہت رنگین دا معاف

اللہ ہے کریم تو عصیاں کا خوف کیا
اب کچھ معاف کچھ ہیں برو ز جزا معاف

دل رکھ کی ہاتھ پر جو گیا میں حضور میں
ہنسکر کہا کرو ان میں تری نذر کیا معاف

آزردہ دل کسی کا نہ ہو جو خوف حشر
تقصیر غیر کی نہ کرے گا خدا معاف

غیر و نسے کیا امید ہے آشنا ہی کاش ہو
تقصیر آشنا کی کرے آشنا معاف

کوچے میں تمنے ہمکو جگہہ دی تو کیا ہوا
قطعی زمین کی کرتے ہیں اہل عطا معاف

ساقی یہہ ہوش میں کہی کہتے ہیں تجھسی ہم
مستی میں کچھہ کہیں تو ہماری خطا معاف

ہون دوستی دوست حیدر صفدر کا امیر
بالکل مری گناہ کرے گا خدا معاف

ردیف قاف

پابند حرص و آز نہیں مبتلای عشق
بیگانہ جہان ہی جو ہی آشنای عشق

موسی ہین حاجی حرم کبریای عشق
عیسی ہین حاجب حرم دولتسرای عشق

آئی مکان سی صاف نظر حال لامکان
اوٹھی جو پردہ حرم کبریای عشق

کنج لحد میں مردہ صد سالہ جی اوٹھے
جسدن ذرا ہلی لب معجز نمای عشق

ہر روز قتل ہوتی ہین بیجرم سیکڑون
ہی کربلا سی بڑہ کی کہین کربلای عشق

یوسف کنوین مین گرکی ہوئی بادشاہ مصر
رفعت ہی وہ کنوین جو کسیکو جھکای عشق

دل کھا ہی داغ جان تلف ہو جگر جلی
کچھہ ہمکو اختیار نہین جو رضای عشق

منصور کا یہہ ظرف کہان تھا اُبل پڑا
مشکل ہی شرب بادۂ مردآزمای عشق

جس کا مرض ہی نام جسی کہتی ہین اجل
وہ ابتدای عشق ہی یہ انتہای عشق

محمود ہی جہا نہین نہ مجنون نہ کوہکن
سنتا ہی کون کس سی کہون ماجرای عشق

کیونکر ازل سی ساتھہ نہو حسن و عشق کا
یہہ ہی برای حسن تو وہ ہی برای عشق

بندہ تو کیا خدا بھی ہی عاشق رسول کا
دیکھا تو دو جہان مین نہین کچھہ سوای عشق

نکلی جو آہ عندلیبان سی زبان اپنی قطع کر
دیتا ہی یہہ صدا دہن بی صدای عشق

روشن ہی حال خلق پہ باغ خلیل کا — انگاری پھول ہین جو تماشا دکھای عشق

بجوا ہی برگ گل سی ہوا پردہ دباغ — آئی جو نکہت چمن دلکشای عشق

ہو خاک پای حضرت ختم رسل اسیر
ایسا کوئی کہان خضر رہنمای عشق

مرکر بھی چھوٹتی نہین پیچھا بلای عشق — دشمن کو بھی خدا نکرے مبتلای عشق

طوفان کرین جو سیل کی مانند آی عشق — دیوار صبر خانہ طاقت گرای عشق

زندہ ہی نام وامق وفرہاد آج تک — مرتی ہین کوئی کشتہ تیغ ادای عشق

زلف سیاہ یار کو دیکھا تناک نہین — پیچھی پڑی کہانسی الہی بلای عشق

کجکول فقر تاج ہی اور ننگ بوریا — ہی بادشاہ وقت تمہارا گدای عشق

کہدو طبیب سی کہ ہی بیفائدہ علاج — ہی مرگ دارو ہی مرض لادوای عشق

فیض نظر سی ہوتی ہین درویش بادشاہ — آیا ہی اپنی دام مین جاسبی ہمای عشق

آئی جو بادشاہ نہ تعظیم کو اٹھے — بیٹھا ہی بوریی پہ یہہ جم گدای عشق

اکسیر کی طلب نہین مجھہ خاکسار کو — کر خاک پای عشق مجھی اکسیرای عشق

جلد بدن ہی جامہ گلدوز داغ سی — آئی ہی ٹھیک میری بدن پر قبای عشق

سینہ مین دل کسی کا ٹہر جائی جل گیا — کھینچی پہار کو نفس اژدہای عشق

پروانہ دار آتی ہین خاطر مین وسوسے — یارب چراغ عقل بجھا دی ہوای عشق

مین ہون اگر جدا بھی بیکار ہوا اسیر
گویا دل و جگر ہین مری دست و پای عشق

منت کی اوس گلی مین جو ہین پانچ چار طوق — اک ایک کرکے تو بھی یہہ ہون نو ہزار طوق

عاشق سی ہین جمال کی طالب یہ سرو قد
قمری سی کہتی ہین کہ گلی سی اتار طوق

رستی ہین گر پڑا ہی جو نعل سمند یار
میری گلی کا ہووی پروردگار طوق

دیوانہ ہون تو اس بت شیرین ادا کا عشق
مانند تیشہ کی ہین گلی ہین ہزار طوق

ہی ناگوار بعد فنا مجکو سر کشی
لازم ہی پہر گردن شمع مزار طوق

حداد اندنون مرا زور ون پہ ہی جنون
زنجیر ہین آٹہ سات بنا پانچ چار طوق

ایذای طوق اٹھ نسکی دم نکل گیا
پہانسی مری گلی کو ہوا خاردار طوق

دولت کی حرص نی مجھی دیوانہ کر دیا
چاندی کی بیڑیان ہون مری زرنگار طوق

جاتا نہین ہی پیچ مقدر کا قید مین
مدت ہوئی کہ میری گلی کا ہی یار طوق

مشتاق دید آنکہین ہین مانند ماہ نو
کیا خوشنما ہی تیری گریبان کا یار طوق

قسمت کا پیچ جوش جنون مین نجای کا
پہرنی لگی گا شعلہ جوالہ وار طوق

جب قید مین رہی گا مجھی اشتیاق قتل
پیدا کری گا خنجر قاتل کی دہار طوق

لی ہیری رنگ زرد کا سونا تو خوب ہی
اوس طفل کی لیے جو بنائی سنار طوق

زیور ہی عروس سخن کا ہی ای اسیر
زنجیر پاؤن سی نہ گلی سی اوتار طوق

جھکتی ہی کب کسی سی جبین نیاز عشق
حاجت رکوع کی نہین رکہتی نماز عشق

کہدو کہ چشم کم سی نہ دیکہین مجہی حسین
جو کار ساز حسن ہی وہ کارساز عشق

بحر جہان مین مجہہ سی محبت کا تہا قیام
مین ہو گیا تباہ تو ڈوبا جہاز عشق

اوتری کبہی نظر سی کبہی اوسکی منہ چڑہی
ہم آزما چکی ہین نشیب و فراز عشق

روشن ہوا اوسی سی محفل آفاق ہی تمام
رکہتا ہی مثل شمع جو سوز و گداز عشق

ہوا لٹ دینگی وہ پردہ آپ ہی اپنی عماری کا
ذرا آنی تو دو میری لیلی کی شامیانی تک

معلوم جب ہم کو قسمت نی سراپا پیچ کو پہنچا دی
لحد پر پانی سی چادر گل ہی سرہانی تک

طمع دیکھو کہ اہل حرص مٹی آپ لیتی ہین
رسائی ہی نہین منظور قارون کی خزانی تک

ہزار تبہ ہی انسان کا نشت خاک اسکی سمجھو
یہی ہی دخل ہی جسکو خدائی کارخانی تک

قفس سی پاؤن پاؤن ہم گلستان تک پہنچی ہین
الہی پر نکل آئین تو پہنچین آشیانی تک

اسیر آگی نہ تہا کوئی نہ حید رسا کوئی ہوگا
شروع عہد آدم سی پیمبر کی زمانی تک

ردیف کاف فارسی

چمک گیا ہی یہ غازہ سی روئی یار کا رنگ
کہ جسکی سامنی کٹ کٹ گیا بہار کا رنگ

ذرا نہین ہی کسی گلبدن مین بوی وفا
بدل گیا ہے عجب باغ روزگار کا رنگ

کھلا یہ کون کہ سارا چمن ہوا لالان
ہر ایک پہول نی پیدا کیا ہزار کا رنگ

قتیل کس سی آلودہ لب کا ہون یارب
کہ سوسنی ہی ہوی پر مری غبار کا رنگ

نہو جہان کی سفید و سیاہ سی غافل
کبھی سیاہ کبھی ہی سفید یار کا رنگ

وہ گل عذار جو گلزار مین نہین آیا
جما ہی دیدہ نرگس مین انتظار کا رنگ

نہ شعر وہ نہ رباعی مری کرینگی پسند
کبھی نہ دوکا جمیگا وہان نہ چار کا رنگ

چمک گئی ہین یہ سرخی سی پان کی وہ دانت
کہ موتیو نہین ہی یاقوت آبدار کا رنگ

ہمین بھی عید مین ای رنگرز ہو شادی عید
ہماری خوشی سی چڑہا ہی اوس نگار کا رنگ

مگر وہ مہوش آیا ہی فاتحہ کی لیے
چمک گیا ہے مری گنبد مزار کا رنگ

ادہر ہی عالم پیری ادہر ہی عہد شباب
یہان خزان کی ہی زردی وہان بہار کا رنگ

کمان ہی شمشیر وقت نگار زمانے کو
لہو سے سرخ جو ہی آنسو نکلی نار کا رنگ

خیال کس کا ہی جو پستانکو اوسکی روتا ہون
ہر ایک اشک مین ہی دانہ انار کا رنگ

دکھاؤن سینہ پہ داغ کے بہار جو مین
خجل ہو کہ اوڑی روی لالہ زار کا رنگ

اسیر ایک بہی اب بات بن نہین آتی
بگڑ گیا ہے نہایت مرے دیار کا رنگ

ردیف لام

تم بات کرو اوس سی جو ہو بات کی قابل
ہم بات کی قابل نہ ملاقات کی قابل

اللہ کی قدرت ہی کہان غیر کہان ہم
چڑہتی ہین دو منہ پہ جو تھی بات کی قابل

کہدو مری تربت مین نکیرین نہ آئین
ہوتا نہین دیوانہ ملاقات کی قابل

کیا ذکر سرخ یار گردون تیرہ دلونسی
دن کی یہہ کہانی ہی نہین رات کی قابل

زیبا ہی مرا خانہ دل ہو جو گہر اوسکا
یہہ کعبہ ہی اوس قبلہ حاجات کی قابل

شرم آتی ہی ہر چند کہ ہی نقد خرد پاس
یہہ نذر نہین پیر خرابات کی قابل

خاموش رہی ہم جو گئی دیر و حرم مین
دونون نظر آئی نہ مناجات کی قابل

حیرت سی ہی سب محو مرقع تری آگے
کس کا ہی دہن حرف و حکایات کی قابل

توحید کی قابل ہی ذرا شک نہین اس مین
لیکن ہی کہان حمد تری ذات کی قابل

قصہ سو گئی تیغ تری عید کی دن بہی
شاید مجہی سمجہی نہ ملاقات کی قابل

اتنا ہی کلیجا نہین غم کو جو کہلاؤن
تقدیر نے رکہا نہ مدارات کی قابل

تعمیر جو کعبہ کی ہوئی ناف زمین مین
شاید یہہ زمین تہی نہ خرابات کی قابل

لائق نہین جو بات کی ہین ہم سخن اوس سی
خاموش وہ بیٹہی ہین جو ہین بات کی قابل

گر فی ہین جو وہ فخر دو ابرو یہ بجا ہی
حقا کہ یہہ مطلع ہی مبا ہات کی قابل

غنچی کو ہی بیجا دہن یار سے دعوی
چھوٹا سا دہن کب ہی بڑی بات کی قابل

ہم محفل جانان مین اسیر آپ ہی چپ ہین
باتین وہ بنائین کہ ہمون بات کے قابل

پھیر لیتا ہے کب گوارا دل
دیکھتی تھے فقط تمہارا دل

دل سے اک دل کو راہ ہوتی ہے
جو تمہارا ہے وہ ہمارا دل

نیم شب کوئی اُس پاس نہ تھا
کہہ نہ سکے کسی پکارا دل

جان تک آپ سی عزیز نہین
آزمائے ہو کیا ہمارا دل

کیمیا صبر کی اوسی کو ملے
مثل سیماب جسنی مارا دل

ہو چکا تھا چہ ذقن مین غریق
پا گیا زلف کا سہارا دل

کچھ تردد نہین دیا ہے اوسے
دیکھ کر ہمنے استخارا دل

جاتے ہین اوسکے سامنی بیچون
یہہ جگر ہے یہہ ہے ہمارا دل

غدر ہو میری جانفشانی کی
یارب آئی کہین تمہارا دل

اب کی بچ جائے جی تو عہد یہہ ہے
پھر کسی کو نہ دین دوبارا دل

آہ سے پھونک دیگا ہفت فلک
لائے گا ایک دن حرارا دل

کچھ کرو اوس سے عرض حال اسیر
تمکو کرتا ہے یہہ اشارہ دل

گلشن کو لیچلی ہے ہمین آرزوی دل
شاید کہ آئی اب اسی غنچہ مین بوئی دل

اس مین بھی مرغ قبلہ نما کا ہی خاصہ
ہر وقت سوئی کعبۂ ابرو ہی ہی دل

نشانۂ غزال ابروی خمدار یار ہے
آنکھین غزال نافۂ مشک غزال خال

شمع و چراغ کا شب فرقت مین ذکر کیا
تارہی ہی آسمان پہ نکلی تو خال خال

کیون مانگتا مین بوسۂ رخ جانتا اگر
گولی لگا ہی گا مجھی وقت سوال خال

بھوکی ہین نان نعمت دیدار کی جو لگ
ہی اونکی حق مین دانۂ رزق حلال خال

نقطۂ ثواب کا خط اعمال مین نہو
ایسا گناہ گار کری بال بال خال

مین کیا کہ آسمان کا بھی دل داغ داغ ہی
دیتا ہی ساری خلق کو داغ ملال خال

آنکھون کی تل بنا ہین گی عاشق سیہ زار
رکھی نہ خوف صدمۂ عین الکمال خال

سنتے ہین روسیہ کی زبان سی ہم ای اسیر
بیشک ہی زنگیون مین عدیم المثال خال

ردیف میم

ساقی کسی سی کام نہین ہی سوای خم
بیگانہ سب سی ہو نہین آشنای خم

فرقت مین کیا قیام کرین زیر پای خم
دم ہی نکل نجائی کہین اژدہای خم

سچ ہی کہ خرقہ پوش ہی ہوتا ہی نصف عیش
کیا عدیم ہو جو سنون ماجرای خم

ہے تیغ موج سبکی بہ تیزی سے ساقیا
دونون کٹین گی دست سبو ہو کہ پای خم

وہ مست ہین کہ اپنی وصیت ہی بعد مرگ
گنبد ہو مرقد پہ ہماری سوای خم

جبتک ہی آفتاب چلی ساقیا شراب
تا دور آسمان رہی ساقی بقای خم

میخانۂ جہان مین ہی حکمت اوسی پر ختم
جسکو پسند مثل فلاطون ہی جای خم

رکھتی ہی پاؤن دختر رز حور ہو گئی
ساقی تہی کیا زمین ارم سی بنای خم

مستی مین بوسۂ لب ساغر تو لی لیا
اب چاہی توپ پہ مجھی رکھکر اڑای خم

آئی اگر وہ ساقی یوسف لقا نظر
پھر کیوں کنوئیں فراق مین مجھکو جھکای چشم

واعظ شبات دہر ہی زور شراب سے
پھٹ کر گری سپہر اگر لوٹ جای چشم

ہی یار میکدی مین بلا کا ہی سامنا
کہولی ہوئی ہی منہ کو ہر اک اژدہای چشم

دیتی ہین تیری مست کو کیا جام سیر چشم
ٹوٹی کا کیا خمار نہ جبتک چڑہای چشم

میخانہ مجکو محفل رود و سرود ہی
ہی جلترنگ جام پکہاوج بجای چشم

میخانی مین جو آئی وہ گل پیرہن اسیر
جامی مین پھر خوشی سی نہ پھولا سمای چشم

یار سی کام ہی کیا تجہی پہ یار سی کام
گل کی مشتاق ہین رکھتی نہین ہم خار سی کام

مار ڈالا ہمین غمزہ سی دکہا کر ابرو
وہ رہی تھمنی لیا تیر کا تلوار سی کام

اور طائر جو ہین پر انکی کترای صیاد
ہم تو مقراض کا خود لیتی ہین منقار سی کام

باغ مین جو دن کو لگا دین گی نہ گل تو ڈونگی
باغبان ہمکو ہی نظارہ گلزار سی کام

سیر گلشن کو وہ تو مین کاٹ رہا ہون شب ہجر
بہاری ہماری ہوئی ہین عشق کی سرکار سی کام

دین و دنیا ہی فراموش تری الفت مین
بیچ دہاری ہین مین اس پار نہ اوس پار سی کام

مجکو اندر اتہرا ہم آپ ہی دل سی پسند
کبک کی چال نہ طاؤس کی رفتار سی کام

زندگی بہر ہی فقط مومن و کافر مین تمیز
مرگ کی بعد نہ کچہہ یار نہ اغیار سی کام

ہم تو اوس آنکھ کو دیتی نہین تکلیف نگاہ
سخت بیرحم ہین جو لیتی ہین بیمار سی کام

آنکھ اسیو اسطی ہی کان اسیو اسطی ہین
تیری دیدار سی مطلب تری گفتار سی کام

خانقاہ اہل عبادت کو مبارک ساقی
ہم ہین مینوش ہمین خانہ خمار سی کام

آشنائی سی میان حسن پرستی ہی کام
خوبصورت ہو نہین کافر دیندار سی کام

ہم ہین مفلس ہمین معشوق بہی مفلس ہی پسند
مثل بلبل نہین کچہ شاہد زر سی کا م

فصل گل مین بہی جو آزاد نہین کرتا ہی
کچہ تو صیاد کو بہی مرغ گرفتاری کا م

غیر سی ہمکو سروکار نہ مطلب ہی اسیر
ایک رکہتی ہین فقط حیدر کرار سی کام

ہوئی رو رو کے لاغر بسکہ ہم ہم
نظر آتے نہین مثل نظر ہم

پس دیوار جانان سایہ آسا
پڑی رہتے ہین غش دو دو پہر ہم

ذرا چل ای نسیم آہ تہم کر
مزاج زلف جانان ہو نہ برہم

وہان بہی دل بجہاتی چرخ ظالم
جو چہپ بیٹہین کہین مثل شرر ہم

کف رنگین ذرا سینہ پہ رکہدو
لگاؤ زخم دل پر لال مرہم

بسان شمع ہین اک شب کی مہمان
کہان اس بزم مین وقت سحر ہم

زمانی کی خبر سی ہمکو کیا کام
اسیر اپنی نہین رکہتی خبر ہم

ردیف نون

زنگار کون مین تیغ ہون گرد ملال مین
جوہر چہپی ہین پردہ تغیر حال مین

نالان دل بشر ہو نہ کیون خشکسال مین
چلا رہی ہین سوکہہ کی تپی نہال مین

ہون مست یاد چشم بت بی مثال مین
پیتا ہون بادہ ساغر چشم غزال مین

غسل و کفن یہی ہی کہ مردہ ہی بعد مرگ
گرد ملال مین عرق انفعال مین

فرقت مین شوق وصل تو وصلت مین خوف ہجر
راحت فراق مین ہی نہ ہمکو وصال مین

اس مسکدی مین عیش سی واقف نہ ہم ہوئی
آئی کبہی ہنسی تو ہجوم ملال مین

شکر خدا کہ نقص مین ہمکو کمال ہے
داخل ہین ہم بھی حلقۂ اہل کمال مین

پیش نظر وہ پھول سا چہرہ ہی چار فصل
دخل خزان نہین مری باغ خیال مین

بیرنج ہین جو صحبت اہل صفا مین ہین
پڑتی نہین گرہ کبھی چھلنی کی بال مین

آخر کلیم طور پہ غش کہا گی گر پڑی
نظارۂ جمال غضب ہی جلال مین

گیسو ہی قتل کرتی ہین مثل صف غزہ
لشکر کی ساتھ ساتھ ہین اس مو چال مین

ساقی مہ صیام ہی اب میکشی کہان
رکھدی اٹھا کی جام کو طاق ہلال مین

مٹی ہوا ہی مشک تری زلف کی حضور
خاک اوڑ رہی ہی کوچۂ ناف غزال مین

آفت مین دو لوٹ پھنس گئی کیا چھوڑ
زندان مین نامہ بر ہی کبوتر ہی جال مین

جوش جنون مین جیسی ہین میری بدن پہ داغ
پیری بھی اسقدر نہین ہوتی سفال مین

چلتی ہی تیری راہ طلب مین او بہک گیا
پا ہی کبھو چرخ رکاب ہلال مین

ہو کر اسیر شوق فقیری وہ ہی رہا
ہین جا بجا گلیم کی پیوند شال مین

بی فاصلہ نکلتی ہین ونرات مہرو ماہ
دن آکہ رات کو ہی توقف وصال مین

خالی نہین کلفت سی کبھی چودہوین کا چاند
دن تبہ زوال سے شرط ہی کسب کمال مین

شکر خدا کہ جامۂ زیبا ہی ناپسند
اب تک ہم پھنسی نہین نیو کی جال مین

دریا ہی دوست ماہی دریا ہین عشق باز
فرقت مین مرگ زیست ہی انکی وصال مین

مجھ ناتوان کا عقدۂ خاطر کھلی گا کیا
کھلتی نہین اسیر گرہ پر کی بال مین

دکھلا کی منہ مرا جو بھی گرد ملال مین
آئینہ غرق ہی عرق انفعال مین

دل پا ہی بند زلف ہوا شوق خال مین
طائر کو حرص دانہ پھنساتی ہی جال مین

امید عیش کیون نہو ہمکو ملال مین
ہوسو جو انقلاب جہان اک ایک سال مین

ای بت تری وصال سی وہ ناامید ہو
شبہہ ہو جسکو مرحمت ذو الجلال مین

مضمون کمر سے طرح دہن پایا نہیں
آتی نہین یہ بات ہماری خیال مین

مقبول ہو کلام تو صحت سی کیا غرض
سمجھو تو اذان بھی دین تو زبان بلال مین

دل خون کسی کی مردمک چشم نی کیا
یہ ہی لہو کی نافۂ مشک غزال مین

حاصل ہو خیر دست تہی سائلان کو کیا
خالی ہر ایک حرف ہی لفظ سوال مین

روکی نہ ضرب تیغ اجل کو کسی طرح
روغن جو پیہ شیر ہو گینڈے کی ڈھال مین

نااہل کو دی اہل سمجھتی ہین بے تمیز
تصویر شیر شیر ہی چشم غزال مین

کہتا ہی پنجہ سنگ پا استخوان غیر
حیوان کو کیا تمیز حرام و حلال مین

ہو وا آشنا کیا اوسی بھی تری چشم شوخ کا
خشکی ہی اسقدر جو کباب غزال مین

پہرہ کمان مین تنگ کمان دار کا
دیکھا ہی ہمنی بدر کا جلوہ ہلال مین

زلفون پہ انکہین تل کی پیدا ہین عجب
موتی پرو دیے ہین تری بال بال مین

چھچہی پڑا ہی اس دل وحشی کی عشق یار
شیر گرسنہ جیسی ہو فکر غزال مین

دیکھی نگاہ بد سی نہ اس حسن یار کو
نکتہ یہی کا رشک سی عین الکمال مین

پیاسی ہین میری خون کی تیغ قاتل بتان
پالی ہی مچھلیان تری گیسو کی جال مین

طاؤس دیکھ لگ کہ کہتا نہین خرام یار
بازی ہی انکی مات تری ایک چال مین

اہل جہان پہ وقف ہی زنبور کا عسل
کیون کر نہ ہاتھ ڈالیی موذی کی مال مین

مستون کو شکر چاہیی ساقی کا ہر طرح
چینی مین وہی شراب کہ جام سفال مین

دل کیون نہ آہی طفل مغنی پر ای اسیر

داؤد ہی وہ لحن مین یوسف جمال مین

بہ پیر مغان ہی اور مین ہون
مرا بخت جوان ہی اور مین ہون

سمجھتا ہے یہ اپنی دل مین مغرور
زمین ہی آسمان ہی اور مین ہون

نہ پوچھے دیکھا دیرگلشن کیا بند
خزان مین باغبان ہی اور مین ہون

حوادث نفس امارہ شیاطین
ہجوم دشمنان ہی اور مین ہون

سگ اوسکا دیکھہ کر کہتا ہی مجکو
یہ مشت استخوان ہی اور مین ہون

نہ مونس ہی نہ تنہائی مین ہمدم
بس اب ہو کا مکان ہی اور مین ہون

زمین کوی جانان کہہ رہی ہے
بلند اک آسمان ہی اور مین ہون

جگہہ اوس حور کی محفل مین پاے
تماشاے جنان ہی اور مین ہون

نہ کعبہ سی نہ بتخانی سی مطلب
وہ سنگ آستان ہی اور مین ہون

نہین بچنی کی عشق زلف مین جان
بلای ناگہان ہی اور مین ہون

یقین ہی اب برای مطلب دل
فقط وہ جان جان ہی اور مین ہون

کہان چہری کی زردی مثل زاہد
شراب ارغوان ہی اور مین ہون

سخن سی زندہ ہی محشر تلک نام
بہار بیخزان ہی اور مین ہون

اسیر اندیشۂ محشر کہان کا
خدا ہی مہربان ہی اور مین ہون

ناتوانی سی ہی یون دوش پہ حال گردن
جس طرح دست شکستہ ہو وبال گردن

سبکبار کہین جلد مجہی کاٹ کی سر
ہی یہی خنجر قاتل سی سوال گردن

تیز ہی تیغ اجل ہی جو یہی فرقت مین
سر سی دم بھر نہین رہنی کا وصال گردن

قطعہ

صاف وہ رخسار ہو پر جا سی جسپر انکی نگاہ
خاصہ ہی موج دریا کا نگاہ پاک مین

آبرو جاتی ہی تو کر جلد ہی در یجا تہ بند
محتسب آیا ہی ساقی دخت رز کی تاک مین

کیا موافق اوس پری پیکر کا ہو جسمی مزاج
سرکشی ہی آگ مین افتادگی ہی خاک مین

تیری دانتونکی چمک نی بسکہ روشن کردیا
گم ہین ریشی شعاع مہر سی مسواک مین

دولت دنیا سی ہین محروم ارباب ہنر
سیم و زر دیکہا نہ ہمنی کیسہ دلاک مین

فتنی برپا ہوتی ہین کیسی سر رہ ہر قدم
عطر فتنہ مل کی نکلی ہین جو وہ پوشاک مین

غیر نی شانہ کیا اوس زلف مین سمجہا یہ مین
سانپکا مسکن ہی یہ ہی شانہ ضحاک مین

ہجر کی شب یکیہ کر سوی فلک روتا ہون مین
ہین نمک افشان ستاری دیدہ نمناک مین

رنج راحت ہی فقط رنگ شرافت کی سبب
خندہ زن ہون مثل گل پیراہن صد چاک مین

رزق کی تنگی نہ کیونکر ہووی اہل زمین
ایک خوشہ ہی فقط نہ خرمن افلاک مین

ذرہ ذرہ کیون نہ دکہلائی چمک خورشید کی
مل گئی ہین کیسی کیسی مہر طلعت خاک مین

پستی طالع ہی مرقی پر نصیب اہل کفر
مردہ کس ہندو کا لپٹا اطلس افلاک مین

میری رونی سی نہو کیونکر جہانکو خوف غرق
نوح کا طوفان بہرا ہی دیدہ نمناک مین

ہی گرانپانی بہت گرداب بحر عشق کا
دست و پا ماری یہان طاقت ہی کس تیراک مین

لغزش پا سی صراط حشر پر کیا کام اسیر
ہاتہ اپنا ہوگا دست صاحب لولاک مین

خوش ہین ہمسی جو وہ بات نہین کرتی ہین
ہم بہی ایسون سی ملاقات نہین کرتی ہین

بیٹہکا آٹہ پہر ہی در جانان اپنا
کون دن ہی کہ وہان رات نہین کرتی ہین

لگ گئی چپ سی جو مجکو سبب اوسکا نہ پوچہو
بات اتنی ہی کہ وہ بات نہین کرتی ہین

کیا بیان ہو تری کوچے کی فقیروں کا شکوہ
بادشاہوں سی ملاقات نہیں کرتی ہیں

ہم وہ ہیں دیتی ہیں حوریں ہمیں کوثر کی قدح
فخر اے پیر خرابات نہیں کرتے ہیں

رہنے والے تری کوچے کی جو کہتی ہیں باغ
جا کی کعبہ میں مناجات نہیں کرتی ہیں

بہشتی کا وہ نہیں کچھ لطف نہیں اے ساقی
جو بسر باغ میں برسات نہیں کرتی ہیں

کام رہتا ہے انہیں بادہ پرستی سے مدام
رند ضائع کبھی اوقات نہیں کرتی ہیں

شور و ہیاہات نکریں دور سی دیکھیں جو مجھے
پاس اتنا بھی یہ بدذات نہیں کرتی ہیں

بنت صاف سی ہیں معتقد اونکی ہم رند
مغبچی کوئی کرامات نہیں کرتے ہیں

منتظر رہتی ہیں ہم شام سی تا وقت سحر
وہ قدم رنجہ کبھی رات نہیں کرتے ہیں

بندہ و عشق بتوں میں فرق ہے اتنا کہ تمہیں
سجدہ اے قبلۂ حاجات نہیں کرتی ہیں

باغ جنت میں وہ رضوان سے بھی کہیں بیدا
میہمان کی وہ مدارات نہیں کرتی ہیں

اب تو برسوں سی وہ اگلا سا نہیں بطا انہیں
عید کی دن بھی ملاقات نہیں کرتی ہیں

کس قدر تازہ مضامین ہمارے ہیں اسیر
راست کہتی ہیں مباہات نہیں کرتی ہیں

نجات ان کو بعد موت حاتم ہیں وہ سقیم ہو گئیں
گدا تری در دولت کا یا کریم ہو گئیں

دکھائی مجھے دیدار ہو چکا انکار
جو آپ برق تجلی ہیں تو کلیم ہو گئیں

شفا نہیں جو مقدر میں ہی دوا بیسود
قضا کو روک لی تو قائل حکیم ہو گئیں

بہشت نزکہ آدم ہے سوچ تو زاہد
مجھے بھی اس میں جگہ دی ترا سہیم ہو گئیں

ملی ازل سے مجھے آبروی یکتا ئے
نہ آسمان میں صدف کو ہر یتیم ہو گئیں

مری صدا کی ہیں مشتاق گوش اہل فلک
دعای اہل دل و نالۂ سقیم ہو گئیں

کسی گل کی تصور نے رلایا اسقدر مجکو
رگ ابر بہاری بن گیا ہر تار بستر میں

فراق یار میں کچھ لطف مے خواری نہیں باقی
سجا ہی بادہ بھر دی زہر ساقی میری ساغر میں

فقط ہی زندگی تک اختیار عشرت و حشمت
نہیں کچھ فرق زیر خاک درویش و توانگر میں

تیری گیسو کا میں دیوانہ نازک طبیعت ہوں
عوض زنجیر کی کر قید مجکو موج عنبر میں

پھری گرد آتش رخسارۂ محبوب سے آکر
نہ پروانیکو تاب ایسی جان اتنی سمندر میں

لکہا ہی جسنی بیتابی کا جو احوال نامی میں
ہوا ہی طائر سیماب کا عالم کبوتر میں

اسیر اندیشۂ تربت نہ ہمکو خوف محشر ہی
ہوا ہی خاتمہ بالخیر اپنا عشق حیدر میں

آتی گلشن میں جو ہم آور ہوائیں ہوتیں
پتی پتی میں جلا جل کی صدائیں ہوتیں

بیکسون کی جو نہ مقبول دعائیں ہوتیں
کالی کالی نہ گلستان میں گھٹائیں ہوتیں

روز محشر تو گناہون کا نہ کھٹکا رہتا
یہیں اے کاش جو ہوتی تھیں سزائیں ہوتیں

آکی دنیا میں فرشتی بھی گنہگار ہوئے
ہم تو انسان تھی نکیون ہم سے خطائیں ہوتیں

سب شب ہجر میں خاموش جو ہوتی شب وصل
بولتی مرغ اذانون کی صدائیں ہوتیں

پوجتی صاحب اسلام بھی ہندو کی طرح
یار تیری سی بتون میں جو ادائیں ہوتیں

باغبان تونی دم سرد سے روکا مجھے کیون
ٹھنڈی ٹھنڈی تری گلشن میں ہوائیں ہوتیں

میں جو آیا مری ساتھ عدم سے آئیں
میں نہوتا تو جہان میں نہ بلائیں ہوتیں

ملک الموت ہی ایسا تھا طبیبو ورنہ
تم سے فرقت کی مریضونکی دوائیں ہوتیں

ابر مژگان کو جو میں رخصت بارش دیتا
پانی پانی ابھی ساونکی گھٹائیں ہوتیں

کیا کرون فوج حوادث نی مجھی گھیر لیا
ٹالتا اونکو جو دو چار بلائیں ہوتیں

بیٹھنے رہتی مری مرقد پہ مجاور بن کر
لاکھ مین وہ جو او نہین یاد دعائین پڑھتین

لطف کرتا جو وہ عیسی تو نہ مرتا کوئی
مقبری تو بھی نہ موقوف قضائین ہوتین

تم دکھاتے اگر چہرۂ گلگون اپنا
چاک پھولون کی نہ گلشن مین قبائین ہوتین

تندرستی مری دشوار تھی پی شربت مرگ
لاکھ بیماری فرقت کی دوائین ہوتین

یار کی تیغ کی محراب مین کرتا جو سجود
زندگی بھر کی ادا مجھ سی قضائین ہوتین

عید گہ سی جو نہین غیر ونکو نکرتا باہر
تیری تیرون کی نہ موقوف عطائین ہوتین

گرد رہ کاش دکھاتی اثر سرمہ اسیر
بند غولون کی بیابان مین صدائین ہوتین

کاسۂ فقر لین کلاہ نہ لین
تیری درویش تخت شاہ نہ لین

کب ہو ہمسی کسی کی دل شکنی
ہو دو راستہ تو ایک راہ نہ لین

گھر بہا ہون تو ہم چمن سی ترے
باغبان ایک برگ کاہ نہ لین

سایہ تیغ کے سوا قاتل
تیری زخمی کہین پناہ نہ لین

ہاتھ نہ رکھ کر کمر پہ یون نہ چلو
رستے والے عدم کی راہ نہ لین

تیرے گالون سی اونکو کیا نسبت
دون کی آفتاب و ماہ نہ لین

بولے دربان سی دیکھ کر وہ ہمین
کیون یہ ٹہرے ہین گھر کی راہ نہ لین

مر ہی جائین دکھائے آنکھ جو یار
دم تہ خنجر نگاہ نہ لین

جنس دل بیچنے کو نکلے ہین
خواہ اسی مول لین وہ خواہ نہ لین

تہمت ہے کہ لوٹتا ہے سبو
اپنے ذمی یہ ہم گناہ نہ لین

پیر ہو کر فلک کی کیا پروا
نام مسک و دم پگاہ نہ لین

جس میں تو ڈوبیں وہ ناخدا ہو کر
خبر کشتی شکستہ پا نہ لیں

خسرو سیاہ ہمکو دی جو فلک
وہ غنی ہیں کہ برگ کاہ نہ لیں

ملک دل ہے یہ حکم ہے اوس کا
کہ خراج اور بادشاہ نہ لیں

قلزم عشق ہے عمیق اسیر
آشناؤں سے کہدو تھاہ نہ لیں

پرتو فگن جو چہرۂ ساقی ہو آب میں
عکس غدیر خم ہو مکان حباب میں

چھنی گئی ہیں اوسکی مژہ کی نقاب میں
جالی کئی ہی یا ورق آفتاب میں

ای اہل حشر مژدہ کہ تمکو ملی نجات
دن ہو گیا تمام ہماری حساب میں

زاہد نہ طعن کر جو کرون میں ثنا ی مے
بنت العنب کا ذکر ہی ام الکتاب میں

رہتی ہیں شوق کعبہ ابرو میں جان بلب
قصد ثواب کر کی پڑی کس عذاب میں

عقدہ دو کون کا ایک ہی جز ما ہو یا حکور
جو نور ماہ میں ہی وہی آفتاب میں

مدہوش ہم سے دولت دنیا ہی اسلئے
رہتا ہی روئی زشت کا پردہ نقاب میں

جل کر ہوا ہون آتش می میں ہی ناتوان
نہلاؤ میری گرد کی گو اشک کباب میں

ساقی شریر ہون ان میں جو دریائی می ہیں
ہم کس شمار میں ہی سبو کس حساب میں

افسانہ ہی سنا ی کی مجکو پیام یار
نازل ہمیرون پہ ہوئی وحی خواب میں

ای کلک لکھ مقابل ہر بیت ایک بیت
تعمیر ہو مکان مکان کی جواب میں

نالان ہوا تھا میں لب دریا جو ایکدن
انگشت موج رہتی ہی گوش حباب میں

ہی کون کہہ سکے جو اب زبانی میں جز خدا
تیرا دہن ہی تیری کمر کی جواب میں

دل اتنا تاب جلوۂ جانان نہ لا سکا
پانی یہہ نخل موم ہوا آفتاب میں

دیکھیں جو اوسکی قامت دلجو کو خواب مین
گڑ جای سرو ڈوب مرے جوی آب مین

یون چشم تر ہے یاد رخ بے حجاب مین
رکھتی ہین جیسے ظرف گلاب آفتاب مین

مسکن مرا جدا ہے جہان خراب مین
آب گہر صدف مین ہوا ہون حباب مین

ساقی کا عکس خط نہین جام شراب مین
خط شعاع ہے قدح آفتاب مین

تکیے سے ہو علیحدہ جو نالہ کش کی قبر
مردے غریب مفت پڑین کیون عذاب مین

توسن پہ جب سوار ہو وہ آفتاب حسن
گردون نہین سماتا ہے چشم رکاب مین

دولت مین چاہیے کہ رہے فقر کا خیال
پیری کو یاد کیجیے عہد شباب مین

آفت مین کون کون نہین میری قید سے
بیڑی ہے پا مین طوق پڑا ہے عذاب مین

کم ہے کشون کا مرتبہ جمشید سے نہین
ساری جہان کی سیر ہے جام شراب مین

بیمار اوسکی نرگس میگون کا یہ بھی ہے
ہو جو کچہ ورم نہین چشم حباب مین

دہوؤ جو بال ساحل دریا پہ آکے تم
لہرائین موجین سانپ کی مانند آب مین

سایہ فگن نہین تو نہو سائبان ابر
ہالہ اپنا سائبان ہے آئین آفتاب مین

ہر ایک زخم تن سے جو آتی ہے بوئے گل
شاید کہ تیغ یار بجھے تھے گلاب مین

اوس طفل کی ہے شکل عجب شکل دلپذیر
پڑتا ہے عکس آئینہ اسا کتاب مین

غفلت مری کہائی گی مجکو جہان کی سیر
کہلتا ہے دور دور کا احوال خواب مین

پچتا رہا ہون خط عبث اوس ترک کو لکہا
بہیجا ہے کاٹ کر سر قاصد جواب مین

سرکش مین پختہ مغز کی جوہر کہان اسیر
موتی صدف کیطرح نہ دیکھی حباب مین

وہ دست ہین کبھی خست کو ہم نہ کام کرین
ملی جو دولت جمشید صرف جام کرین

خدا کرے کہین دیدار کو وہ عام کرین | کہ جا کی طور پہ موسی کو ہم سلام کرین

ضرور کیا ہی کہ وہ تیغ بے نیام کرین | اوٹھائین چھری سی پردہ تو قتل عام کرین

زمین مین آپ ہی گڑ جائے کا مرا مرقد | کرین عزیز تو شکلت برای نام کرین

جنون کا ہی یہ تقاضا کہ مثل شبنم گل | جو ہنس کی صبح کرین ہم تو رو کی شام کرین

یہ آسمان کی ہی خواہش کہ صورت پرکار | جہان سے کوچ کرین ہم نہ اپنی مقام کرین

کسی کی ہاتھ وہ سیب ذقن کب آتا ہی | وہ پختہ کار نہین جو خیال خام کرین

اثر دکھائی سگے اتنی نالہ ہائے فراق | یقین ہی وصل کا اولٹا وہ اب پیام کرین

وہ ناتوان ہین اوٹھائی جو ہمکو بزم سی یار | تو گھر سی در تلک آتی ہی آتی شام کرین

لگا تین تیغ کہ چھوٹین عذاب سی بسمل | وہ کام آئین جو اسوقت ہین تو کام کرین

ہر ایک داغ بدن پر ہی شبہہ دینار | فقیر کیون نہ مرے گرد ازدحام کرین

ہین لکھہ رہا ہون خط شوق کہتی ہین قاصد | یقین ہی یہ کہ یہ محشر تلک تمام کرین

مری لحد مین نکیرین سنگئے تصویر | زبان بند ہی حیرت سے کیا کلام کرین

مریض اوس رخ و گیسو کی لٹ گئی ایسی | کسی طرح نہ کٹی شب جو دن تمام کرین

ابھی تو خاک کا تختہ ہو صفحہ تصویر | لگا سکے پاون مین مہندی جو وہ خرام کرین

کبھی وہ خط ہی جو مجکو لکھین تو بی سہرا | ہوا الحذر نہ تحریر والسلام کرین

برا کہین نہ اوسے جو برا کہے ہمکو | بری کرین اوسی تب قصد انتقام کرین

تمام سال تو دشوار ترک می ہی اسیر
ہر ایک ماہ کو کیونکر مہ صیام کرین

رہا باقی نہ مرنی پر تفاوت دوست و دشمن مین | مقام صلح کل پایا یہ جکر ہمنے مدفن مین

نبی کا معجزہ سبطین کو بھی حاصل ہی
قمر کی طرح سے دو ٹکڑی اک گہر کی ہین

خدا شناس جنھی سرِ غیب کہتے ہین
مری حساب وہ مضمون تری کمر کی ہین

ہماری تازہ مضامین کو دیکھہ باغ نجا
گلون کی انمین ہی چھ نشو مری ثمر کی ہین

ملا وہ ہمکو تلون کا قصر رنگا رنگ
ستون جسمین زمرد کی در گہر کی ہین

جو بد ہین اونکو عداوت ہی حق شناسون سے
عدو علی کا ہی بہل تلخ جس شجر کی ہین

چھپیگا ہمسی کہان کوئی معنی باریک
اسیر وہ تکنی والی ہم اوس کمر کی ہین

شاہی کرون قبول مین ایسا گدا نہین
بہتر مری گلیم سے بال ہما نہین

جز ضعف اور توشہ راہ فنا نہین
تہ کر وہ نان کہ جسمین ہی پشت دوتا نہین

ابروی یار سے طلب بوسہ ہی عبث
اس کعبہ مین قبول کسی کی دعا نہین

چاہون ابھی تو ساتہ صدا کی نکل چلون
زنجیر پا مری مجھی زنجیر پا نہین

کشور سپاہ طبل علم چتر تاج تخت
دل پادشاہ چاہیے موجود کیا نہین

بیگانہ آشناسی مین ہون ہی محال عقل
بیگانہ کون ہے جو مرا آشنا نہین

افتادگی اب آئی ہی ایسی مزاج مین
جز خاک تن مین آتش و آب و ہوا نہین

ہون ہر قدم جو گرمی تن سی عرق عرق
ہین دیدہ پر آب مری نقش پا نہین

بی عقل ہین فرار جو کرتی ہین روز جنگ
مرتا نہین وہ جنگ مین جسکی قضا نہین

پستی مین جھالی کیون ضعف دانہ ای جنون
چکر ہمارے پاؤن کا کچھہ آسیا نہین

وہ چشم کیا ہی جس سے روان ہو نہ غم مین اشک
ہاتم مین جو قبا نہ قبا ہو قبا نہین

کشتی ہماری رکھتی ہے طوفان سی کیا خطر
اللہ ناخدا ہے اگر ناخدا نہین

مشتاق ہون تو چاہ زنخدان یار کا
ہین مثل خضر تشنہ آب بقا نہین

ٹھہری میان شہر وہ دیوانہ کسطرح
جسکو پسند صحبت مردم کیا نہین

کثرت ہی برق و سیل حوادث کی ہر طرف
مورا نہین کسطرح مری خرمن مین جا نہین

واقف ہی سحر چشم سخنگو سی گوش دل
ظاہر ہے یہ کہ کوئی سخن بی صدا نہین

غافل ہون رہروان عدم کیون نہ ای اسیر
عمر روان کی تیز روی مین صدا نہین

عاجز ہین سب غرور کسیکا بجا نہین
آفاق مین خدا کا کوئی دوسرا نہین

عمر روان روان ہے کوئی جانتا نہین
یہ طرفہ کاروان ہی کہ جسمین درا نہین

یاور غریب کا کوئی اوسکے سوا نہین
وہ آشنا ہی جسکا کوئی آشنا نہین

صوفی سی کہدو فہم سی تو آشنا نہین
جامے مین ہر بشر کی ہوا ایسا خدا نہین

ای شیخ جا کی جانب کعبہ کرون مین کیا
کیا بتکدہ مین جلوۂ نور خدا نہین

دار العمل سی دار جزا کا ثبوت ہی
ظاہر یہ ہی کہ شرط کوئی بے جزا نہین

مخلوق سب یہ اوسکی ہین لا ہو خواہ لا
اس ہست و نیست مین کوئی اوسکی سوا نہین

منکر رجوع رکھتے ہین جو سوی غیر رب
کیا اونکو یاد جملہ قالو بلے نہین

جبریہ سے کہو کہ ہی ظلم اور عدل اور
تیرا خدا ہے جو وہ ہمارا خدا نہین

ذری ہین کس شمار مین خورشید کی حضور
اوسکے سوا ہمین طلب ماسوا نہین

سمجھی جو اوسمین مجھ مین جدائی ہی بی بصر
دریا سے موج موج سے دریا جدا نہین

موسی سنین کلام شجر کو ذرا لغور
طوطی ہی پشت آئینہ اصلی صدا نہین

سجدہ خدا کو کیجیے کیا خلق کی حضور
مقبول وہ نماز ہے جسمین ریا نہین

تیغ کی مثل تری ابرو بھی پر خم کی ہی یار
اصفہانی ہین یہ خم ہی نہ خراسانی ہین

سنکر خرق فلک کیلئی ہوتا ہی حکیم
اہرمن و خلل ندی قدرت یزدانی مین

شعر تھوڑی ہین غزل مین تو مناسب ہے اسیر
مرتبہ حسن کا گھٹتا ہے فراوانی مین

رہا ہی یاد ابرو مین مجہی شغل فغان برسون
وہ مومن ہون کہ دی ہی جا نہ بھی کعبہ مین اذان برسون

سبب یہ تہا کہ فرقت مین جیا مین ناتوان برسون
بہت ڈہونڈہا نہ پایا موت نی میرا نشان برسون

وہ بلبل ہون رہا دشمن ہمارا باغبان برسون
جلائی آگ راتون کو قریب آشیان برسون

مزہ عشق جوانی کا کوئی جاتا ہی پیری مین
جو زخم اچہا ہی ہوتا ہی تو رہتا ہی نشان برسون

صبا واقف نہین ہم ہی بہتی بہتی بوٹی بوٹی ہی
ہمارا ہی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون

یقین صیاد کو مشکل سی آیا میری الفت کا
کہلا رکہا قفس کا در برائی امتحان برسون

خموشی خوب ہی اپنی وگرنہ ایک نالی مین
رہین گی یہ ہم و درہم زمین و آسمان برسون

نہ کعبہ کا نہ ہمسی دیر کا ہی حال پوشیدہ
یہان ہمنی مہینون عمر کاٹی ہی وہان برسون

تو ہی سی جلد اہل ضعف مٹجاتی ہین آفت مین
کہ گل جاتا ہی تن رہتی ہین باقی استخوان برسون

نہین کچہ امر آسان عشق اوسکی زلف پیچان کا
ہوا جسکو یہ سودا اوسنی پہنین بیڑیان برسون

جو خط نکلا تمہاری آتشین رخ پر تو زیبا ہی
کری پیدا سمندر آگ روشن ہی جہان برسون

لبان آسیا دل کی وہی باقی رہی نالی
دبائی گو کہ دانتون کی تلی ہمنی زبان برسون

کبہی وہ فاتحہ کو بہی نہ آئی لوح تربت پر
جو ہم آغوش تہی مانند خط توامان برسون

نہو گا دوسرا ہمسا پرستار ابی خدنگ افگن
کئی ہین ہمنی سجدی زیر محراب کمان برسون

تلاطم خیز ہی ایسا اگر دریای اشک اپنا
تباہی مین رہیگا یہ جہاز آسمان برسون

وفور ضعف یہ ہی ناتوانی اسکو کہتی ہین
کیا جب یاد اوسنی ہمکو آئین ہچکیان برسون

رہی جاری ہمیشہ اشک بی تاثیر آنکھون سے
نہ پہنچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون

ہماری اشتیاق دل کی طول ایسی کہانی ہی
نہو ختم بیان کبھی اگر یہ داستان برسون

نہ آنا تھا نہ آیا اپنی تربت پر سگ جانان
امانت کیطرح رکھی زمین نی استخوان برسون

عجب کیا ہی جو انکو رتبہ جمشید حاصل ہی
قدح نوشون نی کی ہی خدمت پیر مغان برسون

قدم تہک جائین گی جسدم تلاش تیغ قاتل مین
یقین ہی سر پہ رکہیگا حدوت سنگ آستان برسون

اسیر اندیشہ اعداسی ہین عزلت نشین ہم بہی
میان غار ابراہیم تہی جیسے نہان برسون

تیغ تولی ہوئی نکلی جو وہ بازارون مین
ہم بہی ہین جنس شہادت کی خریدارون مین

ایک عیسی ہی ہین اوس چشم کی بیمارون مین
ایک یوسف بہی ہین زلفونکی گرفتارون مین

وہ ہجوم محشر مین ہوئی جب تری آمرزش کی
بیگنہ مل گئی چہپ چہپ کی گنہگارون مین

کچھ تو انصاف پرائی ہی طبیعت اونکی
کہ در انداز جنی جاتی ہین دیوارون مین

کبہی مژگان کی کبہی ابرون کی یاد رہی
نکلے تیرون سے تو ہم گہر گئی تلوارون مین

اعتماد اپنی عناصر پہ ہو کیونکر ہمکو
ایک کا ایک مخالف ہو جب ان چارون مین

کو مکدر رہین گرد رتہ جام کیطرح
لطف اوٹہتا ہی جو ہم بیٹھتی ہین یارون مین

گشت کرتی ہو جو تم کشت مین بڑہتا ہی یہ رشک
روز چل جاتی ہی بندوق زمیدارون مین

تیر سی توڑ سوار کہتی ہی مظلوم کی آہ
رخنی کرتی ہی یہ فولاد کی دیوارون مین

جتنی قاتل تہی مری بعد ہوئی سب بیکار
توڑ تیرون مین نہ اب بارہ ہی تلوارون مین

اپنی بندون مین تہی ای لطف رخ سیمین بی نقاب
کچھ تصدق بہی ہو تقسیم گرفتارون مین

کیا چھپاتا ہی مری خون کو اے تیر فگن
ہی مری خون سی سرخی تری سوفارون مین

غم نہین بند جو دربان نے دربار کیا
جہانکنی کے لیے روزن تو ہین دیوارون مین

خوگر غم کو زمانی مین خوشی سی کیا کام
عید کی دن بہی محرم ہی گرفتارون مین

ہاتھ آیا ہمین فردوس نہ دوزخ دم حشر
بیگناہون مین نہ ٹھہری نہ گنہگارون مین

لڑکھڑاتی ہین قدم کیون نہ دہن مین اسکے
زاہد خشک تو ساقی نہین میخوارون مین

کسکی آنکھین نہین دیدار بتان کی طالب
سیکڑون تار نظر الجھی ہین تارون مین

نہین برسا جو یہ ابر مژہ ترا امسال
حبس کا قحط ہی ٹھہر تا ہی انبارون مین

تیری وحشی گئی ہستی سی عدم کو عریان
دھجیان ہو گئی یار رخت بدن خارون مین

تنگہ دنیا غم دین پاس احبا سر دست
اتنی کامون پہ بھی ٹھہری ہین بیکارون مین

غسل دریا مین بہی ہی ابروی جانان کا خیال
گھیر لین آکی نہ موجین مجھی تلوارون مین

روح فرہاد سے شاید ہو ملاقات اسیر
روز اسکے لیے پھرتا ہون مین کہسارون مین

کیا کرون اشک اگر صاحب تاثیر نہین
طفل سے ہو جو خطا لائق تعزیر نہین

نہ پڑھا ہی یار تو اوسکی کوئی تدبیر نہین
ورنہ مکتوب ہمارا خط تقدیر نہین

بھاگتی ہین تری بو سی جنگل مین غزال
ہمہمہ شیر کا ہے نالہ زنجیر نہین

قبضہ حیران ہون ہو سارے جہان پر کیونکر
بڑھ کی وہ ہاتھ سی قاتل تری شمشیر نہین

کمر آتی نظر اوسکی تو کسی دل پہ ہو نقش
شکل نادیدہ کبھی قابل تصویر نہین

ای جنون ہمکو وہ جنون کی بھی قسمت نہ ملی
بید مجنون ہے اگر پاؤن مین زنجیر نہین

ستم چرخ کی شاکی ہین عبث مردم دہر
حکم سلطان ہو تو جلاد کی تقصیر نہین

ہوں وہ طائر کہ ملی بے پروبالی میں بھی پر
کس جگہ جسم میں پہنچا کہ وہاں تیر نہیں

خواب غفلت سے ذرا کھول مسافر آنکھیں
شب کٹی صبح ہوئی کوچ میں تاخیر نہیں

خط رخسار چھپاتی ہو عبث عاشق سے
کاغذ زر یہ نہیں نسخۂ اکسیر نہیں

تمسے کیا دوں میں مہ چار دہم کو نسبت
ایسی ابرو نہیں یہ زلف گرہ گیر نہیں

اٹھو اوس قید میں لایا ہے مقدر کہ جہاں
آب شمشیر نہیں دانۂ زنجیر نہیں

ہاتھ اٹھاتی ہیں دعا کو مگر اتنا ہے یقین
قابل محو ہمارا خط تقدیر نہیں

اہل حیرت کو ہے کیا عشق مجازی سے غرض
گل کی مشتاق کوئی بلبل تصویر نہیں

سیر میخانے کی زہاد کو لازم ہے اسیر
خلد میں ایسی کوئی قصر کی تعمیر نہیں

لب پہ جز تذکرہ زلف گرہ گیر نہیں
پیچ کچھ جس میں نہو یاد وہ تقریر نہیں

کیا وہ سینہ ہے جو سینہ ہدف تیر نہیں
کیا وہ گردن ہے جو گردن تہ شمشیر نہیں

نامہ بے حال جو دیکھا ہے زبانی کہنا
خون روتا ہے قلم حاجت تحریر نہیں

اے برہمن جو سنیں بت ابھی دل پانی ہو
بانگ ناقوس مرا نالہ شبگیر نہیں

ہوں وہ مقتول کہ قاتل سے ہے الفت مجکو
آب خنجر سے لہو کب شکر و شیر نہیں

راستی ساتھ تواضع کی ہے انسان میں خوب
ہے کمان ہاتھ میں بیکار اگر تیر نہیں

یہی تیزی جو زبان کی ہے تو بندے کا سلام
قطع الفت کی بھی حاجت شمشیر نہیں

دل نہ دیتا تو بلاؤں میں نہ پھنستا ایسا
میری تقصیر ہے کچھ آپ کی تقصیر نہیں

دیکھ تو بزم حسینان کو مصور چلکر
کون سی شکل سے ہے جو قابل تصویر نہیں

الفت قید نکلنے نہیں دیتی باہر
تیرے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہیں

ذبح ہو جاؤنگا آنکھین تو ملا اے قاتل
نگہ ناز تو ہی پاس جو شمشیر نہین

کون دنیا مین ہی ایسا جسمین نہین تیری جگہ
تجکو رہنی کی لیے حاجت تعمیر نہین

دوڑکر خود مری آغوش مین آتی ہین حسین
کون کہتا ہے مری آہ مین تاثیر نہین

گالیان لکھہ کی نہ کہلاؤ زبان کو کہولو
کام تقریر کا ہے حاجت تحریر نہین

باغبانون سے یہ بحث کہ گلشن مین مرے
شام سوسن کی سوا صبح طباشیر نہین

شوق رہبر ہی تو چل جلد زیارت کو اسیر
ہند سی دور بہت روضہ شبیر نہین

مردہ نہ یون دبا کوئی دشمن دفینون مین
تیرا ہی ایکبار وہ تن اے زمین زمینون مین

مذہب ہی پا ہوا عشق عاشق روی حسینون مین
کس پیرہن مین بت کہ برہمن نشینون مین

فرقت مین ایک ہی مری ہستی و نیستی
ثابت یہ خود مجھی ہی کہ گویا یقینون مین

یارب یہ کسکی سجدہ در کا ہی اشتیاق
مانند آفتاب سراپا جبینون مین

جز عجز کبر جنمین ذرا بھی نہین رہا
آگی تو آسمان تہا اب زمینون مین

سیفی سی سینہ لب سی ہوتی تہی بیجا جھلک
قدرت خدا کی ہی کہ ہمین کم کمینون مین

گھر سی نکل کی کیا مجھی پھر نکی ہو امید
اسرار گفتہ ہون نفس واپسینون مین

دیکھو نگاہ کم سے نہ مجھ خاکسار کو
وہ خاک ہون کہ سرمہ عین الیقینون مین

غصہ مین ہی جو اسکی مژہ جیسی پوچھی
جوہر شناس خنجر چین جبینون مین

کیا کہینچی دست شوق نی ہاتہ پاؤن تک
دامن ترا ہون مین تری آستینون مین

قابل نہین جحیم کی ہی فعل زشت سی
منہ ہی مرا کہ طالب خلد برینون مین

اعلی کیا ہی تجکو نہ ادنی نصیب سی
بالا ہی آسمان ہو تو زیر زمینون مین

اتی تنگی جہان سے کسی انجمن کا لطف — اتی جگہ نہین ہی کہ خلوت نشین ہون مین

آتا ہون بدگمان تو یہ کہتا ہی نامہ بر — خط دو کہ جبرئیل کی صورت امین ہون مین

اسباب خانہ ہی تو خم و ساغر و سبو — وہ گہر شراب خانہ ہی جسمین مکین ہون مین

ظاہر مین ہون مقیم تو باطن مین ہون روان — دریا ہی یہ زمانہ تو کشتی نشین ہون مین

لیلی کی ساتہ ہوتی ہین مجنون کی تذکرے — اللہ رے اتحاد جہان تم وہین ہون مین

بڑہکر کوئی زبانی مین اس سے نہین رفیق — تقدیر میری ساتہ ہی میری کمین ہون مین

بسمل کی ہچکیان ہین کہ میری سوال اسیر
مجروح خنجر لب نان جوین ہون مین

فکر توصیف دہن مین شعرا رہتی ہین — روز مضمون نئے غیب سے آ رہتے ہین

صورت سبزہ بیگانہ ہین اس باغ مین ہم — سب مین رہتے ہین مگر سب سے جدا رہتے ہین

قطع امید عطا ہی مری مذہب مین گناہ — ہاتہ شل ہوگئی ہین مصروف دعا رہتے ہین

صائم الدہر جو ہین ان کو ہی کیا فکر معاش — سالہا سال یہ مہمان خدا رہتے ہین

کب توجہ نہین وسواس برو پیر خم کی طرف — رو بقبلہ صفت قبلہ نما رہتے ہین

خاک ہوتا ہے رہ عشق مین اکسیر ایسا — جو بگڑتی ہین یہان کچہ تو بنا رہتے ہین

تنگ آیا ہون مین افلاس مین اتنا نون سے — استخوان تن مین نہین گرد ہما رہتے ہین

منزل گور سے ہر دم ہین یہ آمادہ کوچ — کان اپنی طرف بانگ درا رہتے ہین

خون پیا داغ سے صبر کیا کچہ نہ کہا — خوش ہین ہمسے جو اب بہی وہ خفا رہتے ہین

کذب دعوی یہ نہین حال مہ نو ہی دلیل — جتنی ناقص ہین وہ انگشت نما رہتے ہین

ہر شب ہجر کو کرتا ہون مین مرکی سحر — روز ہنگامی قیامت کی بپا رہتے ہین

بت ہین کہ زر رو ہو تو ہوون ہمسے اللہ تو خوش
بتکدہ ترک کیا کعبی مین جا رہتی ہین

ای اجل کر نہ کرم اونپہ جو تجھسے ہین نفور
لی خبر اونکی جو جینی سی خفا رہتی ہین

فرش مخمل پہ اسیرونکو مبارک رہی خواب
خارزارون مین ترے آبلہ پا رہتی ہین

صحبت اہل فنا انکو خوش آتی ہی مگر
گہر جو تکیے مین بنا کر فقرا رہتی ہین

آنہ یار کی مشتاق نہین کچھ بہی راہ
منتظر دیدۂ نقش کف پا رہتی ہین

چشم نرگس ہی نہین طالب دیدار تری
کان پہولون کی بہی مشتاق صدا رہتی ہین

پوچھتی کیا ہو پتا آئینہ رخسارون کا
دل عاشق مین یہ ارباب صفا رہتی ہین

میری نالی ہین ستون خیمہ ہی اتنی ورنہ
ہفت افلاک زمین پر ابہی آ رہتی ہین

چشم انصاف کشادہ ہی ہماری ایسے
گوش دل منتظر دخل بجا رہتی ہین

تعزیہ خانہ ہی کہتی ہین جسی کوچۂ عشق
جو یہان آتی ہین مصروف بکا رہتی ہین

واہ کیا صاف طبیعت ہین قدح نوش اسیر
ہم انہین لوگون کی خاک کف پا رہتی ہین

پہنس گئے خط ذقن کی چاہ مین
غوطے کہائی آب زیرکاہ مین

کیا کرم ہے ایک ہین اچہی برے
آپ کی سرکار عالیجاہ مین

وہ مسیحا ہو جو کی تمنے نظر
جان ڈالی مرغ بسم اللہ مین

بوریے سے ہاتہ بہر اونچا ہی تخت
فرق کتنا ہی گدا و شاہ مین

ہون وہ مضعف توڑ ڈالون اپنی پانون
ہو اگر پامال کانٹا راہ مین

حاجیو دوس سرو قد کی یاد ہے
رکن اعظم حج بیت اللہ مین

ساتہ ہین عاشق ہزارون ننگے سر
آتے ہین کسکے علم درگاہ مین

بند کر کے آنکھ چل سوی عدم
ہے کہین بتخانہ اونچا راہ مین

عشق لایا آنسوؤن کو سوی چشم
کاٹ کر دریا گرایا چاہ مین

بے کعبے چلتا ہون پر اتنا تو بتا
میکدہ کوئی ہے زاہد راہ مین

اہل حق ہی ہین یہان پست و بلند
چرخ پر عیسے ہین یوسف چاہ مین

ای فلک دے قبر تو ہمکو وسیع
عمر گذری خانۂ کوتاہ مین

اب تو ہی روپوش وہ خورشید رو
دیکھئے آئی نظر کس ماہ مین

دل جلائے کیون نہ وہ چاہ ذقن
معدن گوگرد ہے اس چاہ مین

طرفہ عریانی مین پایا ہی لباس
تن چھپا رہتا ہے گرد راہ مین

منہ چڑہی گا کیا رقیب حیلہ جو
شیر کی جرات ہی کب روباہ مین

مہربان وہ بت ہوا ہمپر اسیر
شکر ہے اللہ کے درگاہ مین

لگی نہ ہاتہ جو اوسکی کمر تو عیب نہین
ہماری قبضہ قدرت مین دست غیب نہین

مقام فکر ہی نیرنگئی ریاض جہان
وہ کون غنچۂ گل ہی جو سر بجیب نہین

وہ بت ہی صاف کہ ہمسی خفا خدا جانے
بجز خدا کوئی دانای حال غیب نہین

جری کو جامہ میسر اگر نہین تو نہو
برہنگی پی شمشیر کوئی عیب نہین

ہماری دل کو مصائب کی تاب ہو کیونکر
جناب شیث نہین حضرت شعیب نہین

دکھا رہا ہی مجھی دل وہ باغ یکرنگی
جہان بہار شباب و خزان شیب نہین

ہی ایک شکل بد و نیک دوست دشمن سے
وہ آئینہ ہی یہ دل جسمین رنگ ریب نہین

تمہارا سینہ ہی یا تختہ بہشت برین
در بہشت برین ہی یہ چاک جیب نہین

اسیر آج ہے پھر عیش باغ کا میلا
چلو چلو کہ حسینون کی ٹولیان آئین

کرین اشعار موزون اسکی تعریف قد موزون مین
بلندی شاعرونکو ہو اگر درکار مضمون مین

پھنسا ہی دل مرا جاکر کبھی زلف شبگون مین
جنونکی جوش سی زنجیر ڈالی پانی مجنون مین

پھرا ہون عالم وحشت مین سوانکو و ہامون مین
رہا ہون اشتیاق صحبت فرہاد و مجنون مین

سواد فہم کا پردہ پڑا ہی چشم حاسد پر
کرے گی موشگافی کیا مری پیچیدہ مضمون مین

تری خال رخ گلگون سی تشبیہ دی ہمنے
زیادہ کسطرح نشہ ہو دانی کی افیون مین

زمین مین گاڑتی ہین چشم زر بینا ندہ ممسک
عبث کرتی ہین اپنی گنج داخل گنج قارون مین

ہوا بانت جنون مین بھی بستر مری فقط ایذا
نہ دیکھی ایکدن زنجیر اپنی بید مجنون مین

کیا ہون گلشن مین جو اوسکی قد موزون سے
ہوا قمری کو سکتا سرو کی مصرع موزون مین

دکھا دو اپنی ظرف کی اسی مے کشو وسعت
پیو بھر بھر کی مے پیمانۂ خورشید گردون مین

چلی کچھ بیہ تحسین کی ہوا تو رنگ اڑجاے
نزاکت سی نزاکت ہی گلہای موزون مین

سنگ جانان سے کیونکر دین کسی ماہ کو نسبت ہم
تفاوت ہی بہت گاو زمین و شیر گردون مین

یہ آنکھین چل رہی ہین اب جہان مین یاں ہم کو آ
بنا دیکھو تماشا اوڑ رہی ہی خاک جیحون مین

مکان آباد تھی جتنی ہوئی گی مکان آخر
نہ کوئی طاق کسری ہی نہ ایوان فریدون مین

جنہین اہل زمین سب رات کو انجم سمجھتی ہین
یہ رخنی میری تیر آہ سی ہین سقف گردون مین

حنا گلزار سی اک بیسوا سی کیا حاصل
ڈبولی اونگلیونکو اپنی قاتل مری خون مین

مقام عافیت پایا جو خم مین بیٹھہ رہنی سے
یہ تیری فیض سی ساقی تہی فقط عقل فلاطون مین

درازی اپنی کہلاتی یہ کسکی دست وحشت سے
کہ جا ڈونڈتی ہین اودہر جا کے دامان ہامون مین

اسیر امید عشرت آسمان سی سخت بیجا ہی
فقط یارونکی دہوکا ہی کہان جام واژون مین

کوئی میخانہ ایسا ہی کہان اس دور گردون مین
بھرا ہی بادہ مستی تمہاری چشم میگون مین

خمار آلودہ ہون کیونکر نہ جی گہبش ربع مسکون مین
شراب عیش ای ساقی نہین مینائی گردون مین

ہماری چشم خونفشان نی کیا رنگ مقتل مین دکہایا ہی
کہ عالم شاخ مرجان کا ہی اوسکی تیغ پرخون مین

عنایت کوئی کر مینا ہمی ہمکو بہی ای ساقی
خم و پیمانہ ہین قابو نہی جمشید و افلاطون مین

ترقی تجکو ہر دم ہی وہ ہر روز ایک صورت پر
مقابل مہر کیا ہو تجہسی حسن روزافزون مین

بجائی دل فی فی لیکن نہ پہنچا اوسکی گیسو تک
یہ انگلی ہاتہ آتا کچہ اثر ہوتا جو افسون مین

کیا گردون نے میری اختر طالع کو پست ایسا
ہوا اک اوردہ ہم جاکی داخل گنج قارون مین

کلام اللہ شاہد ہی کہ قدر نظم بالا ہی
تردد کیا ہی بسم اللہ کی مصرع موزون مین

کسی دل مین اثر پیدا کری تیغ ہم گدا جاتین
تکلف کیا عمل پائی جو سلطان ربع مسکون مین

زمین دشت دریا ہی پئی وحشی کی روانی
کہ تا دشت جنون دریا کی چل نکلی ہی ہامون مین

نہین ہی لخت دل آنکہون سی جو آنسو نکلتی ہین
کہی یاقوت بہی شامل ہین سلک در مکنون مین

تصور اوس کمر کا بسکہ وقت فکر باندہا ہی
زیادہ بال سی باریکیان ہین میری مضمون مین

چڑہین ای چرخ قبر کوہکن پر شیشۂ شیرین
مناسبت ہی مجنون ہی ظل بید مجنون مین

روانی دیکہہ تو خون سر فرہاد کی شیرین
یہ سرعت اور یہ گرمی کہان خسرو کی گلگون مین

گر اس سلطان خوبان دنیا مین کیونکر اوسکی سایہ سی
ہمارا رہتا ہی تیری سایہ بخت ہمایون مین

عجب کیا ہی اگر پہنچا ہی دامن مستقل آتش
جلن ہی بڑ گئی آنکہ سی مژہ پر قطرۂ خون مین

ہنسی کیا کیا سمجہکر اوسکو کشت زعفران لیلی
ہمارا رنگ رخ ہو صرف اگر تصویر مجنون مین

نہ کیونکر شاد ہو باریکی مضمون سی دل میرا
سمایا ہی نگاہ میرا مضمون چشم فرد مضمون مین

کیا ہی تیری قد موزون کی آگی اوسکو ناموزون
نکالین نہی شاخین ہوگی مصرع موزون مین

سر مو لکھہ سکی کوئی اسیر اسکو یہ کیا ممکن
سیہ تختی کی نسخی ہوتی ہین جو زلف شبگون مین

امید وصل سے دل ہجر مین ہلاک نہین
بہت قریب ہی جدائی اجل سی باک نہین

بشر نہین جسی اندیشۂ ہلاک نہین
وہ کون خاک ہی جسکا مآل خاک نہین

وہ کون پست ہی کلفت سی جو ہلاک نہین
سوای گرد نجم آسمان مین خاک نہین

نکال آج حسینونکی سرخ سرخ ہاتہ
مری لہو کا تو مہندی مین اشتراک نہین

خیال وصل حسینون سی اور ستی ہی
خرید جنس کا سودا گرہ مین خاک نہین

یقین نہین ہی ترے زہد کا ہمین زاہد
قسم تو کہا کہ تجہی دختر زر کی تاک نہین

بری گناہ سی کیونکر رہین یہ دولتمند
شراب خانہ مین دامن کسی کا پاک نہین

جو تب ہی آئی عیادت کی ہی امید کسی
ہماری اونکی وہ اگلا سا اب تپاک نہین

نگاہ بہر کی اوسی کوئی آنکہ کیا دیکھی
کہ آفتاب ہی وہ روی تابناک نہین

فدا ہین اوسپہ سب اہل زمین اہل فلک
کہ ہر کو غلغلہ روحنا فداک نہین

علی کا نام ہی سلمان صفت جو ورد زبان
وہان شیر مین بہی دہشت ہلاک نہین

ہین ایک دیدۂ مادر مین طفل خرد و بزرگ
گدا و شاہ مین کچہہ فرق پیر خاک نہین

عجب نہین ہی گنہگار آدمی ہین اگر
یہان تو آگی فرشتی خطا سی پاک نہین

صفای ساعد سیمین کو کیا کوئی دیکھی
کہ آستین مین تری پیرہن کی چاک نہین

لٹک رہی ہین ستارونکی سیکڑون انگور
پہر کیا سبب اگر اونکو نسبت تاک نہین

دنیا مین لٹا کی ہم گھر اپنا
عقبیٰ کا ثواب لوٹتے ہین

ہم دام اجل مین ہوتے ہین قید
احباب اسیر چھوٹتے ہین

کچھ جدا نور مصطفیٰ و احمد مرسل نہین
ایک کو دو کس طرح سمجھون کہ مین احول نہین

دیکھ لی ای دل مطلع کو یہ کیسا دو لخت
مصرع ثانی سی ربط مصرع اول نہین

شعر پڑھکر اشک افشان کس لیے ہین اہل درد
میرا دیوان ہی ابو مخنف کا یہ مقتل نہین

ابر سیاہی مین مجھی کیونکر نہ خوف آ
اژدہا کہسار سے آیا سیہ بادل نہین

ہر رخ خال کی نقطون کا بہی لکھا ہون صفت
صورت فیضی مری تفسیر کچھ مہمل نہین

مین یہ سمجھا روشنی مین شب کو نکلا جو اسیر
غول مشعلچی چراغ غول ہی مشعل نہین

پستی طالع یہ میری دور رہا ہی اسعد
بحر تقویم منجم نہر ہی جدول نہین

کاٹ ڈالون سر کہ ہو مطلق زوال درد سر
درد سر کیو اسطے درد سر صندل نہین

ہجر کی شب میری آنکھون سے جو آنسو ہین روان
مشک پانی سی بھری ہی تکیہ مخمل نہین

تیری تیغ امتحان کی کون کہا سکتا ہی زخم
مرد اس میدان کا جب جوہر اول نہین

ہی جو معشوق اسکو ہی عاشق کی صحبت سے گریز
میہمان طاؤس کی گھر مین کبھی بادل نہین

دشت غربت مین ہی اہل وطن کا ہی خیال
ساتہ میری آدمی کا کس جگہ جنگل نہین

داغ دل موجود ہی نان سفر درکار کیا
پاؤن مین چھالا ہی پانی کی اگر چھاگل نہین

بادہ کش رمضان کیون مجھی عورت مین آہی
گھر مین قاضی کی تو می کی ایک بہی بوتل نہین

ثابت اتممت علیکم نعمتی سی ای اسیر
جز علی کوئی وزیر احمد مرسل نہین

کون جانے عیب مبہم ہی جسپر یہ عقدہ حل نہین
جسکا ثانی ہو خدا کی ذات وہ اول نہین

کب تمہارے کلبے ای حاکم وا عدل نہین
آخر آخر ہے نہین یا اول اول نہین

غیر کا احسان اٹھاتی ہین کوئی اہل صفا
دل وہ آئینہ ہی جسکو حاجت صیقل نہین

نالی کرتا ہون نہین ہی نام تیرا آنکھون مین نم
ہی عجب تجلی چمکتی ہے مگر بادل نہین

انقلاب دہر ظاہر ہی عیان تغیر حال
آج جو ہی کل تھا جو آج [illegible] وہ کل نہین

چہرہ روشن چھپاتی ہو عبث دامن سی تم
شمع ہی فانوس مین [illegible]

گھر پر آکر ستاتی ہین مجھے کیون آشنا
بھاگ جاؤنگا مین جسدن [illegible] جنگل نہین

شہر آتی ہی کا نہین مدہوش ہون یہ جانا ہوت سوار
کون ہی تابوت کی ہمراہ [illegible]

کیون کپڑے پھاڑ کر رہی ہون صحرا کی طرف
دست [illegible]

آگیا ہے پردہ ابر تنک مین آفتاب
رقص مین رخسارہ محبوب پر آنچل نہین

ہون وہ میکش خم چڑھاؤن تو تو تسکین دل
باعث سیری بیان [illegible] نہین

قوت معنی عیان میری قلم انسی ہی رو
شیر سی خالی کبھی یہ کاک [illegible] جنگل نہین

گل گئی بازار مین بلبل گئی سوی قفس
قصہ صیاد و گلچین آجتک فیصل نہین

کسکی خوشبو آگئی جسنی معطر کر دیا
عطر دان صحن چمن مین کسی کی بغل نہین

سہل سمجھی ہو ہماری دل جلانی کو عبث
آہ سوزان ہی یہ دود آتش مشعل نہین

لاتی ہی وحشت ہمین کس دن اندھیری رات مین
منزل [illegible] دست غول [illegible] مشعل نہین

چاہتی ہین جو مزہ دنیا مین نادان ہین اسیر
نخل حنظل ہی یہ شیرین اسمین کوئی پھل نہین

اوسنی پیغام یہ بھیجا ہی کہ ہم آتی ہین
ایسی عالم مین کہ اولٹی ہین دم آتی ہین

کس نشہ خوبی نے ڈالی ہے عمارت کی بنا / شادیانے بج رہے ہیں خانۂ مزدور میں
گفتگو کیا سجدہ کی کرتا ایک ذرہ خاک کا / بولتا تھا حکم تیرا پیکر منصور میں
جو سنے نغمہ اوسے ہو جاوے ہے مطرب جنون / تار ہون میرے گریبان کی اگر طنبور میں
کیا دل پر سوز میں آوے خیال روے یار / کود پڑتا ہے کوئی جلتی ہوئی تنور میں
رنگ حنا نکلی تیری گوری ہتیلی میں ہے یون / بادۂ گلرنگ جیسے ساغر بلور میں
اوس رخ روشن کی مضمون کس طرح روشن ہون / نور کا ہر ایک فقرہ ہے دعاے نور میں
سو دیونکو پستی قسمت ہے دولت میں نصیب / سیکڑون ہین چاہ صحن خانۂ زنبور میں
واہ کیا اسم نے پھل تیری زخمی کو دیا / ذائقہ انگور کا ہے زخم کی انگور میں
روسیاہی کب تلک یارب مجھی گردش بد / صبح کی امید رکھتا ہون شب دیجور میں
ہے فروغ حسن ایسا نور ہو یا چاندنی / جب نکلتی ہیں ہمہ ملجاتا ہے سایہ نور میں
تھی جو قسمت میں گرفتاری وہی باقی رہی / مرگئی پر دل پہنسا زنجیر زلف حور میں
میری زخمونکو جو اے جراح ایذا ہے کمال / مشک کا تھا میل شاید مرہم کافور میں

لشکر افلاس سے اندیشہ کیا مجکو اسیر
ہون میں ظل رایت شاہ ابو المنصور میں

داغ دل کیا خیال نرگس مخمور میں / آفتاب آنی نپایا سایۂ انگور میں
تل نہیں ہیں جا بجا اوسکی رخ پر نور میں / غسل کو اوترے ہیں زنگی چشمۂ کافور میں
دل ہوا مجروح یاد نرگس مخمور میں / پنبۂ مینا کی بتی چاہیے ناسور میں
جانب جنت چلی ہے روح کس میکش کی آج / دست غلمان میں ہے شیشہ جام دست حور میں
آج کل ہی کچھ نہیں میں طالب دیدار حسن / آئینہ تھا دل مرا خلوت سرائی طور میں

ذرے جو افشان کی ہین یون الف سیاہ یار مین
جسطرح جگنو چمکتی ہین شب دیجور مین

تم اگر دعوی انا الحق کا کرو حق ہی وہی
جھوٹ کہتا ہون تو اُٹھون بہ ہب منصور مین

زادہ موذی سے موذی کو نہین کچھ فائدہ
جلتی ہی کب شمع مومی خانۂ زنبور مین

بام پر چڑھکر دکھایا کسنے جلوہ حسن کا
لوٹتی پھرتی ہی بجلی جلوہ گاہ طور مین

داستان یوسف کی سنتا ہی تجھے کہتا ہی شوخ
جی نہین لگتا مرا اس قصۂ مشہور مین

تیری گرمی سے ابھی زاہد کلیجا پک گیا
ذکر دوزخ کیون کیا فردوس کے مذکور مین

گرم بازار حسد کس جا زمانے مین نہین
آگ کی ہستی پہ روٹی جل گئی تنور مین

جسقدر اندھیر ہو عالم مین خبیث ہین بدسرشت
کیسی چورونکی بن آتی ہی شب دیجور مین

طور کو سمجھی ہین بازیگاہ طفلان شوخ
جھولتی ہین ڈال کر جھولا نہال طور مین

ہونگی ہم بیجان جو کوئی دست پہنی گلکفن
جا رہیگی روح اپنی مثل بو کافور مین

نقد جان سبکی ہی خدا مالک امانتدار مین
جیسی سلطان کا خزانہ قبضۂ گنجور مین

ہو کی غافل گر پڑی موسی جو مستونکی طرح
مے بھری تھی جو کہ وہ غش کیا چراغ طور مین

چاندنی مین صفت وصی یار کرتا ہون رقم
باندھتا ہون زلف کی مضمون شب دیجور مین

آبلی ٹوٹین گی دل کی اوسکی شفقت سی اسیر
زہر جسکو اہل بدعت نے دیا انگور مین

کون سنتا ہی عبث کسلیے فریاد کرین
اوسکو ہچکی بہی نہ آئی جسی ہم یاد کرین

ای اجل صبر کر ای تیغ گلی پر رک جا
کوئی دم اور بہی نظارۂ جلاد کرین

طائر رنگ حنا ہون چمن ہستی مین
لال ہو جائین جبھی صید جو صیاد کرین

اللہ اللہ عجب ان سرو قدونکی ہین باغ
سرو شیدہ ہو تو یہ صدقی مین آزاد کرین

کس طرح تنگ کی نہ ہم بیٹھے رہین مسجد مین
ڈہونڈہا مارا نہ ملا خانۂ خمار کہین

کوچۂ یار مین عشاق کہڑی رہتی ہین
دو کہین تین کہین پانچ کہین چار کہین

عاشق چاہ ذقن وہ تو یہہ وابستۂ زلف
دل ہی محبوس کہین جان گرفتار کہین

یاد ابرو مین ہی کچھہ اور ہی عالم دل کا
سخت مضطر ہی مگر چل گئی تلوار کہین

اوج حاصل ہو جو مفلس کو کری ترک خودی
پاؤن مین چبہتی ہین خار سر دیوار کہین

کشتی عفو کو آنا ہے اگر جلد آئی
عرق شرم مین ڈوبین نہ گنہگار کہین

حشر کی روز سحر سی یہہ رہیگا مجہی خوف
یہان بہی آجای نہ فرقت کی شب تار کہین

کوچۂ یار مین مجہہ سی یہہ ادب کا ہی کلام
دیکہہ پامال نہو سایۂ دیوار کہین

نقد جان دیکی ہین موجود خریدار ہی کو
کوئی یوسف نہین بکتا سر بازار کہین

سیر دنیا کی ہی منظور تو ہشیار اے دل
جال ہی جال ہی ہونا نہ گرفتار کہین

بزم جانان مین کسی دن نہ کہی پہنچی بات
وہ جو باتین کسی بدگو کی سنین چار کہین

طالب فاتحہ خوانی ہی نصیبن ہم پس مرگ
خوف ہی یار کی ساتھہ آئین نہ اغیار کہین

حرص کہتی ہی کہ پہرنا ہی زمانہ مین ضرور
ضعف کہتا ہی کہ جانا نہ خبردار کہین

ہین وہ عاشق ہمین کرلیتی ہین معشوق پسند
لائق کار جو ہین رہتی ہین بیکار کہین

گرم بزم شعرا ہو چکی چل جلد اسیر
ایسی جلدی مین کہی جاتی ہین اشعار کہین

ہی وصل گل و بلبل ناشاد چمن مین
دربند ہے گل چہرہ ہی یا نہ صیاد چمن مین

دیوانہ کری کیون نہ مجہی سیر گلستان
ہر گل نظر آتا ہی پری زاد چمن مین

معشوق سی بہتر ہی کہین رتبۂ عاشق
قمری کی جگہہ ہی سر شمشاد چمن مین

نہرین کہین لبریز کرا ے گریۂ بلبل
تختی گل و سوسن کی ہین برباد چمن مین

صیاد کی آتی ہی گری شاخ سی بلبل
کیا جانی پڑی کیسی یہہ افتاد چمن مین

گلگشت کا کیا لطف تری ہجر مین ای گل
نرگس ہی مجہی دیدۂ جلاد چمن مین

دل سی مری تعلیم لیا کرتی ہین غنچے
کرتی ہین گلستان کا سبق یاد چمن مین

اللہ نے بلبل کو اسیری سے بچایا
دیوانہ ہوا آتی ہی صیاد چمن مین

کیا سرو و صنوبر ہون قد یار سی ہمسر
اصل اسکی نہ کچہہ اوسکی ہی بنیاد چمن مین

گل توڑ کی کیون توڑ رہا ہی دل بلبل
گلچین نہ کر ایسا ستم ایجاد چمن مین

شاخون سی جدا گل نہین ہوتی ہین ہوا سے
اوڑتی ہوئی پہرتی ہین پریزاد چمن مین

کچہہ نالۂ بلبل مین قیامت کی ہی گرمی
تب چڑہتی ہی آتا ہی جو صیاد چمن مین

مستون سی کبہی یہہ نہ کہا پیک صبا نی
آؤ تمہین ساقی نی کیا یاد چمن مین

بی فکر بہی شاعر سی نکلتی ہین کہین شعر
موزون ہی ہر اک مصرعہ شمشاد چمن مین

کہدو کہ پہری ایسی دم سرد نہ قمری
سرد ہی سی اگر جا ہی نہ شمشاد چمن مین

لازم ہے اسیر اب کسی نذانین بہی چلیئی
خرم نہوئی خاطر ناشاد چمن مین

تاب سخن حضور تربت بید ہان نہین
اوسکا دہن نہین تو ہماری زبان نہین

کچہہ انتہای شفقت پیر مغان نہین
تعریف کیا کرین کہ ہماری زبان نہین

راحت نصیب اہل جہان ہو گمان نہین
اوسکی طلب ہی ہم مین جسکا نشان نہین

پہر دم ضرور کیا ہی چڑہانا اوتارنا
سوچو تمہین کہ مین تو بشر ہون کمان نہین

آئینہ جگر مین ہی نور جمال دوست
یوسف نہ جس مین ہو کوئی ایسا کنوان نہین

دیوانہ ہے اوسکے قد کا شاید — ہین طوق گلو سے نیشکر مین
دانتون کی چمک سے مجکو مارا — کیا تیغ کی آب تھی گہر مین
... ان کسی کا لون نہ سر پر — ٹھہرون نہ ہین سایہ شجر مین
... وز شب سے یہی تو شمع آسا — ہے عمر تمام رات بھر مین
... کر ہو یقین حشر واعظ — ہے صدق بہی کذب بہی خبر مین
... ر جاؤن مین قفس سوئی باغ — طاقت یہہ کہان ہے بال و پر مین
... تھم مین جڑی وہ مہر و شکیا — وہ بہا ہے نگینہ قمر مین
... یار سے کوئی حور قبر مین بہیج — لگتا نہین جی اکیلے گہر مین
... سبب ذوقن کہ ہے وہ نایاب — ہوتا نہین تخم کس ثمر مین
... مین وہ ہے نہ ماہ مین ہے — جو داغ کہ ہے مرے جگر مین

افسانہ عشق کو ندے طول
ہوتا ہے اسیر دردسر مین

... ہان گذران رکھتے ہین — نام رکھتی ہین ہم اونکو جو نشان رکھتی ہین
... حسل کا اتنا تو نشان رکھتی ہین — تنگ منزل مین تنگ مکان رکھتے ہین
... ہم اور ضعیفون سی جہان مین اٹہوا — ای فلک ہم تو ابہی تاب و توان رکھتی ہین
ساتھ غفلت کی ہین نافہم بہی یہ صاحب بخل — گنج کچہ عیب نہین جسکو نہان رکھتی ہین
بہوک کیون کہوئین نہ دیدار کہا کرتے حسین — پاس ابرو و ہلال رمضان رکھتی ہین
جلوہ دوست مناسب ... ہے — قابل پوشش مہتاب کتان رکھتی ہین
... دو اکی لئی خاک قدم ای رشک مسیح — پھول نرگس کی چمن مین یرقان رکھتی ہین

ڈر گئی ہین مری نالون سے موذن ایسے
انگلیان کانون مین ہنگام اذان رکھتی ہین

ہونگی محتاج وہ وہ ہاتھ زمین کی مرگ
سیکڑون ملک مین مخفی جو مکان رکھتی ہین

بوسہ اوس چشم کا لی کوئی یہہ کسکا ہی جگر
موئی مژگان نخاشش نوک سنان رکھتی ہین

دیکھتی ہین مرا احوال نگرتی ہین وہ بات
آنکھہ نرگس کی تو غنچی کا دہان رکھتی ہین

دختر رز کو بھو جھوٹون بہی لگاتی نہین منہ
رند باسب ادب پیر مغان رکھتے ہین

وصف کس منہ سی کرین اوس مژۂ ابرو کا
لب شمشیر نہ خنجر کی زبان رکھتی ہین

وصف زیبا ہی تری چاہ وقن کا ہمکو
صاف دہوئی ہوی کوثر سی زبان رکھتی ہین

رہ گیا اپنا تن زار جوانی نرسے
باغ سی ھم یہہ پرکاہ نشان رکھتی ہین

ہین اگر الفت ظاہر کی طلب گار حبیب
ہم بہی اک یار فروشی کی دکان رکھتی ہین

کتنا پوشیدہ جلاتی ہی تپ عشق ہمین
نہ شرارے نہ حرارت نہ دہوان رکھتی ہین

دشت وحشت مین کسی چشم کا ایسا ہی ادب
سجدی کرتا ہون ہرن پاون جہان رکھتی ہین

کاش کہاتی ہین جو موذی کبہی تی ہی ہین بات
ہو کی انسان یہہ افعی کی زبان رکھتی ہین

وصل مین ہجر کا کھٹکا نہین ہوتا موقوف
حسب بہار آتی ہی ہم خوف خزان رکھتی ہین

عیب مین عیب سمجھتی ہین ہنر کو بہی اسیر
آگ کا نام یہ نافہم دہوان رکھتی ہین

کوئی مزہ وہ زیر فلک چاہتا نہین
زخمون کی واسطے جو نمک چاہتا نہین

دل ہو کسی کا صاف فلک چاہتا نہین
بد شکل آئینہ کے چمک چاہتا نہین

ایسی ہی ناصم اتبو زماتی مین طرز تجل
ذرون کی آفتاب چمک چاہتا نہین

دیتا ہو بوسۂ لب شیرین مجھی ضرور
لیکن رقیب کو نمک چاہتا نہین

کیا دھوم کر یہ بنا ہین ہمسی مضامین بلند
طائر اوڑتی نہین وحشت کی بیابان مین

غیر ممکن ہی کہ اک روز نہ پیدا ہو فساد
چار اضداد کا مجمع ہی تن انسان مین

سچ ہی کوئی نہین ہوتا ہی مصیبت مین شریک
نیند کیا موت بہی آئی نہ شب ہجران مین

رتن ہیہ منظور نظر راز جنون کا اخفا
بیڑیان غل نہین کرتی ہین مری زندان مین

نہ ہوی نار و جنان مین مری زینسی نقیص
ہاتہہ مالک کا دیا ہیچ کف رضوان مین

گر ہی داغ ہی بعد فنا تو یارب
دہوپ کہلتی ہی مسافر کو بہت میدان مین

شعر مہمل جو پڑہین وہ تو ہون معنی پیدا
معجز لب سی پڑی جان تن بیجان مین

کہتی ہین چہرۂ محبوب پہ خط نکلا ہے
نامہ لکہین گی اب اوسکو تو خط ریحان مین

چشم تر تی تری چہری کا تصور کرکے
پہر دئی ہین گل خورشید مری دامان مین

قتل ہو خلق جو پہرا ہت قاتل او تری
تیغ عریان کی ہین جوہر بدن عریان مین

بانہہ ہی ہین ابروی جانان کی جو مضمون سینے
خانۂ کعبہ ہی ہر بیت مری دیوان مین

پہی معشوق ہین کیونکر نہ سمجہیں عاشق
تن ہی مٹی جو نہو روح تن انسان مین

مہ تری صورت کو بہی وہ عیب کی صورت سمجہا
ضعف سی مین نہ سمایا نظر جہان مین

نظر آتی نہین بیہ دیدۂ حاسد کو کبہی
کتنی باریک مضامین ہین مری دیوان مین

جسم سجیس کو مری دیکہہ کی اشکون مین اسیر
لوگ کرتی ہین مسافر کا گمان باران مین

خط نہوا ربہوا وصلکی راتین آئین
جنکا اندیشہ تہا منہہ پہ وہی باتین آئین

کبہی شادی کی نہ شادی نہوا رنجکا رنج
مژدی نکلی مری گہر سی نہ براتین آئین

شب بپردہ تری ہاتہو نسی ہوا خیمہ کا
رخنۂ گر چشم سی کیا تنگ قناتین آئین

رہا باقی عبادت مین علاقہ خاکساری کا
تیمم سی نمازین کین ادا جاتی وضو برسون

اوٹھا ہی کب قدم سی سر ارادی قیامت تک
رہا ہی حلقۂ زنجیر یا طوق گلو برسون

ریاضت چاہتا ہی تو مشقت بھی گوارا کر
گدا کی بھیس مین سلطان پہرتے ہین کو بکو برسون

قوی سی بیر کو آتی ہی آفت ناتوانون پر
لحد مین جلد گل جاتا ہی تن رہتی ہین ہڈیان برسون

مٹا دل سی کسی ساعت نہ اوسکا نقش یکتائی
کیا ہی گوشۂ عزلت مین ہمنی ذکر ہو برسون

نہ گھبرا نزع مین ای دل علی آئی ہین بالین پر
یہہ وہ ہنگام ہی جسکی دعا کرتا تہا تو برسون

نئی وحشت ہی وحشت مین ہمکو ایک مدت تک
گریبان پہاڑ کر دامن کیا ہمنی رفو برسون

بڑہا ہی قدر ریحانی کی ساقی جوش مستی مین
کیی کعبہ سمجھ کر ہمنی سجدی چار سو برسون

تری خاک قدم کی کب او نہین اکسیر ہاتھ آئی
رہی عشاق کو مثل ہوس جستجو برسون

اسیر اوس کا لب جانبخش مانع تہا یہہ کیا کرتا
رہی دلکو مری تدبیر مرگ آرزو برسون

تری گھر سی سوا زار و ناتوان ہون مین
فقط ہی نام کو ہستی مری کہان ہون مین

خدا کری کہ تری تیغ کا بنون چو رنگ
خدا کری کہ تری تیر کا نشان ہون مین

یہہ کسکی نقش قدم سی ملا ہی تاج شرف
زمین پکار رہی ہی کہ آسمان ہون مین

تمام شہر مین یارب ہی تیر خنجر حسن
شہید مثل تمنا کہان کہان ہون مین

اگرچہ جسم کیا قیمہ قیمہ قاتل نے
ہنوز طعمۂ شمشیر امتحان ہون مین

خدا سی ڈر نہ چہری پہیر پہیر ای صیاد
گر ایک مشت پر و مشت استخوان ہون مین

نہ تاب جنبش پر ضعف سی نہ طاقت آہ
قفس سی بڑہ کی گرفتار آشیان ہون مین

نہین ہی پرسم جہان مین مرا کوئی پرسان
ذلیل صورت ناخواندہ میہمان ہون مین

کرون نگاہ توجہ تو ہے ضرر میرا
کہ زال بیوۂ دنیا ہی نوجوان ہون مین

اوسی جواب سی نفرت مجھی سوال سی ننگ
وہ بیٹہ مین ہی خموشی سی بیزبان ہون مین

سنجانا مجھی صیاد ننگ دام و قفس
کہ فخر زمزمہ سنجان بوستان ہون مین

ہزار زاغ مری گرد ہین ہزار ہما
عزیز خلق ہون گو مشت استخوان ہون مین

عدو ہی خلق خدا ہی جو کاٹتا ہی مجھی
کہ نخل سبز سر راہ بوستان ہون مین

غضب ہی دل کی تکبر سی چاہتا ہی یہہ
کہ مثل طاعت ابلیس رائگان ہون مین

نہ پوچہ میری تباہی کہ اس گلستان مین
برنگ طائر گم کردہ آشیان ہون مین

قفس مین ہی نہ ٹہکانا مرا نہ گلشن مین
وبال خاطر صیاد و باغبان ہون مین

بقا تجھی کو ہی ای مالک زمین و زمان
نہ جاودان ہی زمانہ نہ جاودان ہون مین

زمین فشاندی صبح ہون گا داخل خلد
بس ایک رات تری گہر مین میہمان ہون مین

یہہ زرد ہو گئی رخ اوسکا مرض مین کہتا ہی
بہار جس پہ تصدق ہی وہ خزان ہون مین

جو شک نجات مین اپنی کرون تو کافر ہون
اگرچہ تیغ معاصی سی خستہ جان ہون مین

علی وسیلہ جنت نبی شفیع امم
خدا کا قول ہی بندون پہ مہربان ہون مین

مآل عشق سی آگاہ دل مرا ہی اسیر
مری کسی پہ جو کوئی تو نوحہ خوان ہون مین

کری یہہ مرگ سی پرہیز وہ سقیم نہین
تری مریض کو کچہ حاجت حکیم نہین

خدا کی فضل سی کچہ دہشت جحیم نہین
کہ ذوالفقار علی ہی دل دو نیم نہین

ہزار شکر گدائی کی ننگ سی چہوٹی
ہمارے عہد مین باقی کوئی کریم نہین

لکہا یہہ لوح پر اول قلم نی روز ازل
فنا ہی سب کو کوئی جز خدا قدیم نہین

دبا دیا مجھی کوہ سیاہ کی نیچے / شب فراق سی کوئی بلا عظیم نہین

قبول فیض کی خاطر ہی شرط استعداد / کوئی سہیل سی خوشبو بجز ادیم نہین

اٹھاتی ہی رنج تو بڑھ جاتی آبروی بشر / عزیز خلق کہان گو ہر یتیم نہین

ہزار رنگ جہان خراب کی بدلین / خلل پذیر مری رای مستقیم نہین

ہماری آہ سی افسردہ ہی دل عالم / شگفتہ جس سی ہون غنچی یہ وہ نسیم نہین

ذلیل مجکو نسمجھو تمہارا عاشق ہون / جو برق طور نہین تم تو مین کلیم نہین

جہان ہی بزم حسینون کی ہی گذر میرا / وہ کون باغ ہی جس مین کہ مین نسیم نہین

نگاہ کرتی ہین حسرت سی کیسلی مفلس / فلک پہ شمس و قمر کچھ طلا و سیم نہین

کبھی نہ نقل مین خصلت ہو اصل کی پیدا / کہ رنگ ہی گل تصویر مین شمیم نہین

جو دوست ہوگا نسمجھیگا عیب دوست کو عیب / کہ ناگوار خدا لکنت کلیم نہین

کرے نہ حور جنان ہمسی غمزہ بیجا / ابھی تو جاتی ہین ہم دور کچھ جحیم نہین

پسند طبع نہین ہی کسی کو وضع خلاف / کبھی خدا کا نہین دوست جو کریم نہین

انہین کی دست و قلم مین ہی صحت مضمون / وہ کون شاعر کامل ہی جو حکیم نہین

کرین نہ اسکی تمنا دوشالہ پوش امیر / سوا گدا کی کوئی لائق گلیم نہین

اسیر اپنے گناہون سی نا امید نہو / امیدوار جنان قابل جحیم نہین

مدت سی آگئی تھی خشکی سی چشم تر مین / باقی نہین رہی ہی اب آہ بھی جگر مین

ہی جسم زار اپنا یون اشک چشم تر مین / آجائی کوئی تنکا جیسی کسی بھنور مین

کیا کہین کسقدر رہی ہیری تن مین سلب طاقت / رہ رہ گیا ہی اکثر عکس آئینہ کی گھر مین

تھوڑی بلا بہت ہی کم حوصلہ کی حق مین / گربہ ہی شیر شرزہ گنجشک کی نظر مین

نادان کو ہو مبارک دنیائی دون کی دولت — دندان سگ کا موتی زیبا ہی گوش خر مین

لین ہاتھہ مین عصا کیا جب ہیچ کمر شکستہ — کیا آرزے ہم لگائین ٹوٹی ہوئی شجر مین

اچھی طرح وہ چہرہ رویا مین بہی نہ دیکھا — بجلی چمک چمک کر رہ رہ گئی نظر مین

نکلی ہین گو کہ گہر سی یارو نکلی گہر مین ان مین — سارا وطن ہماری ہمراہ ہے سفر مین

اللہ رے نزاکت پڑجائین بل ہزارون — ہو موج بوی گل کا جھٹکا اگر کمر مین

اللہ رے ناتوانی معدوم ہوگیا تن — کچھہ ہون تو مین سماؤن احباب کی نظر مین

خط اسکا خواب ہی پاپڑ سی وہ اوڑا کی — دیکھون کہ کیا لکہا ہی تقدیر نامہ مین

کب فرق سالکون مین کرتی ہین اہل ہمت — ذرّی ہین سب برابر خورشید کی نظر مین

برہم ہی طبع جانان کیونکر ہو راہ پیدا — مشکل سی ہوگا روزن گرجی ہوی کہر مین

پوشیدہ نقص باطن رہتا نہین کسی کا — آخر کہلی اگر ہو تانبے کا میل زر مین

محنت کشون پہ نازل ہو رحمت خدا کی ہرجا — قصر نماز جائز ہے اسلیے سفر مین

پیدا کسی طرف تو تربت مین روشنی ہو — کچھہ سوجھتا نہین ہی یارب اندہیری گہر مین

دیکھی تہی اوس مژہ کی جنبش کبھی جو ہمنی — اب تک کھٹک رہی ہی وہ پھانس سی جگر مین

تن پر مری نمایان جتنی ہین داغ وحشت — ہوتی نہین ہین اتنی پتّی کسی شجر مین

تاریک دل ہی جسکا ہی اوسکی پند بیجا — دیکھی نہ کچھہ بہی اندھی ہون جمع چراغ گہر مین

رخسار و لب کا بوسہ رکھتا ہی جو عدو بہت — یہہ ذائقہ نہ پایا ہمنی تو گل شکر مین

جا مین بہی ہیری دل سی اندیشہ ہای دنیا — اچھا نہین بتون کا قبضہ خدا کی گہر مین

روح روان عدم کو پہنچی جوان ہوی جب — راہ دراز طی کی قاصد تی دو پہر مین

پیر فلک سی کیونکر نفرت کری نہ یہ دل — ہین مہر و ماہ دونون داغ برص نظر مین

نسے ہے ثمرۂ مصیبت خاصان حق کا حصہ / کہتا ہے سرپارۂ کیسی امان شجر مین

نالہ سنی کسی کا کب ہے دماغ اوسکو / بانگ شکست دل سی ہوتا ہی جو رو شجر مین

بے اذن کیون تم آئی مرقد پرای [illegible] / آتا ہی بی اجازت کوئی کسی کی گہر مین

رحمت سی کب ہی خالی دنیا کی کوئی لذت / تلخی بہی زہر کی ہی شیرینی شکر مین

اوس آنکہ کی جو پتلی دیکہی نگہ نی تارا / کیا جانتی تہی پنہان ہے تیغ اس سپر مین

وقفہ شباب کو ہی ہیں زندگی مین اتنا / لی جیسی کوئی رہرو دم ٹہیک شجر تلی

آغاز اسیر جو ہے انجام وہ علی کا
مولد خدا کی گہر مین مشہد خدا کی گہر مین

عاقل ہے تو اس بہید کو حکمت سی نہ جان / ہی مال فدا جان پہ عزت پہ فدا جان

ہین چار عناصر ہین نئی چار عناصر / دل آگ ہی چشم آب ہی تن خاک ہوا جان

ابتک تو نہین روح کی معلوم حقیقت / تحقیق تو یہہ ہے کہ اسی حکم خدا جان

ہی موئی مژہ تیر تو شمشیر ہی ابرو / کہینچی تری تصویر مصور کی ہی کیا جان

ہی عالم کثرت مین بہی وحدت کی نمایش / عاقل ہی تو موجونکو نہ دریا سی جدا جان

آرایش دنیا ہی بزرگون کا تصرف / شاہونکی توجہ کو فقیرونکی دعا جان

کس کس کو کیا قتل نہ جلاد فلک نی / پہولے جو شفق سرخی خون شہدا جان

ایسی نہ صفائی نہ کسی مین یہہ لطافت / معلوم نہین ہمکو ترا جسم ہی یا جان

اللہ کا ہے ہاتہ محمدؐ کا ہے بازو / اللہ و محمدؐ سی نہ حیدرؑ کو جدا جان

وہ صاحب عزت ہی خدا دی جسی عزت / تعظیم کرے خلق تو تایید خدا جان

ہر دم ہی اوس ابرو کی طرف دلکو توجہ / قبلہ سمجہہ اسکو تو اوسی قبلہ نما جان

سادگی ہی گوش جانان کا قرینا اندنون
موتیون کو آئی کا دانتون پسینا اندنون

عید اضحی ہی نہ ہجر یار مین عید صیام
ہر مہینا ہی محرم کا مہینا اندنون

بعد مدت وصل کی دن ہمکو آئی ہین نظر
کیا جدا ہو لب سی لب پینی سی [illegible]

ہی نسبت ای شک گلشن وگہ تکو آپ سی
جی مین آجائی تو [illegible] شاہ [illegible] سینا اندنون

رند مفلس ہون ترپتا ہون بہت پینی کی لئی
یا الٰہی کوئی مل جاے دفینا اندنون

دور ہی برسات قاصد کیون سفر کرتا نہین
ہے نہ ساون کا نہ بھادون کا مہینا اندنون

فصل گل آتی ہی ساقی باغ میخانہ بنا
جام ہی ہر ایک گل ہر سرو مینا اندنون

رند یاد ساقی کوثر مین پیتی ہین شراب
کشتی ہی مغفرت کا ہی سفینا اندنون

کون ہی کہتی سی جو چاک گریبان کو سی
چاہتی ای وحشیو [illegible]

ورد ہی نام اوس پری کا اسم اعظم کی طرح
ہی مین سیر اسلیمان [illegible] نگینا اندنون

کیسی کیسی زر بکف فصل بہار انگلی ہین
خاک نی اوگلا ہی زر قارون کا دفینا اندنون

خست اہل جہان سی ہی یہ دولت منفعل
خود زمین مین گڑ گیا ہی [illegible] خزینا اندنون

خط سبز یار نی ایسا کیا مرنیکو عام
ہو گیا ہی خضر کو دشوار جینا اندنون

کہد گئی سارہی مکان کیا لکھنؤ برباد ہے
سوجھتا ہی دل کو [illegible] مدینا اندنون

عام ہی ظلم فلک دم مارنی کی جا نہین
رات دن اپنا وظیفہ ہی رضینا اندنون

جوش ہی یہہ اوس یم خوبی کی الفت کا اسیر
مثل ماہی ہی یہان داغون مین سینا اندنون

عنایت بعد مرگ اتنی تو یہہ جلاد کرتی ہین
کسی کو ذبح کرتی ہین تو ہمکو یاد کرتی ہین

کیا ضعف جنون نی خشک یہہ زنجیر کی صورت
جو ہل جاتا ہی سر سب عضو فریاد کرتی ہین

ٹھہر اے تیغ دم بھر کوئی ساعت ای قضا ہم
ابھی بسمل تماشائی رخ جلاد کرتے ہین

اوڑا اے باغبان مجھکو نہ گلشن سے وہ طائر ہون
پھنساتی ہین جو مجھکو رشتے نخل صیاد کرتی ہین

خزان باغ جوانی کی جو پیری ہین لاتی ہے
بہار خندہ ایام طفلی یاد کرتے ہین

ملے موتی تو ہم اوسکی گہر کا [illegible] پیتے ہین
نظارہ غیب کا مجذوب بادرزاد کرتی ہین

بلند اللہ نے ہمت بھی دی بازو بلند ہون کو
یہہ بندی مول لیکر سرو سی آزاد کرتی ہین

عیان ہین جابجا یون تل خط رخسار جانان [illegible]
پریشان جیسی دانی دام مین صیاد کرتی ہین

ماں کی تیغ مین صورت نظر آئی تو چھپ ہم
طلب کچھ آدمی آیا وہ ہمکو یاد کرتی ہین

مری اشکون نے کہویا نور آخر میری آنکھون کا
جو لڑکے ناخلف ہوتی ہین گھر برباد کرتی ہین

مقام سایہ و نقش قدم ہمسے کوئی پوچھے
فن افتادگی تعلیم ہمہ استاد کرتی ہین

زمانی مین بٹھین ہی کوئی طائر خوشنوا صبا
چھری دیتی ہین مجھکو کیا غضب صیاد کرتی ہین

لب بام اپنی لب پر [illegible] اپنی آنکھ مین [illegible] زبان
کبھی آنسو بہاتی ہین نہ ہم فریاد کرتی ہین

کوئی ملتا ہی وہ شیرین ادا [illegible]
عبث یہہ دردسر ہم صورت فرہاد کرتی ہین

الٰہی کیون نہین گرتی ہی دیوار قفس ہمسے
کہ نالی ہم خلاف مرضی صیاد کرتی ہین

رہا ای باغبان [illegible] گلشن [illegible]
پھری ہی چشم نرگس سرکشی شمشاد کرتی ہین

فقیرون کو نہ چشم کم سے دیکھین صاحب دولت
اسیر الفقر فخری مصطفے ارشاد کرتی ہین

وہ کشتہ ہون سر تیغ ستمگر [illegible] مجھکو یاد کرتی ہین
زیارت روز میری قبر کی جلاد کرتی ہین

ستم ایجاد [illegible] ستم ایجاد کرتی ہین
تو پھر امتحان پہلے ہمین کو یاد کرتی ہین

[illegible]
بہاتی ہین جو آنسو آبرو برباد کرتی ہین

مظالم جو ہماری تھی ہوتی سب غیر کی ذمے
خدا کا شکر زیر خنجر جدا کرتے ہین

ہوئی ہے یہہ سمجھ کر فاختہ شمشاد پر عاشق
کہ گیسو مین کبھی وہ شانہ شمشاد کرتی ہین

خداوندا رہے آباد جلسہ دوستدار و بھا
کبھی ہنس بول کر ہم وہ گھڑی دلشاد کرتی ہین

حرم مین آئی مدت سی مگر وہ چال تھی اپنی
کہ اب تک ساکنان دیر ہمکو یاد کرتی ہین

یہہ کثرت کو دکان اشک کی ہی صورت آدم
جہان جاتی ہین ہم بستی نئی آباد کرتی ہین

نہ دم چلنے کی قابل ہین نہ پرواز نیکی لائق
ستم کرتی ہین تجھپر جو تجھی آزاد کرتی ہین

کرون یاد رنہ کیونکر قاصد محبوب کا کہنا
خدا کا حکم ہو کچھ رسول ارشاد کرتی ہین

حسینون کی ستم سی چرخ ظالم تنگ ہے برگردان
جگر مریخ کا بہی خون یہہ جلاد کرتی ہین

جلا دنیا قفس کا بات کیا ہی ہم اسیرونکو
نہین کرتی جو نالی خاطر صیاد کرتی ہین

کرنی یا تو نسے اسکی مزرع دل جو نت ضائع
برستی ہین جو تیر کشت برباد کرتی ہین

یہہ کون آیا ہی ای ساقی کہ شیشی بزم عشرت مین
عوض قلقل کی تکرار مبارکباد کرتی ہین

جو کوئی پوچھتا ہی نام میرا تو تجاہل سی
وہ کہتی ہین کہ ہم روسو چتی ہین یاد کرتی ہین

سبکروحی مین یہہ لگو گرانجانی تصور ہے
ہوا بنکر ہم اپنی خاک خود برباد کرتی ہین

وہ نالان ہون جو میری طرح رونالی بہی کرتی ہے
بتون سی برہمن ناقوس کی فریاد کرتی ہین

اسیر احوال یاد آتا ہی جب شاہ خراسان کا
میری آنکھونکو آنسو دجلہ بغداد کرتی ہین

بجہاہی آنکہون سی گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈہل رہی ہین
لگی سی اک آگ اپنی دل مین ہو رہی سی شعلی نکل [illegible]
کنار دریا پہ تشنہ لب پانی نہین پیا ایک بوند اسیر

گمان خط سبز کا ہے بیجا تمام ہے سبز جلد عارض

برنگ افعی تمہاری گیسو بلا کا کچھ زہر اگل رہے ہین

بدن سی میرے جدا کیا ہے جو آج مقتل مین میرے سر کو

ہوئے ہین کچھ شاد شاد ایسی کہ بیڑیان وہ بدل رہی ہین

یقین سے ہے حفت فشار مین ہو نہ زمین بعد مرگ اون پر

جہان مین مصحف رخون سے برسون جو لوگ دست و بغل رہے تہے

لحد پہ آکر ذرا خبر لو کہ بیقرارون کا حال کیا ہے

تمام اعضا پڑے ہین بیحس مگر دل اونکی اوچہل رہے ہین

تمہارے محفل مین بخت لایا یہان رقیبون کا دخل پایا

اگرچہ پہنچے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین

پہنچ کے اُڑ کون نکے سینگے پر کوئی گذر جائے کیا سلامت

ہزار تیغین نکل رہی ہین کروڑ خنجر اوگل رہے ہین

خجل ہے گرمی سے تیرے محفل کی شمع پروانی کیا بچا ہین

عرق عرق ہے پرو سے اپنی ہزار شیشے ہی یہ پگہل رہے ہین

نہین ہے تیرا غم جدائی یہہ مرض ہی پہر اجل کا لمہ

دوا ہے پہلی کوئی جہان مین کہ جو نسخی مرض کی نکال رہے ہین

سفر سے وہ شمع رو پہر آیا ہوئی مرادین ہماری حاصل

اسیر کہی کے چراغ کہا گیا ہر ایک سجدہ مین جل رہی ہین

کیا دل گرفتہ تیر ہو لاف و گذاف مین تیغ زبان کہینچے ہی ہر دم علا خلاف مین

مر گئے بھی اجل مین کچھ تنگ کرتا ہی فلک
جستجو ہین تا زمین مُردون کی مزارون مین نہین

کون کہا سکتا ہی تیغ ابرو پر چشم کا زخم
مرد میدان کوئی لاکھون مین ہزارون مین نہین

چل دلا سوے عدم اب زندگی کا لطف کیا
کوئی غمخوارون مین کوئی دوستدارون مین نہین

ہے جو برسون کا وظیفہ اب ملی ہے گالیان
ور زبان کی تاب ہم امیدوارون مین نہین

دیتے ہین ایذا جو اہل ظلم کیا پروا مجھے
گل کو ہنسی کی سوا کچھ کام خارون مین نہین

فائدہ دنیا سے کیا پیراہن خاکستری
فاختہ ای سرو تیرے خاکسارون مین نہین

کیا عجب مجھکو جو اسپ عمر دکھلائی زمین
یہ بہت منہ زور ہی تیرے شہسوارون مین نہین

عشق مین اوس سرو کی جیسا مرا جلتا ہی دل
آگ ایسی باغبان تیری چنارون مین نہین

اشک خونین کو مری مژگان پہ دیکہی سیکڑ گل
گل کوئی ایسا تو پہولون کی بہارون مین نہین

قطرہ شبنم کی نہین پہولون مین آنسو ہین مرے
ہین مری لخت جگر دانی انارون مین نہین

بادشاہی کا جو دعوی ہے تو کر پیدا تمیز
تاج کی رکھتی سی ہما تاجدارون مین نہین

گرکئی ہمہ ہوئی تن مین الفت مژگان اثر
کون رگ ہی اپنی جو تیغ نگہ دارون مین نہین

اوس فرقی کو سبب سی دیتا ہی جو نسبت اسیر
خام ہی اوسکی طبیعت پختہ کارون مین نہین

بلبل نکر اس طرح فغان گل کی ہوس مین
صیاد نہ چھین دی تجھے دیوار قفس مین

طفلی مین وہ ہی چال کہ دل سبکی ہین بس مین
ڈہاوی گی قیامت کوئی دو چار برس مین

گلزار کسی کہتی ہین گل نام ہے کس کا
صیاد ہماری تو کہلی آنکہ قفس مین

آفاق مین سب کو سمجہہ سفلہ طبیعت
شاید ہو ہما بہی کوئی انبوہ مگس مین

بہتی ہوی پہرتے ہین جو زنجیر طلائی
سودا ہے انہین دولت دنیا کی ہوس مین

اے مرغ گرفتار پر و بال نہ پھیلا
مقراض کا عالم ہے ہر اک چاک قفس مین

اے نی کو نہ حاصل ہو کبھی رتبۂ اعلی
نقش پر طاوس کہان بال مگس مین

کیا دور ہے محبوب اگر ہو کشش دل
طے منزل معراج ہوئی چند نفس مین

دشوار ہے کچھ دل کی صفائی نہین آسان
چینی کا خمیر اوٹھتا ہے چالیس برس مین

دولت ہے جہان خارخاش اوسکی ہے ہمراہ
اک سیخ ہے لوہے کی بھی سونیکی کلس مین

خاطر شکنی دوست کشی شعبدہ بازی
عالم سے جدا شہر محبت کی ہین رسمین

تا چند یہ اے دور فلک ہجر کی راتین
اک روز تو ہو وصل بھی سن سین برس مین

کس روز کیا تم نے مراد دل حسرت [illegible]
سبے پر کی اوڑاتی ہو عبث بیٹھکی دس مین

خوش ایسے ہین پامال مری لاش کو کر کے
مہندی ہوا سے ہین وہ نعل طلا پای فرس مین

چالاک ہے کیا سیکڑون دل اوسنے چرائے
آیا نہ ترا دزد حنا دست عسس مین

پوچھا ہی کسی نے نہ سمجھے روز قیامت
دو رخ سے گیا ہاتھ سے جنت کی ہوس مین

[illegible] بقا نطق سے بہتر ہے خموشی
ہے طول حیات فقرا حبس نفس مین

لعنت ہے اسیر اوس پہ جو تھی قاتل شبیر
کیا اور کہون حق سنان ابن انس مین

جادۂ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہین
ہے خودی جب تک کہ انسان مین خدا ملتا نہین

جستجو رہتی ہے دولت کا پتا ملتا نہین
سر پہ اکڑتا ہے پر ظل ہما ملتا نہین

ہے تجسس شرط بات ملنے کو کیا ملتا نہین
پر کہین دنیا مین صادق آشنا ملتا نہین

چشم فنی کی مدتون گردش تو پایا اک تل
رزق انسان کو مقدر سے سوا ملتا نہین

مسلخ قصاب ہے یا جلوہ گاہ ناز دوست
ذبح ہوتے ہین ہزارون خونبہا ملتا نہین

ذائقہ یا تو دی الٰہی الفت حسن ملیح
اس کباب بے نمک مین کچھ مزا ملتا نہین

جسکے جوہتا جو انکو دنیا ہو کہ فرصت ابھی ہی
ڈھونڈتا ہی خاک مین قارون کو ملتا نہین

المدد موقع مدد کا ہی یہہ ای باد مراد
ڈوبتی ہی اپنی کشتی ناخدا ملتا نہین

ڈھونڈتے پھرتی ہین ہم صحرا مین مثل گردباد
نہ لون یاران رفتہ کا پتا ملتا نہین

ہو گیا کیا جانیی لیجا کے خط لیجا شتاب
صورت عنقا کبوتر کا پتا ملتا نہین

گمرہے خود منزل مقصود کی ہی رہنما
خضر ملجاتی ہین جسکو راستا ملتا نہین

آدمی کیون طالب راحت ہی دور چرخ مین
چین دانی کو بزیر آسیا ملتا نہین

گلشن ہستی مین یہہ آب مروت کا ہی قحط
نخل کو پانی پئے نشو و نما ملتا نہین

شکل آئینہ پوچھو میرے حیرت کا سبب
خلق صورت مین ہی معنی آشنا ملتا نہین

دشمن پنہان ہی انسان کیون نہ ہو کی حرص سے
چاہ اگر خس پوش ہو آدم کا پتا ملتا نہین

حق اگر پوچھو تو یہہ بھی نسخۂ اکسیر ہے
چھانتی ہین خاک سب مضمون نیا ملتا نہین

پہہ مزاجون کو صفا ہی ہو کسی کی کیا پسند
ہو ہمین جب تلخ پانی کا مزا ملتا نہین

رہ کی ہانک اسد سی چاہی جو وسعت شوق کی
شیر دایہ طفل کو ہی بی بکا ملتا نہین

منزل تاریک دنیا مین توقف کیون نہو
اس اندھیری ہین عدم کا راستا ملتا نہین

ای ہمین بت ترے سنگ رہ اسلام ہین
ایسی جو ملتا ہی پھر اوسکو خدا ملتا نہین

شاعران حال کیا مضمون تو پاتے ہین اسیر
ڈھونڈھتی ہین یہہ تخلص ہی نیا ملتا نہین

جلوے دکھا رہے ہین کیا پھول اس چمن مین
ہین لاکھ لاکھ یوسف اک ایک پیرہن مین

پیری نے آکی ڈالا نقصان در سخن مین
بیجا رہی دانت تا حق باندھی گئی رسن مین

اہل وطن کو پہنچے اوڑکر خبر ہمارے
قاصد رہا سفر مین نامہ گیا وطن مین

خالق کو بھی خوش آئی اپنی عدو کی دولت
صدقی کا رزق لکھا تقدیر برہمن میں

بہر نکیر و منکر ہے احتیاج خلعت
تابوت کا دوشالہ گندہ مری کفن میں

ظاہر ہے ہجر کی شب یوں کہکشاں فلک پے
ہو جیسے مار مردہ طاؤس کی دہن میں

رکھتی ہیں سوز دل ہم پردے میں وہ گدن میں
جلتی ہے اپنے گدڑی مشعل کی پیرہن میں

باریکئی جہاں سے کیا کیا خلش اوٹھائے
اوٹھتی ہیں دل میں پھانسیں چبھتی ہیں تن بدن میں

ای ربط جان عنصر تو نے ہمیں پھنسایا
اندوہ میں بلا میں تشویش میں محن میں

دیوانہ ہو اگر دل جا ہے برا کسی کا
ہوئی نہ بات جو کاتی جالی پڑی ہیں ہن میں

کنگھی بھگو بھگو کر سلجھائیے نہ گیسو
پانی سے اور محکم ہو گی گرہ رسن میں

ہے عشق سلطنت دل میں دیوانہ کون سمجھا
اک پانوں ہی تخت اک پانوں ہی چمن میں

ایذا وہ کیا اوٹھائے جسکو خدا بچائے
محفوظ چاندنی سے ہیں زخم گل چمن میں

نازک ہیں وہ نہ کیونکر آئے اونھیں پسینا
شمعوں کی روشنی سے گرمی ہے انجمن میں

کشتوں نے تیری قاتل مر کر حیات پائی
مردے نہیں کفن میں زندے ہیں پیرہن میں

ابرو کا مانتی ہیں خنجر گذار لوہا
مژگاں سے تہلکہ ہے مردان صف شکن میں

ہے بوستان دنیا بی شبہ جائے ماتم
آیا ہے طفل غنچہ لپٹا ہوا کفن میں

ہچکی اسیر ہر دم غربت میں آرہی ہے
یاروں نے یاد شاید ہمکو کیا وطن میں

دے گا جواب بلبل کیا کوئی اس چمن میں
پھولی ہوئی زبان ہے ہر غنچہ کی دہن میں

عریاں تری رہیں گی کیا قید پیرہن میں
دو دن نہیں سرے شمس و قمر گہن میں

ہر عضو کہہ رہا ہے اوس سادہ رو کی تن کی
قلعی سے کیسے جو آئی آئینہ بدن میں

ہے خال زیر ابرو رخسار زیر گیسو
عقرب مین وہ قمر ہے سورج ہے یہ گہن مین

وحدت مین با ہمہ ہون کثرت مین بی ہمہ ہون
خلوت ہین انجمن ہی خلوت ہی انجمن مین

خورشید سے بھی پہلے نکلیگا اپنا مردہ
شام شب جدائی ہوگی سحر کفن مین

قاتل سی زیر خنجر آنکھیں لڑین برابر
مرتی ہوئی نہ آیا فرق اپنی بانکپن مین

جوش صفائی دل سی کیا اہل جہل واقف
بیکار آئینہ ہے اندھون کے انجمن مین

جو بات اپنی منہ سی نکلی وہ شاک نکلی
جبتک ہے جان یارب گویا رہی دہن مین

بیکار رشتگی مین آنسو نہین ہین میرے
موتی سیہ دہاہون زنار برہمن مین

کیا پوچھتی ہو مجھہ سی دل کا مری ٹھکانا
ہوگا چہ ذقن مین یا زلف پر شکن مین

گرد نظر سی میری شاک ہی سیہ اونکی آنکھین
آئینہ دیکھتے ہین زہرہ کے انجمن مین

جھک کر ملوک نکلا خط سی تمہاری رخسار
موقع نماز کا ہی مہر آگیا گہن مین

فرقت مین عاشق کیسا بوتل بہن مے ہے سماتے
جس طرح خون سودا دیوانی کی بدن مین

غارت گرون کا جلوہ دیکھا تو نقد دلکو
گھبرا کی ہمنی پھینکا اوسکی چہ ذقن مین

صحبت سی شیخ کی ہین تنہہ ملک گریزان
کعبے سی آرہی ہین بت دیر برہمن مین

راحت سی تھی عدم مین ہستی مین رنج اوٹھائی
آئی اسیر ناحق خلوت سے انجمن مین

تم رنگ ہو سخن مین تم پھول ہو چمن مین
تم روح ہو بدن مین تم شمع انجمن مین

اوسنے ہوئی جدائی تقدیر کی برائی
بیموت موت آئی فرقت سی روح و تن مین

رونق جو تھی گلونکی سب ہوگئی وہ مٹی
اونکی نظر جو بدلی خاک اڑ گئی چمن مین

با ہم مہہ تذکرہ ہی جلاد چرخ کیا ہے
لوہا برس رہا ہی بانکونکی انجمن مین

شب یار سی ملا میں تنگیں تھا خوش ہوا میں
مردہ تھا جی اوٹھا میں جان آگئی بدن میں

گھر کر سحاب آیا پھر دن میں آب آیا
دور شراب آیا رندو چلو چمن میں

پای امید بستہ آفت میں جان خستہ
دل کشتی شکستہ دریای موجزن میں

پیدا ہی نمایان انجام اہل امکان
گریان ہی شمع سوزان شادیکی انجمن میں

مر چلیل ہون بہت تاقد ہیں بیٹھنی
تیغ اصیل ہونہیں لیکن ہون سنان میں

کیا چرخ کی جفا ہی اس درجہ دل سے پیا ہے
انگشت آسیا ہی افسوس سے دہن میں

شعر اگلی جب تپ ہاہی لفظ اونہیں کچھ بنا ہے
پیوند تو لگا ہی پیراہن کہن میں

تم سے کہیں جو آتی اک طرفہ گل کھلاتی
پھولی نہ پھر سماتی گل اپنی پیرہن میں

زندہ سخی ہی ہر دم آتی جو موت کیا غم
ہی ذکر خیر حاتم اب تک ہر انجمن میں

ہر عضو جسم جانان ہی شاخ چشم فتان
کرتا ہی کار مژگان ہر ایک موی بدن میں

تاب سخن کہان ہی اوسکے جو بیکان ہے
گویا ہی زبان ہی جب تک کہ ہی دہن میں

اخفا ہی خون میں ہی کی قاتل نی طرفہ سفکی
تلوار دہو کی پوچھی مقتول کی کفن میں

خاموش اسیر ہر دم رہتا ہون مثل خاتم
ہون نامدار عالم پر مہر ہی دہن میں

چھوڑ دینا اسی ثبات نہیں
کچھ بڑی ایسی کائنات نہیں

قابل رد تمہاری بات نہیں
رات کو دن کہو تو رات نہیں

دل نہ توڑو اگر مسلمان ہو
کعبہ اللہ سومنات نہیں

سیکڑون پیاسی ہوتی ہین سیراب
تیغ قاتل ہی یم فرات نہیں

دل لیا جان لی مگر اسی عشق
تجھ سے اب تک مجھے نجات نہیں

نامہ بر کیا جواب خط لکھوں
پاس اسکی میری قلم دوات نہیں

قیس و فرہاد و نل جہاں برہمن
عشقبازی کسی کی ذات نہیں

آسمان پر دماغ یار کا ہی
خاکساروں پر التفات نہیں

کچھ تو ملجاسی بوسہ یا دشنام
دیجئی زہر اگر نبات نہیں

ہمسخن یار ہو رقیبوں سے
شب میں ہوتی ہیں صبح کو بات نہیں

شعر کہہ کی کیوں نہ باندھیں ہم
خرچ کس مال میں زکات نہیں

دل پہ صدمہ ہی کیا خدا جانے
کہ بجز آہ اور بات نہیں

ہر صفت میں ذات خالق ہی
صفت انسان کی ہیں ذات نہیں

دہن انکی کفین حنا آلودہ
[illegible] کی بات نہیں

اپنی ایام زندگی میں
روز عید و شب برات نہیں

کیا کروں میں جو گذر خانۂ دلبر میں نہیں
دخل انسان کا تک ہی کہ مقدر میں نہیں

دولت وصل بجز ہجر مقدر میں نہیں
روز ہجر یا شب پروانہ مری گھر میں نہیں

اور کی پہنچی گا کف یا تلک خط میرا
چھپ رہی کچھ پر سرخاب کبوتر میں نہیں

لاکھ پیاسی ہوی سیراب تو ہوں انفاتیل
میری تقدیر کا پانی تری خنجر میں نہیں

میں بھی مستی میں تماشای جہان کرتا ہون
ساغر جم میں ہی کیا جو مری ساغر میں نہیں

دل جو ہو صاف تو ہو تجھ سے رجوع بد و نیک
سیہ فامون کی کمی آئینہ کی گھر میں نہیں

مرکی پایا ہی جو آغوش لحد میں آرام
چین وہ طفل کو بھی دامن مادر میں نہیں

پیش سرو قد محبوب ہیں سب بے معنی
دخل معنی کسی مصرع صنوبر میں نہیں

شامت گریہ کیا کرتی ہے مجھپہ رقیب
سیکڑون جھوٹکی طوفان رہا کرتی ہین

خط سی نفرت ہے بجا یار کی حب ارونکو
دور ہندو سے مسلمان رہا کرتی ہین

دخل پاتی نہین جیسے دل بی پروا مین
حسرت و یاس کو ارمان رہا کرتی ہین

جب نظر کیجیے ہی سے ساتھ حسینونکے رقیب
خار پہلونکی نگہبان رہا کرتے ہین

قاصدی سی کوئی ہوتی ہین کبوتر فارغ
آمد و شد مین یہ گردان رہا کرتے ہین

کان لیونکی ہے سماعت ہمین آنکھونسی قبول
تیری ہونٹونکی طرف کان رہا کرتی ہین

باغ جنت مین کرینگی وہی طائر پرواز
تیری تیرون پہ جو قربان رہا کرتی ہین

ہی بجا اہل جنون اہل غضب کو کہنا
سایہ جن مین یہ انسان رہا کرتی ہین

مجھسا عالم مین کہان شاعری نوش اسیر
گرچہ ہی مری دیوان رہا کرتے ہین

حیرت سی خیال بت بے پیر مین آنکھین
بیکار ہین یون جیسے کہ تصویر مین آنکھین

رو رو کی شبا و دن گا مرقع کو مین پھیر کے
مانی نہ بنانا مری تصویر مین آنکھین

نور نگہ چشم زلیخا ہوئی یوسف
لکھی تہین نہ یعقوب کی تقدیر مین آنکھین

ہو جائے گا ثابت گنہ طالب دیدار
جب حشر کی دن آئین گی تقریر مین آنکھین

نظارہ ابرو سے ہے پر اسنہ ہمارا
جوہر کیطرح گڑ گئین شمشیر مین آنکھین

پردہ تو اوٹھا یا وہ مگر سٹپٹی ہین نجا ہوش
کانونسے زبردست ہین تقریر مین آنکھین

ہوتا ہی عبث یار کی مژگان کی مقابل
آہو کی نکل آئین گی اک تیر مین آنکھین

کسکا ہے گذر قید مین جو ہو تماشا
سب حلقہ زنجیر مین زنجیر مین آنکھین

ای جان جہان اب ہی سر قبر گذر کر
باقی ہین تن عاشق دلگیر مین آنکھین

دیکھون انہین کب طالع موسی ہون میسر
دن رات ہین دیدار کی تدبیر مین آنکھین

زنجیر ہو کیونکر نہ مرا سلسلۂ اشک
رہتی ہین غم زلف گرہ گیر مین آنکھین

کیا کام مصور نے کیا چشم حسد دور
تصویر بنا دین تری تصویر مین آنکھین

کرتا ہی ہر اک موی مژہ کام زبان کا
کیا تیز ہین اوس شوخ کی تقریر مین آنکھین

بیجان وہ ہوا جسکی طرف خشم سی دیکھا
بڑھ کر ہین کہین زہر سے تاثیر مین آنکھین

دل کیون نہ زیارت سی اسیر اپنا ہو روشن
اندھون کو ملین روضۂ شبیر مین آنکھین

جو لگی ابر کی ساقی ہماری گھر برستی ہین
عوض قطرون کی اوسمی شیشہ و ساغر برستے ہین

کسی پر رحم ہے اوسکا کسی پر قہر ہی اوسکا
کہین گوہر برستی ہین کہین پتھر برستے ہین

مری پلکین جو دیکھین تو کہا اوس مہ طلعت نے
بھلا دیکھین یہہ لکی ابر کی کیونکر برستی ہین

کرین اظہار جو احسان کا اوسمی خاک احسان ہو
اگر جیتی ہین زیادہ جو وہی کمتر برستی ہین

ہوا ہی گیسوی جانان جو چلتی ہے سمندر پہ
تو بدلی مچھلیونکی ابر سی اژدر برستی ہین

عجب صحبت ہے بانکونکی زبانی رات دن [illegible] مین
کبھی تیغین برستی ہین کبھی ساغر برستے ہین

جنہین کہتی ہین مہر و مہ یہہ دست فیض ہین اونکی
کہ انسی رات دن باران سیم و زر برستے ہین

غضب ان سینہ صافونکا نہین کچھ لطف سے خالی
بھری بیٹھی ہین شیشی دیکھیی کس پر برستی ہین

دکھاتا ہی سمان کیا آسمان ہم بادہ خوارونکو
چمکتی ہین یہہ مہ کی شب کو یا اختر برستی ہین

نہا کر جب نچوڑا اوسنی بالونکو یہہ سمجھا مین
نہین پانی کی قطری ابر سی گوہر برستے ہین

وہ ابر تیغ قاتل ہے کہ جس سے خاک مقتل پہ
ہزارون قطرۂ باران کی بدلی سر برستے ہین

اسیر ایسنہ عالم پر فضیلت ہی ائمہ کے

کہ ہوتیں شانۂ گیسوی ہی پیچ لکھیں

جو شاہ عشق کا دفتر تمام لکھتے ہیں	وہ لوگ ہمکو مدار المہام لکھتے ہیں
ڈر حسد اسی ڈرا ہمکو اے بتو نکھو	نقیضہ غیبت مومن حرام لکھتے ہیں
شہید عشق مجھی جانتے ہیں کاتب بھی	یہی سبب ہے جو سرخی سی نام لکھتے ہیں
ہمارا نام فقط خط میں بھول جاتے ہیں	دعا کسی کو کسی کو سلام لکھتے ہیں
خلاف مجھ سے سیاہ تک ہیں کاتب اعمال	کوئی گناہ کریں میرے نام لکھتے ہیں
ہوئے بادہ کشی ہی یہ خوشنویسی ہیں	کہ روز خط کی عوض خط جام لکھتے ہیں
دوات جام ہی خامہ ہے گردن مینا	ثنائی نرگس میگون مدام لکھتے ہیں
بتون کی وصف لکھیں کیا حجاب کی ہی جگہہ	ہم اس قلم سے خدا کا کلام لکھتے ہیں
کبھی جو ہمسے وہ لکھوالیتے ہیں کوچی احوال	ہم اوسمیں اپنے ہی قصہ تمام لکھتے ہیں
یہ عشق سبزۂ خط میں ملا شرف ہمکو	سلام خضر علیہ السلام لکھتے ہیں
چھپیں گی وادی محشر سے کسطرح عصیان	فرشتے نیک عمل صبح و شام لکھتے ہیں
سیہ تیر دست ہیں ہم وصف خط کی لکھنی ہیں	کہ ایک عمر میں حدیقہ تمام لکھتے ہیں

جو صرف دام ہمائی میں کرتے ہیں صیاد
اسیر نام مرے دام دام لکھتے ہیں

چار عنصر مری رباعی ہیں	ہفت اعضا نہیں سباعی ہیں
حال عاشق نہیں لا نہیں پڑھے	جتنے پرچے ہیں اطلاعی ہیں
روی روشن ترا ہے یا خورشید	سوی خط یا خط شعاعی ہیں
نامہ بر کچھ نہیں کہا اوسنے	تیری باتیں سب اختراعی ہیں

وصل ممکن نہین ہے بی قسمت
سارے بیکار ہیہ مساعی ہین

خوف روز حساب کیا ہے اسیر
کہ ائمہ ہمارے ساعی ہین

دہوپ کی گرمی نہین زنہار قیصر باغ مین
چہتریان ہین سایۂ اشجار قیصر باغ مین

کس سہانی ہیہ کی گفتار قیصر باغ مین
ساری تصویرین ہین جاندار قیصر باغ مین

کیاریان ہین گلشن جنت کے جنتی ہین چمن
کوثر و تسنیم ہین انہار قیصر باغ مین

دیکہہ لین حورین اگر رو رو کے داغ خالی کرین
کیا ہری پہولونکی ہین چنار قیصر باغ مین

ایک یوسف تہا وہان ہین سیکڑون یوسف یہان
مصر سی بہی شہرہ کی ہی بازار قیصر باغ مین

قاف کی پریون سے بڑہکر [illegible]
مہ جبینان پری رخسار قیصر باغ مین

ہین شکر لب مہربان [illegible] سلسبیل
بٹ رہا ہے شربت دیدار قیصر باغ مین

شوق سیر ایسا ہی کے دروازہ کرین دربان جو بند
آئے رضوان پہاند کر دیوار قیصر باغ مین

ذکر کیا تہا اوج و پستی کا کہ شکین ہین تمام
سطح دریا کے طرح ہموار قیصر باغ مین

سبزہ گلشن مین بہار تازہ آتی ہی نظر
جمع ہین محبوب گلرخسار قیصر باغ مین

لوگ جو باہر ہین اونکو بہی تماشا ہے نصیب
بسکہ آئینہ سے ہر دیوار قیصر باغ مین

سبزۂ خوابیدہ چونکہ اٹہتا ہی اکثر خواب سے
بخت نرگس کیون نہو بیدار قیصر باغ مین

سنبری سی مقصود انکا ہوا حاصل اسیر
بخت خفتہ ہوگئے بیدار قیصر باغ مین

ردیف واو

اسقدر یار نے پوچہا میری حال زار کو
مرگ سے بدتر عیادت ہوگئی بیمار کو

واجب التعظیم تو کو جہ تیرا جائی ادب
بیٹہہ جاتے تو اوٹہانا چاہیے دیوار کو

ہون ہلاگر گو رہین عشاق گیسو کو سلا
رات جگہٹ کی ہی لیے قاتل جگا تلوار کو

جہومتی چلتی ہین کیون ستی مین نجہت فروش
کہدو ہشیار و نسی چہوڑین مست کے رفتار کو

لائی ہی کوچہ سے اوس گل کی صبا خاک شفا
باغبان صحت مبارک نرگس بیمار کو

حادثون مین ہو چکی ہین مغلوب غالب بیشتر
لوٹ لیتی ہین وبا مین عورتین بازار کو

ہون وہ مجنون سیر صحرا کو نہین کرتے قبول
خار صحرا سے بہاری جانکر دستار کو

حفظ تہوڑا بہی بچاتا ہی بلای سخت سے
ہی سپر باران مین چہتی گلی دیوار کو

تا اسی پر دیکہین وہ مطرب بسپر ہو مہربان
جای مرغ نامہ بر بہیجو نہین ہو سیقار کو

ہی اذیت بہی زیادہ عمر ہی جتنی دراز
کیا پریشانی درازی سے ہی زلف یار کو

دی خموشی بہی اونہین جتنے دیا جنکو کمال
کب ہے گویائی زبان تیغ جوہر دار کو

خندۂ دندان نما ہر بات مین اچہا نہین
اترہ کردو نیگی یہہ دندانی تری تلوار کو

ہین جو جاہل اونکو بینائی کا دعوی ہی عبث
چشم روزن سی نظر آتا ہے کیا دیوار کو

شاید انکلین اودہر اغیار بہی ہمراہ یار
پاس میرے قبر مین رکہدو سپر تلوار کو

عیش سے توام ہی غم ہی زخم سی ظاہر اسیر
چہرۂ خندان سے لازم دیدۂ خونبار کو

خوف گیسو سے چہوی کیا کوئی روی یار کو
اژدہا گہیرے ہوی بیٹہا ہی اس گلزار کو

سخت نادان ہین جو ہمسایون سی کہتی ہین امید
تر ندیکہا آب پیکان سے لب سوفار کو

تہا قوی تن اسپر اوس سفاک نی پہنی زرہ
پایداری اور چہلنی سے ہوئی دیوار کو

ہین یہہ افسون گر بہی دیوانی نگہ اوس زلف کے
مار کی بدلی لپیٹے ہین گلی مین مار کو

ظلم مین بہی ظالم خونریز ہین یاری طلب
پاؤن چلتے وقت دست غیر ہی تلوار کو

آج دکھلاؤ مجھے چاہِ ذقن کل دور ہے
تشنہ تر رکھیگا وعدہ تشنۂ دیدار کو

حلق جو ہر سے تو ہو ہر دم چلی گی تیغ یار
غرق عالم ہو تو کیا غم ابر دریا بار کو

دل تو ہی جنکا ہی وہ کیونکر جدا شانی سے
سیل کی پروا نہین کچھ اپنی دیوار کو

ماتم مجنون مین یہ خم سید مجنون کی ہی پست
کوہ کن کا داغ سہے ہر لالہ کہسار کو

شغل یاران لباسی سیہ دغا پیشہ نہین
ای مسیحا تپ نچھوڑی گی تری بیمار کو

جل رہا ہی دیکھکر ایسا ہری سینی کا داغ
ڈھونڈتا پھرتا ہی سورج سایۂ دیوار کو

تیرہ دل ہون کیون نہ روشن دل جہان مین کیون زبان
شمع کر دیتی ہی روشن ہر مکان تار کو

یاد اوس رخسار کی ای دل رہے ہین جائے
باعث صحت ہی قرآن کی ہوا بیمار کو

خود پرے ہو جاتی ہین محفل مین جب اوس سی دوچار
مرتی ہین دو چار آجاتا ہی غش دوچار کو

مردہ دل پایا جو شیخ شہر کو بیشی اسیر
گنبد دفن مین سمجھا گنبد دستار کو

باغ مین پھول ہین درکار پر ہم یار کو
پھیلو در الشفا مین نرگس بیمار کو

آنکھ کی پتلی نے دی تیزی نگاہ یار کو
سیہ سپر ہ کر فسان سی ہو گئی تلوار کو

گل کرون خون کف پا سی سیہ مین ہر خار کو
بلبلین جنگل مین آئین چھوڑ کر گلزار کو

کیا پسند آئی دل پر داغ زلف یار کو
فی الحقیقت دشمنی طاوس سی ہی مار کو

اک نظر دکھلا دی اپنی جلوۂ رخسار کو
مہر سی آنکھین ترستی ہین تری دیدار کو

رشک رہا ہون اپنی چہری کا دکھا کر سنگ سا
تار سوفی کا بنا دی آلسنود کی تار کو

ای دل تنگ اوسکی ابرو کا تصور چھوڑ دے
کھیچتا ہے تو شکنجے مین عبث تلوار کو

آگئی پیری تو کیا یون چار عنصر کو خراب
جس طرح برباد کرتی ہی خزان گلزار کو

بار ہا ہمکو یہہ آیا جوش وحشت مین خیال
توڑ دین سنگ ترازو سے سر بازار کو

گوہر دندان و لعل لب کا بوسہ چاہئے
کیا چڑھا ہی مزہ ہے دُر کا مجھ بیمار کو

دل ہمارا ہی کہ ہی اسمین خیال چشم مست
ورنہ کب مسجد مین ملتی ہی جگہ میخوار کو

صحبت احباب مین کیا دیدۂ تر کا ہی کام
سرد کر دیگا یہہ یاران گرمی بازار کو

عاشقون کی جان لیگا وسمہ ابرو ہی یار
باڑہ کر دیتی ہی خونریز جہان تلوار کو

باغبان فرقت مین مجکو گل نظر آتی ہین چشم
تیغ کا پانی دیا کیا تو نی اس گلزار کو

دونون ہین مشتاق میری قتل کی تکلیف دو
دور سی بندوق کو نزدیک سی تلوار کو

چلئے اوس کوچے مین اوس کا نظارہ کیجئے
ہین قدم چلنی کی خاطر آنکھ ہی دیدار کو

میکشون مین آگئے ہو حضرت قاضی جو تم
دونون ہاتھو لسی سنبھالا چاہئے دستار کو

سامنی اوس شوخ کی آئے اگر جلاد چرخ
پاؤن پر رکھدے کمر سی کھول کر تلوار کو

دشمنون کا ہی اگر انبوہ تہ گھبرا اے اسیر
آئینگی مولا صدا دے حیدر کرار کو

نظر آتا ہے ترا چہرۂ زیبا کس کو
حسن بی پردہ ہی پر تاب تماشا کس کو

سیر گلشن کی ہی صیاد تمنا کس کو
پر جو تو وا نہین کرتا تو ہی پروا کس کو

ساری عالم سی مرا گوشۂ عزلت ہی جدا
گردش چرخ کری گی تہ و بالا کس کو

خواب آرام مین ہمسائی ہین کوچی سنسان
کون سنتا ہی پکارون شب یلدا کس کو

قتل کرتی ہو شب آفاق کو اتنا تو کہو
اپنی جوبن کا دکھاؤ گی تماشا کس کو

کوچۂ زلف مین زنجیر بھی ہی طوق بھی ہے
کون آفت مین پھنسے جاکی ہی سودا کس کو

عیب جلا مین چلائین کہ وہ میرا ہی جگر
جز کلیم اور سے لیگا ید بیضا کس کو

شہیدون ہی ابروی پرخم کی تیغ آنکہون کی تیر
کیا ہے منصب کعبہ ہین خدا نی سنگ اسود کو

بنا ہی آسمان اللہ نی حضرت کی خاطر ہی
نہ کرتا خلق گر خالق اگر کرتا نہ احمد کو

[illegible] ہی مہر روشن سا
کیا ہے نور نی ایسا ذرہ ہا ہی خاک مرقد کو

کیا جس نی شب معراج قصد عالم بالا
ہوئی کیا شاد اہل عرش سنکر آمد آمد کو

چمن زار جنان مین واسطے حضرت کی آنے کی
کیا آراستہ ہر قصر یاقوت و زبرجد کو

عجب فیاض جس سی فیض عالم کو پہنچا ہے
زمین کو آسمان کو انس و جن کو دام و دد کو

ہنو تا حشر کی دن پیاس غالب انکی امت پر
عطا کی نہر کوثر حق تعالی نی محمد کو

نہ رد ہوتی جو کرتا تو یہ حضرت کی زبانی تک
مگر کب قصد استغفار تہا ابلیس مرتد کو

کیا تقسیم جس دن حسن اپنی خاص بندون کو
صباحت حق نی یوسف کو ملاحت دی محمد کو

عجب حد شریعت آپ نی ہستی مین کہینچی ہے
نہین ذرہ بہی رتبہ جس سی ذو القرنین کی سد کو

ہمیشہ محفل آفاق مین ہی روشنی جس کی
کیا سبطین سے نی روشن یہ نام جد امجد کو

خبر احباب کو اونکے نہ دنیا مین نہ عقبی مین
کسی عالم مین ہون آخر پہنچ جاتی ہین مقصد کو

سپہر ہی مہر مولا کیا کری گا خود خجل ہوگا
بہلا کہینچی تو ہندو ی فلک [illegible] کو

شریعت کا جو مکتب ہی وہان ہین طفل ہی جیسے
کہ مفتاح زبان سی کہولتی ہین قفل ابجد کو

اسیر احباب مولا کو مبارک خندۂ شادی
جو کینہ دل مین رکہتے ہون وہ روئین طالع بد کو

خوش طریق راست بازی سی بشر کیونکر نہو
جو چلی یہہ راہ اوس کا دل مین گہر کیونکر نہو

جس جگہ دو سخت دل باہم ہون شر کیونکر نہو
سنگ و آہن جب ملین پیدا شرر کیونکر نہو

تم کو خالق نی بنایا ہی جہان مین آفتاب
ذری ذری پر عنایت کی نظر کیونکر نہو

سخت ہی راہ عدم انسان کو جی تنگ ہو مرد بے توشہ کو تکالیف سفر کیونکر نہو

ہو گئی دیدار روئی یار سی قطع امید خواب مرگ آنکہون کو منظور نظر کیونکر نہو

اوٹہہ گئی محفل نشین خالی ہوئی محفل تمام دل فسردہ صورت شمع سحر کیونکر نہو

آئنہ آفاق مین ہوتی ہین خاکستر سی صاف صیقل اوس رخ کو مری گرد نظر کیونکر نہو

زیب گوش یار نی مجکو کیا پابند عشق رشتہ گردن مین مری مثل گہر کیونکر نہو

کثرت اندوہ و غم مین سچ ہی گنجائش ہی پیچ ہو جس مین وہ رشتہ مختصر کیونکر نہو

مرگیا مین قد کسی شیرین ادا کا دیکھہ کر خاک تربت کشت زار نیشکر کیونکر نہو

سچ تو ہے نفرت کی قابل ہین سیہ اہل جہان آفتاب آسمان کا رخ ادہر کیونکر نہو

جلوۂ جانان گریبان چاک کرتا ہی ہمین جب عیان خورشید ہو پیدا سحر کیونکر نہو

ہین یہی صدمی تو جی اپنا یقین ہی ڈوب جائی غرق کا کشتی کو طوفان مین خطر کیونکر نہو

سنکے میری شعر اہل بزم روتی ہین بجا نالہ درد انگیز ہی اس مین اثر کیونکر نہو

شمع روتی ہین جسکی فاتحہ کی واسطے میری تربت پر چراغان رات بہر کیونکر نہو

مرد قانع ہم ہین مثل مردم چشم ای اسیر
مثل مژگان بوریا بیرون در کیونکر نہو

دیکہو مری طرف کوئی صحت کی راہ ہو خاک شفا مریض کو گرد نگاہ ہو

بی چشم تر نہ قطع محبت کی راہ ہو ہی موت راہرو کی جو بی آب جاہ ہو

تم دور ہی سی میری جنازی کو دیکہہ لو جل کر تو شاسیا قی کی برق نگاہ ہو

جاتا ہون سوئی کعبہ مین پہر کی دیر سی اس واسطے کہ شیخ و برہمن مین راہ ہو

ہوتا ہی ناقصون کا عیان امتحان مین عیب آتش مین بن سیم قلب جوہر کمین سیاہ ہو

بیڑا ہی میکشون کا اسی سی جہان مین پار
کشتی شراب کی نہ الٰہی تباہ ہو

بوسہ کہین تو اوس لب نوخیز کا ملے
ای بخت سبز جلد کہین خضر راہ ہو

کھاتا ہی رشک مہر حسین رخ روشن سی داغ
خورشید تیری سامنی آئی تو ماہ ہو

چکر لگا کی جاتی ہین چہاتی قدم قدم
ممکن نہین بلند کہین گرد راہ ہو

پڑھتا ہو مین یہہ شعر کہ کہتا ہون درد دل
لازم ہے واہ واہ کے بجا آہ آہ ہو

رہرو وہ ہون جو پیاس مین منہ کی طلب کرون
اوٹھ کر غبار راہ سے ابر سیاہ ہو

وحشت کا یہہ اثر ہی کہ خواہش ہی بعد مرگ
مرقد پہ بھی نہ سایۂ مردم گیاہ ہو

صورت سی ہی غرض ہمین سیرت سی کام کیا
محبوب خوبرو ہو تو رحم خواہ ہو

یوسف کو بھی جو آئی وہ چاہ ذقن نظر
پہر دوبارہ چاہ مین گرنیکی چاہ ہو

وحشی تمہاری چشم سیہ کے پڑہین نماز
نقش سم غزال اگر سجدہ گاہ ہو

افسانہ اوسکی چشم سیہ کا سنین جو ہم
کانون مین پنبہ بھی کف مار سیاہ ہو

خواہش یہہ تجہہ سی بی سروپائی کی ہی اسیر
ہو پاؤن مین نہ کفش نہ سر پر کلاہ ہو

دنیا کی فکر جائی تو دل بادشاہ ہو
جمعیت حواس الٰہی سپاہ ہو

دولت مری قدم سی لگی ہی وہ ہون فقیر
تکیہ جہان بناؤن وہان شاہراہ ہو

شغل تعلقات سی انسان فقیر ہے
ترک تعلقات کری بادشاہ ہو

پہنچے خبر نہ اہل وطنکو کسی طرح
لیجائی خط مرا تو کبوتر تباہ ہو

سر کو جھکا کے ضعف بدن چاہتا ہی یہہ
سر پر ہمارے آبلۂ پا کلاہ ہو

فرقت مین جوش غم سی ہی یون اپنا حال
طوفان مین جسطرح کوئی کشتی تباہ ہو

گریان وہ ہون چلون تو چلون پھیرتا ہوا
خشکی کی راہ بھی مجھے دریا کے راہ ہو

باطن کو کیا خرابی ظاہر کرے خراب
بڑھ جائے نور کعبہ جو پوشش سیاہ ہو

کیا جانے کوئی صاحب جوہر کا مرتبہ
سمجھے وہ قدر تیغ کے جسکو نگاہ ہو

افراط سے نکام نہ تفریط سے غرض
وضع بشر وہ چاہیئے جسکا نباہ ہو

ایسا ہی اے سپہر کبھی انقلاب کر
درویش کی قدم پہ سر بادشاہ ہو

ظلمت سیاہ خانہ کی قسمت کیا کہون
آتی ہی یہان جو صبح بھی آئی سیاہ ہو

مرضی ہی آپکی تکرین آپ اگر قبول
بدتر کہین گناہ سے عذر گناہ ہو

اتنا بلند ہو سکے تو کام آئی دود دل
گردون پہ نجم طالع دشمن سیاہ ہو

ہمکو تو بزم پیر مغان کی پسند ہے
دونون یہان ہین ایک گدا ہو کہ شاہ ہو

ایمان اوسی کا شرع مین قائم رہے اسیر
جسکی زبان پر اشہد ان لا الہ ہو

شعلہ ہے ہجر کی شب ہر گل قالی مجھکو
دیو آتی ہے نظر شکل نہالی مجھکو

جوش مستی مین سلے ہمت عالی مجھکو
نظر آتا ہے فلک ساغر خالی مجھکو

تیر پڑتا ہے جو چھتی ہین وہ گالی مجھکو
لب سوفار ہے اون ہونٹونکی لالی مجھکو

عید قربان کی خوشی کیون نہو پیری لکو
نظر آتی ہے تری تیغ ہلالی مجھکو

فرقت یار مین بیہوش پڑا رہتا ہون
کر دیا ضعف نے تصویر نہالی مجھکو

اسیقدر ابروے خمدار کی باندھی مضمون
جتنی شاعر ہین وہ کہتی ہین ہلالی مجھکو

میری پہلو مین جو وہ غیرت مہتاب نہین
جو مہینا ہی وہ امسال ہے خالی مجھکو

فرقت یار مین پر داغ ہی خود دل میرا
باغبان تند تند سے پھولونکی ڈالی مجھکو

تو بھی گرا بھرین ای کلک تصور احسان
کھینچدی یار کی تصویر خیالی مجکو

ناتوان ہم سن ہین بناوین او سی طوق گردن
ہاتھ آئے جو تری کان کی بالی مجکو

آسمان زیر قدم آئی تو سمجھون مین زمین
میری اللہ نے دی ہمت عالی مجکو

ناشناسای سخن کو ہی سخن کی کیا قدر
مرد نافہم کی تعریف ہی گالی مجکو

اوڑسکا ہو کی رہا بھی نہ گلستان کیطرف
دام صیاد ہوئی بے پروبالی مجکو

خم چڑھاؤن جو مین ساقی مری نیت نہ بھری
سیر کرتی ہے کوئی می کی پیالی مجکو

دوستی کیا بت بیمہر و محبت سی کرون
کہ بجاتی نہین اک ہاتہ سے تالی مجکو

مرگ کی بعد نہین رنج اسیری ہی نجات
جال آتی ہی نظر روضے کی جالی مجکو

ای پری سنتی ہی اوسکو مین ہوا دیوانہ
ہوگیا نام ترا اسم جلالی مجکو

ہجر جانان مین ہی دن رات کی اندیشا
شکل گوری بی نظر آتی ہی نہ کالی مجکو

غرق ہون حیدر صفدر کی محبت مین اسیر
لوگ کیونکر نہ کہین شیعۂ غالی مجکو

بہار آئی ہی کیونکر چل کی مین صحرا گلشن کو
کہو خار مغیلان سے کہ چھوڑین میری دامن کو

منع ہی منتون سے ملکر آکسی دن سیر گلشن کو
تماشا کر گریبان چاک کی کھلا ہی سوسن کو

سدا ہی کعبہ بھی نازک دماغی دیر سی لائی
نہ لایا تاب سنکر شور ناقوس برہمن کو

مریض عشق سی ہی قول زور ناتوانی کا
اوٹھایا سر جو تونی توڑ کر رکھدو لگا گردن کو

ہوا ہون زار ہو کر عشق خط روی جانان مین
کفایت کرتی ہین کاغذ کی تختی میری مدفن کو

کرامت ہی کی جادو یا خدا ان شہسوارون مین
اوڑا لی پھرتی ہین بی بال و پر کیونکر نہ توسن کو

نہ لیتا بوسہ خال ذقن لیکن ہوا دھوکا
مسلمان زادہ سمجھا تھا مین اس طفل برہمن کو

جو آتش مزاجی کیا ہی کرتی ہین پیرون سے
دبالیتا ہے کیسا سرد آہن گرم آہن کو

خبر اوس شمع رو کو کیا ہماری لگی جلنی کی
خیال سوزش پروانہ کب ہی شمع روشن کو

رہائی پر مجھے رکھا مقید ناتوانی نے
نشان طوق ہی طوق گران ہی میری گردن کو

لڑائی ہو مقرر ایک گھر مین ان جو دو ساکن
بناتی ہین جدا اسواسطے فن ہی مسکن کو

تواضع مایہ دارونکو بسیستون ہی لازم ہے
جھکاتی سامنے ساغر کی شیشہ کیون گردن کو

مزا ملتا ہی زخمونکو بہت ٹانکونکی کھانی سی
مگر جراح لایا ہے تری شمشیر کی سوزن کو

رہین بیدار سی محروم جو کوچہ مین ساکن ہون
سیمبر گھر مین نظارہ ہو تیرا چشم روزن کو

اسیر آنسو بہاتی ہین جو بیہم شرم عصیان سے
حساب حشر سی ہمنی کیا ہی پاک دامن کو

نہ پچھتاؤ چھوا اب گردنی اوٹھکر جو دامن کو
چلی تھی کیسی ٹھکرا کی صاحب میری تربت کو

ہجوم بلبلان ہوگا سنیگا کون شیون کو
نہین درکار کچھ پھولون کی چادر میری مدفن کو

جھکی جو اپسی انسانکو جھکنا اوس سے لازم ہے
جو خم شمشیر مین پایا کیا خم ہمنی گردن کو

حریصونکو سوا ہی زعم نعمت سے کیا حاصل
کہ جلتا ہی فتیلہ جسقدر پیتا ہی روغن کو

حیا سی ان حسینونکو عرق آئی تو بہتر ہی
بڑہا دیتی ہی شبنم باغ مین پھولونکی جوبن کو

جو بیٹھی صحبت کامل مین آخر وہ ہی کامل ہو
کہ چھوتی ہی طلا پارس بنا دیتا ہی آہن کو

پشیمان ہونگی جو قصد شکست غیر رکھتی ہین
بجز سرگشتگی حاصل ہی کیا سنگ فلاخن کو

بلا سی امن اگر چاہی کوئی پیدا حمایت کر
ہوا گل کر نہین سکتی چراغ زیر دامن کو

کرینگی وصف کیا تیری مسی آلودہ ہونٹونکا
کہان ہی تاب گویائی زبان برگ سوسن کو

کیا اوس شہسوار حسن کا قسمت نی دیوانہ
بناؤن طوق گردن مین جو پاؤن نعل توسن کو

عدو کی سرکشی موقوف ہو جاتی ہی احسان سے
یہ وہ ہی بوجھ بھاری جو جھکا دیتا ہی گردن کو

اسیر اولٹا زمانہ ہی بڑی نافہم ہین مردم
کہ خوش ہوتی ہین سنکر شلنی یہ میری شیون کو

وہ دل ہی مردہ محبت کا جسمین داغ نہو
مکان گور سی بدتر اگر چراغ نہو

خوشی سے ہو لاکھہ دل مردہ باغ باغ نہو
نسیم صبح سی تازہ گل چراغ نہو

نکال دل کی جدائی سے جل رہا ہی جگر
کسی عزیز کا یارب کسیکو داغ نہو

سنون نصیحت ناصح تو جا کی مین لیکن
یہ خوف ہے کہ پریشان مرا دماغ نہو

مرادہ ہن مرا چلو سے ساقیا کافی
شراب چاہیے شیشہ نہو ایاغ نہو

نکال مردم بے علم سے ہی خوش ابلیس
بن آئے دزد کی گھر مین اگر چراغ نہو

سنا کی ماہ کو کہتا ہی وہ سپہر جمال
پسند ہی وہ نگینہ کہ جسمین داغ نہو

وہ بادہ کش ہون کہ تسکین دل نہو ساقی
شراب شیشی مین جبتک کئی ایاغ نہو

بلا مین بحث کی رہائی محال ہی میری
پڑھون جو علم فضیلت کبھی فراغ نہو

نظارہ کمر یار کی ہے فکر عبث
وہ کیا ملے کہین جس چیز کا سراغ نہو

دوا کی قدر رہی عالم مین درد کی باعث
کری نہ خواہش مرہم کوئی جو داغ نہو

شریک صحبت ظالم کو خوف ظلم نہین
شکار تیر کسی دن کمانکا زاغ نہو

نہین ہی کیا تجھی معلوم قصہ شداد
بنا کے باغ زمانی مین باغ باغ نہو

لحد تو داغ جگر سے تمام روشن ہے
نہین ہی غم جو مری گور پر چراغ نہو

بہی جہان مین دریا ہی اگر ساقی
حباب وار لبالب مرا ایاغ نہو

علی کی ذات ہی دنیا مین خضر منزل دین
کہ شب کو راہ نسوجھی اگر چراغ نہو

اسیر اور کوئی آس پاس ہو کہ نہو

نہ بھولی زخم کہا نیکا جو اوٹھا تھا مزہ دل کو	ہجوم حشر مین ہم ڈھونڈلین گی اپنی قاتل کو
کری آزاد قید ہستی فانی سی بسمل کو	خدایا کر عنایت خیر کی توفیق قاتل کو
نہ کریون نعرۂ مستانہ ہر دم دیکھ ای مجنون	گرا دی وجد مین آکر کہین ناقہ نہ محمل کو
مری کشتی جو ڈوبی غم نہین غم ہی تو اتنا ہی	لپٹا او ٹھ کی موجون نی سبکساران ساحل کو
حقیقت مرگ کی پوچھو تو تربت مین ضعیفو نسے	تھکی ایسی کہ بستر پہ گری طی کر کی منزل کو
جو ہمسن تھی ہماری مر گئی سب پیر ہو ہو کر	سحر ہوتی ہوئی نیند آگئی محفل کی محفل کو
تصور چاند سی رخسار کا کس تیغ سی کم ہی	غلط ہی یہ کہ مارا چاندنی نی تیری بسمل کو
اسی کہتی ہین دل شوق شہادت ہو تو اتنا ہو	سر اپنی مول لی دی آپ ہنسی اپنی قاتل کو
کسی کا دل الہی جوش غم سی یون نہ پر خون ہو	سخن کرتا ہون مین یا بجلیان آتی ہین بسمل کو
زبان جب بند ہو گئی ہی اپنی شرم ضعف پیری سے	بجھا دیتی ہین وقت صبح جیسی شمع محفل کو
کسی پر جو کوئی احسان رکھی سخت نادان ہے	سخی دیتی ہین جب اللہ دلواتا ہی سائل کو
رہا کی بخت نی دی قید خانیسی تجھی لیکن	بہت پچھتا رہا ہون چھوڑ کر طوق و سلاسل کو
مہ نو کو اشارہ بھی نہین کرتی ہو ابرو سے	گراتا ہی نظر سی یون کوئی مد مقابل کو
خط رخسار جانان کی کہین اصلاح ہو یا رب	یہ پیالہ کب تلک گھیری رہی گا ماہ کامل کو
نہ خنجر یہ بانکی ہنسی لذت قتل ہو نہین	وہان زخم دیتی ہین مزا جینی کی قاتل کو
کرین عشاق نالی لاکھ معشوقون کو پروا کیا	چمن مین گوش گل سنتی نہین شور عنادل کو

اسیر اپنی سخن سی کیا کلام غیر کو نسبت
جو اہل فہم ہین پہچانتی ہین حق و باطل کو

اگر ہوتاب گویائی دہان زخم بسمل کو
دعا دی طول عمر خضر دی شمشیر قاتل کو

ہوئی شادی یہہ کہا کر زخم دامندار بسمل کو
کیا رومال خلعت مین عطا شمشیر قاتل کو

حسینون مین پھری دن بھر یہان بیٹھی وہان بیٹھی
کھلی کیونکر یہہ عقدہ چھوڑ آئی ہم کہان دل کو

کہا غیرونکو دشمنی مین سمجھکر دلمین وہ آیا
مثل سچ ہی کہ ہی کافی اشارہ مرد عاقل کو

تصور گیسوی شبگون کا آیا شکر کرتا ہون
سیہ پوشاک تھی درکار میری کعبۂ دل کو

خبر لی اپنی مرغ روح کی صیاد کچھہ تن مین
قفس مین کیون بسیار رکھا ہی تجھ بن نی عنادل کو

جوان رکتی ہین بوڑہون سی جو پہلی کیا تعجب ہی
توانا ناتوان سی جلد طی کرتی ہین منزل کو

ہماری حسن معنی کو اگر الفاظ مین سمجھی
یقین ہی قیس دیکھی پھر نہ لیلی کو نہ محمل کو

جو دل مجروح ہو کس طرح عاشق کو قرار آئی
تڑپنی سی کہین تسکین نہین ہوتی ہی بسمل کو

بہار آتی ہی جوش لالہ گل باغ مین ایسا
جگہہ ملتی نہین ہی آشیانونکی عنادل کو

جدا ہوتا نہین ہی بید مجنون سی کبھی سایہ
اوتاری کوئی کیونکر پای مجنون سی سلاسل کو

عداوت چرخ کو ہی عالم افلاس مین مجھ سی
خفا ہوتا ہی ممسک دیکھہ کر جسطرح سائل کو

ہوئین تبدیل شکلین ایسی دونونکی کہ محشر مین
مجھی قاتل نی پہچانا نہ مینی اپنی قاتل کو

مقید دو ملک دو ہین اسمین سیکڑون انسان
تری چاہ ذقن سی کیا ہی نسبت چاہ بابل کو

اسیر ایسی فصاحت دی مری اللہ نی مجھکو
کہ کچھہ نسبت نہین باقی رہی سحبان وائل کو

پیشتر سودون نہی اثبات دہن کی آرزو
اب دہن پایا تو ہی اوسکی سخن کی آرزو

نوجوانون کو مبارک پیرہن کی آرزو
عالم پیری مین ہی ہمکو کفن کی آرزو

ای صبا لا بوی زلف یار تازہ ہو دماغ
دیر سی ہی نکہت مشک ختن کی آرزو

محنت عاشق تلاش یار مین بیکار ہے
کوہ تک کاٹا نہ نکلی کوہکن کی آرزو

تیری وحشی کو بیابان مرگ قسمت نے کیا
رہ گئی گز بہر زمین دو گز کفن کی آرزو

کرگئی آرائش نہ آئی زال دنیا سامنے
کب جوان مردونکو ہی اس پیر زن کی آرزو

یاالہی صحبت احباب ہو دل کو نصیب
ہی بہت اس آئینہ کو انجمن کی آرزو

دل مرا ہو بندہ دنیا تو راضی ہو فلک
شیخ بہت پوچھی تو نکلی برہمن کی آرزو

عمر کا پیمانہ ہی لبریز ای ساقی مگر
اب تلک ہی دل مین اوس پیمان شکن کی آرزو

اہل دنیا کی ہی نادانی جو ہیوان حسن طلب
کیسی زندان مین تماشای چمن کی آرزو

ای فلک انصاف کر یہہ بوجہ کیونکر اوٹہ سکی
ناتوان دل پر اوس پر لاکہہ من کی آرزو

چاہتا ہون مرگی تربت پہ حسینونکا ہجوم
عین خلوت مین ہی مجکو انجمن کی آرزو

ای صبا یہہ نوجوان مصر سی کہدی پیام
پیر کنعان کو ہی بوئی پیرہن کی آرزو

ہی وطن مین جسقدر مجکو غریبی کی تلاش
اہل غربت کو نہین اتنی وطن کی آرزو

ہورہاہی مدتون سی ان لکیرون پر فقیر
ہاتہہ دکہلاو تو نکلی برہمن کی آرزو

لکھو تیری تعریف کا مشتاق ہی میرا قلم
ہو زبان گنگ کو جیسی سخن کی آرزو

ذکر سی تیری برآئی اپنی کانونکی مراد
نام لب پر آگیا نکلی دہن کی آرزو

میری مضمون نی پہنایا زیور زینت اسیر
اب ہوی پوری عروسان سخن کی آرزو

لاش عاشق نہ سر راہ نکل کر دیکھو
بلکہ کوٹھی سی بھی دیکھو تو سنبھل کر دیکھو

اسی منہ پر تمہین دعوی ہی مسیحائی کا
اپنی بیمار کا احوال تو چل کر دیکھو

بیقرارانہ سر شمع گرمی پڑتی ہو کیون
ای پتنگو نہ کہین خاک ہو جل کر دیکھو

ہو سوا پنجۂ مرجان سی جو سرخی مطلوب
مہندی ہاتھون مین مری خون کی مل کر دیکھو

خوش رہوگی جو کروگی کسی ناشاد کو شاد
خیر خواہون کی بھی کہنی پہ عمل کر دیکھو

شوخ چشم آینہ ہر چند بہت ہی لیکن
پانی پانی ہو جو آنکھون کو بدل کر دیکھو

وہ ہجوم درپہ ہی کہ آیا ہی کوچی دیوانہ
اک ذرا تم بھی تو پردہ سی نکل کر دیکھو

نگہ گرم مین جانب مہتاب ضرور
شمع کی طرح نہ بیجا ہی پگھل کر دیکھو

غش نہ آئی کہین ای حضرت موسی تمکو
جلوہ اوس برق تجلی سی سنبھل کر دیکھو

وہ یہ کرتی ہو عبث قتل مین جانبازونکی
آپ چل جاتی نہ تلوار تو چل کر دیکھو

حسن کی تیغ اگر آپ کو چمکانی ہی
غازۂ رخسارۂ شفاف پہ مل کر دیکھو

خوبصورت ہو بہت تم نہ کنوین کو جانکو
آئی پارہ نہ لب چاہ ابل کر دیکھو

گھر مین بیٹھی ہوی کیا کہوتی ہو برسات کا لطف
سیر سبزی کی ذرا باغ مین چل کر دیکھو

کس قدر کٹتی ہین سر کتنی اولٹتی ہین صفین
تیغ اسا سر میدان کبھی چل کر دیکھو

شاعری سہل نہین بات ہی مشکل کی اسیر
نہ یقین آئی تو موزون یہ غزل کر دیکھو

جام مے کا مزہ بیان کیا ہو
ساقیا تو ہو اور نہ پیاسا ہو

کر سکی کیا وہ تیری زلف کا وصف
جسکو تک سو ہزار سودا ہو

سبزہ رنگون کی عشق مین ہی جو مست
رنگ فوشون مین کیون نہ طرا ہو

نامہ بر غیر کو بنایا ہی
کوئی مضمون نہ تازہ پیدا ہو

قدر باقی نہین رفاقت کی
کیا سمجھ کر کوئی کسی کا ہو

کیجیی نالہ کہکے بسم اللہ
اونکے دلمین نہو اثر یا ہو

شعر جو لوگ خوش کہیں کیا جانین
دل ہو غمگین تو درد پیدا ہو

آتی ہو کیون سحر عبادت کو
تب نہ تمکو نصیب اعدا ہو

اٹہو اوس شوخ چشم قاتل پر
آنکہہ ڈالی ہی دیکہتی کیا ہو

تم ٹہر جاو جس جگہہ سر راہ
بہیڑ لگ جای بند رستا ہو

شمع کی طرح ہی یہہ خواہش دل
صرف گریہ بدن سراپا ہو

دل سی یارب نجای الفت زلف
جب تلک سر ہی یہہ سودا ہو

وعدہ روز حشر کا کب تک
یا خدا جلد ہو جو ہونا ہو

مثل شبنم تبسم گل پہ
خوب روتی جو آنکہہ بینا ہو

تیری آنکہونکی روبرو بادام
آنکہین پہوٹین جو ہمنی دیکہا ہو

میری تربت بہی بن چکی سر راہ
راہ پر آو اتنو گمرا ہو

حال دل قابل تماشا ہی
تم جو دیکہو نیا تماشا ہو

اوسکی پوشاک دیکہہ لین جو اسیر
جامہ رہیون کہا فاش پردا ہو

کیا آراستہ لیلی نی اپنی زلف شبگون کو
کہو وحشت سی زنجیرونمین جکڑ دی اوس مجنون کو

قد موزون کہون کیا سرو کی مصراع موزونکو
پتا پایا نہ معنی کا کیا جب غور مضمونکو

نہ پوچہو ہم سی کچہہ وسعت ہماری کشور دلکا
چہارم حصہ سمجہو اسکی آگی ربع مسکونکو

ترا شاعر نہین ملک سخن کا مین ہون حاکم بہی
مناسب ہی عوض مضمونکی بندہ مین زر مضمونکو

رہون محفوظ لیحل شہر سی تجکو بہی ای وحشت
لگانی جاتی ہین کب طفل شہر بید مجنونکو

کشش کی یہہ مری تاثیر اپنی وترا آئی وہ کوٹہی سے
پری کی طرح شیشی مین وتارا مہر گردونکو

جواہر اسمین ملتی رہتی ہین ہر دم مضامین کی
شرار و جوہری کی جان میری طبع موزونکو

کبہی اسفل سی ہو سکتی نہین تقلید اعلی کی
نگہ والا کہ حلقہ اسی نہ پہنچی دور گردونکو

خدا نی دی ہی محتاجی مین مجکو ہمت عالی
لٹا دون ایک ہی آن مین جو پاؤن گنج قارونکو

تلاطم غم کا ہی دل مین نکلتی تک نہین آنسو
کیا ہی بند ضبط عشق نی کوزی مین جیحونکو

بہلا کیا محتسب کا رعب چہائی بادہ خوارون پر
نہ جام مہر کو چہوڑا نہ اس مینای گردونکو

جو شب کو ماہ تابان ہی تو دنکو مہر رخشان ہے
ترقی کس قدر ہی اوسکی حسن روز افزونکو

قدح نوشو نہین کہتا پیر مغان نی آبرو رکہی
لیا لب تم دیا مجکو خم خالی فلاطونکو

رہی مجکو برابر عاشق و معشوق کی خاطر
سگ لیلی سی کم سمجہا نہ مین آہوی مجنونکو

لب میگون کی ہمرہ خال کی دوسی بہی ہو لیتا
ملا کر بادۂ گلرنگ مین پیتا ہون افیونکو

میسر ہی نہو تو لطف کیا عزلت نشینی کا
ملا کیا خاک خم مین بیٹہ رہنی سی فلاطونکو

کبہی ہو رہتی ہین چہپ کثرت جہال سی عالم
چہپا لیتا ہے جیسی ابر تیرہ گہر کی گردونکو

مری رو دینی افزون نشۂ حسن اونکو ہوتا ہے
مئی گلگون کا ساغر جانتی ہین چشم پرخونکو

کہان ثروت و حشمت کہان وہ حشمت و ثروت
سجا ہی ورد کو قمری طاق فریدونکو

نہین ہی بی سبب ہرگز سیاہ اسکی جو رنگت ہے
ہوا ثابت تمہاری خال کا سودا ہی افیونکو

پسند آتی کسی کو ہوا اگر مضمون کوئی تازہ
نہین اندیشۂ دزد مضامین میری مضمونکو

علی مرتضی کو بہی محمد سی وہی نسبت
جو نسبت تہی جناب موسی عمران سی ہارونکو

نہ شرو دلسی شک کی ماہ لقا جانی دو
نیند آجاتی شب وصل تو آجانے دو

روک رکہا ہی مجہی کس لیی دربان نی پر
آنی دو گہر مین تم اپنی سی مجہی پانی دو

گندمی رنگ کا بوسہ جو لیا ہو نہ خفا
آدمی ہم ہین ہوی ہمسی خطا جانی دو

دل ہی یکرنگ دوئی کا ہی عبث اسکو گمان
چشم احول یہہ نہین ایک کو کیا جانی دو

میرا تابوت جو دیکھا تو یہہ بولا وہ مسیح
کون روکی اسی جاتی ہی بلا جانی دو

تنگ آیا ہون مین ای کعبہ نشینو مجھی
جانب دیر مجھی پھر خدا جانے دو

دولت لیست کا طالب نہین مین تشنہ ہون
خاک مین آپ سمائی تو سما جانی دو

غافلو کچھ تو ڈرو آپ سی آتش نہ بنو
خاک ہو جاؤ گی اک روز ہوا جانی دو

گو گنہگار ہون پر دیکھو رتبہ میرا
روز محشر مجھی نزدیک خدا جانی دو

حلقۂ بخشش نہین نقد دو جہان ہی کیا مال
گوش فیاض مین سائل کی صدا جانی دو

غیر خارج جو ہون نام نہ رکھون اپنا
محفل یار تلک مجکو ذرا جانے دو

ماہ نو ابروی پر خم کی چڑہا منہ تو چڑہا
نکو اب اسی انگشت نما جانے دو

داغ دل روز سیہ اپنا کری گا روشن
پھر اگر آنکھ چراتا ہی چرا جانے دو

قابل انجمن عیش نہین ہون مین اگر
قطعۂ نذر تو خلوت مین سنا جانی دو

ارنی کہتی ہو کیون طور پہ ہر وقت امیر
اک ذرا حضرت موسی کو تو آجانی دو

پہنچون اوس در پہ یہہ امید ہو کیونکر مجکو
راہ چلتا ہون اگر آتی ہین چکر مجکو

طرف خانۂ عیسی جو چلا بہر علاج
لیگیا کوچۂ قاتل مین مقدر مجکو

دیکھکی دینی مجھی کیا آئی ہی ای زال جہان
تیرا چہرہ ہی رخ خوک سی بدتر مجکو

مرگیا کیا کہ مین غربت سی وطنکو پہنچا
لوگ پہنچا کی چلی آئی مری گہر مجکو

بانٹ کھاتا ہون مین آدہی گدا ہون [illegible]
ایک روٹی بہی جو آتی ہی میسر مجکو

یاد جس شام کو آجاتی ہی ان دانتونکی
شب گذر جاتی ہی گنتی ہوی اختر مجھکو

طلب کم مین کرون کیا کہ بڑا تو ہی کریم
یا کوئی گنج ملی یا کوئی کشور مجھکو

زخمی ہوتا ہون تصور مین تری ابرو کی
یاد خنجر کی لگا جاتی ہی خنجر مجھکو

شوق نظاره نی آئینہ بنایا ہی مجھی
حسرت دید لئی پہرتی ہی گہر گہر مجھکو

ہیچ سمجھا ہون جہان کو نظر آتا نہین کچھہ
شکل اکسی ہین شب روز برابر مجھکو

ای پری بزم مین آتا ہون تری پر ہی یہ شرط
کہ بٹہانا تو سلیمان کی برابر مجھکو

واه ای ساقی دوران یہ مری قسمین کہی
خم فلاطون کا نہ جمشید کا ساغر مجھکو

فرقت یار سہی قد مین تماشا کیا
باغبان سایۂ شمشاد ہی اژدر مجھکو

کیا سمجھہ کر مین کرون چرخ سی ملبوس طلب
وہی یہہ مسلک تو کسی قبر کی چادر مجھکو

مجھسا مئکش کوئی میخانۂ عالم مین کہان
چین دم بھر نہین بی شیشہ و ساغر مجھکو

سامنی آئی وه پوشاک بدل کر جس دن
بیقراری نی کیا جامی سی باہر مجھکو

اہل دنیا سی تواضع نہ مناسب تہی اسیر
خاکساری نی کیا خاک برابر مجھکو

خار گذری جو کہین بوی گل تو انگر مجھکو
نام کو ہاتھ لگا صورت گل زر مجھکو

ڈر گیا ہی یہہ دل افسانۂ یوسف سنکر
چاہتا ہی کہین دشمن نہ برادر مجھکو

گہر و رہتی نہین بیوجہ حریص دولت
قطرۂ آب ہون تجہی ہین یہہ گوہر مجھکو

نہ ہی دہشت یاجوج بلا مرگ کی بعید
تشنۂ گور ہوا سد سکندر مجھکو

اسقدر شور نکہ مغز پریشان و اغلظ
جہیلنا ہی ابہی ہنگامۂ محشر مجھکو

یاد آتا ہی جو لکھنی مین ورق سرخ و سفید
ہر ورق سیم طلا ہی قلم زر مجھکو

الفت موئی کمر مین یہ ہوا زار و نحیف
لیچلا ملک عدم کو تن لاغر مجکو

دیو آتی ہی نظر اہل جہاں کی صورت
لیچلی ای جوش جنون شہر کی باہر مجکو

خط مین ہین پیچ کی مضمون بنا دون واہمہ
ہاتہہ آئی جو گرہ باز کبوتر مجکو

صورت شیشۂ نازک مری پہلو مین ہی دل
کس طرح ہو سخن سخت نہ پتہر مجکو

سر کو ٹکراؤن گا ایسا کہ کرون گا زورن
روک سکتا ہی کوئی گنبد بی در مجکو

کثرت ضعف نی یہہ حلقہ کیا پیری مین
ایک ہیچ ابرہ آسا قدم و سر مجکو

رنج مین اور بہی مین مست مئی عیش ہوا
گردش بخت ہوئی گردش ساغر مجکو

چہا گیا وو دل ایسا کہ زمانہ ہی سیاہ
دن کو آتی ہین نظر چرخ پہ اختر مجکو

نور موسی نی سر طور جو دیکہا قاتل
نظر آتا ہی وہ جلوہ تہ خنجر مجکو

دہن شیر سی کم روزن دیوار نہین
پہاڑ ہی کہاتا ہی شب ہجر مرا گہر مجکو

شکر اللہ کہ جہکی نہ امیرون سی پلک
کردیا دیکہی زر داغ توانگر مجکو

ہمہ تن داغ ہون وس خال کی الفت مین امیر
کردیا واتۂ اسپند نی مجمر مجکو

حسن معنی سی ہی اپنی شعر تر کی آبرو
ہی صدف کی آبرو جیسی گہر کی آبرو

چشم گریان سی مری نفرت نکلای سرو قد
باغ مین چشمی کی باعث ہی شجر کی آبرو

آئینہ کو اوسنی توڑا چشم عاشق جانکر
اب خدا کی ہاتہہ ہی اہل نظر کی آبرو

دل مین اوسکی تیر کو دی میری سینی نی جگہہ
میزبان نی میہمان کی کس قدر کی آبرو

آکی میخانہ مین زاہد نی کیا مئی سی وضو
خاک مین کیسی ملا دی عمر بہر کی آبرو

ہوئی مژگان یہہ کسی رشک مسیحا کا لہو
جاہتی کچہہ ای رگ جان نشتر کی آبرو

ساقی سے عیشی نے کہا اگر تم طلب کیا
ہنسکر کہا ابھی نہیں عید غدیر کو

حق میں علی کے چشم بھی گوش بھی ہیں
سنتا ہوں دیکھتا ہوں سمیع و بصیر کو

کہتا شکل کی سنگ سے ہے بے بقا شرر
مہلت جہان میں خاک ملی کی شریر کو

پیدا کیے حسین و حسن علی سے وہ دوستی
چاہے جو جوشین صغیر و کبیر کو

تحریر وصف قدسی قیامت بپا ہوئی
سمجھا میں نفخ صور قلم کی صریر کو

دوس بت کا وصل ہمکو عجب کیا جو ہو نصیب
قدرت ہے ہر طرح کی خدای قدیر کو

کہہ دو نہ آتی حاجی سے باہر ہوں پادشاہ
خلعت کا لطف ہے کفنی میں فقیر کو

تا چند یا علی یہ رہے ہند میں خراب
روضے پہ اپنے جلد بلا لو اسیر کو

پھری آنکھ تم اغیار میں رو یا نکرو
عرق شرم میں تم مجھکو ڈبو یا نکرو

ہو کے عاشق کہیں پہ یاں نہ او ٹھا لیجیے گا
کھول کر منہ شب مہتاب میں سو یا نکرو

فائدہ خط کے ہے پانی سے گل عارض پر
ایسی کانٹی حق عشاق میں بو یا نکرو

پھول سا چہرہ دکھا کر تو غنا یا شبنم
پھر مجھی آپ یہ کہتی ہیں کہ رو یا نکرو

دو تکی زلفوں پہ گری اشک ہماری تو کہا
جھوٹی موتی مری بالوں میں پرو یا نکرو

ایک سوال کیا ہی کہ سو جانتی ہاں منہ سے نہ
تم یقین میری محبت کا کرو یا نکرو

نہ سنا چاہی گا احوال مرا کہتا ہوں
دیکھو میری لب خاموش کو گو یا نکرو

چشم ساقی کو کہو جام تو لب کو جام
میکشو ہوش کسی بات میں کھو یا نکرو

ڈر ہے تمسکو کہیں واعظ نہ کہی تر دامن
دامن اشکو نسے اسیر اپنا بھگو یا نکرو

کیا رنج طعن خلق سے مجھ بے گناہ کو — کہتے ہیں پیٹھ پیچھے برا بادشاہ کو

پردہ ہے کیوں دکھائیے چشم سیاہ کو — سرمہ بنائیے مری گرد نگاہ کو

روندے ہے نہ اوسکی کوچۂ زلف سیاہ کو — زنجیر اشک چاہیے پائے نگاہ کو

قصد سفر کیا ہے تو مجھکو بھی ساتھ لو — اوڑنے نہ دینگی اشک مرے گرد راہ کو

بیمار چشم پر جو عنایت کی ہے نظر — بھیجو خبر کے واسطے پیک نگاہ کو

وحشی وہ ہوں کہ دشت سے میں ہوگیا ہوا — دیکھا کبھی جو سایہ مردم گیاہ کو

کچھ چاہیے سوال نکیرین کا جواب — لکھو کفن پہ اشہدان لا الہ کو

میری سیاہ خانیسے ڈرتے ہیں اسقدر — خورشید و ماہ کاٹ کی چلتے ہیں راہ کو

محبوب سے ہو ہجر تو نور نظر کہاں — اندھا کیا جدائی یوسف نے چاہ کو

آفت ہے روی یار قیامت ہے زلف یار — پہچانتی ہے آنکھ سپید و سیاہ کو

جاتی تو ہے جمال رخ یار دیکھنے — پھر نا کبھی نصیب ہوگا نگاہ کو

ہیں ہم فقیر اوسکی در فیض کے فقیر — جسنے کہ بادشاہ کیا بادشاہ کو

حق تو یہ ہے کہ اہل نظر میں مرے سوا — پہچانتا نہیں کوئی اوسکی نگاہ کو

پردہ حسین کرین ہے تو بے پردگی سکھا — برقع کتان کا چاہیے رخسار ماہ کو

بہکاے غول بن کی رہ عشق لاکھ عقل — کرتا ہے کب فقیر غلط شاہراہ کو

جاتی نہ کس طرح دل پر داغ سوئے زلف — طاوس دوست رکھتے ہیں ابر سیاہ کو

خالی ہے سوز عشق سے کب سینۂ فلک — وہ داغ جانتا ہوں میں خورشید ماہ کو

سلطان وہ ہے کہ جسکی رعیت سپاہ ہے — سلطان نہیں جو سمجھے رعایا سپاہ کو

چھپ جاتی ہیں اسیر کی عصیاں بھی عشق میں — بخت سپید پردہ ہے روئی سیاہ کو

ساقی اگر شراب سی مست تر نہین سکی
تیزی نی کی کہا نسی ہی عقل حکیم کو

رونی سی میری سرد ہوئی جسجگہ آگ
فرصت ملی عذاب سی اہل جحیم کو

ہوگی اونہین پہر روز جزا شدت عذاب
جو خورد جانتی ہین گناہ عظیم کو

ہوتی ہی چشم تر سی صدف غرق بحر شرم
اشک آب آب کرتی ہین دُر یتیم کو

ممکن نہین کہ روح روان تن سی رک سکی
ہلتی ہین کوئی بند کری کیا نسیم کو

اب ہم ہین اور بحر کرم ہین شناوری
طی کر چکی دوآبہ امید و بیم کو

بیمار عشق ہون کوئی میری دوا نہین
کب ہی یہہ درد سر کہ بلاؤن حکیم کو

انسان کو نیک کرتی ہی نیکو نکی پیروی
خوشبو ہوئی سہیل سی حاصل ادیم کو

عالم کو تیری فیض نی ایسا کیا غنی
ڈہونڈہی اب گدا نہین ملتا کریم کو

وہ زار ہون کہ باغ بھی زندان ہوا مجھی
سمجہا ہین طوق حلقہ موج نسیم کو

رہتا ہی مجہی وہ دہن زلف کا خیال
کرتا ہون روز حفظ الف لام میم کو

جسون وہ جلوہ گاہ ہی اور اپنی چشم شوق
جب جا نہین ہی تاب تماشا کلیم کو

سونگہی گا اوسکی پہول کی بو کسطرح کوئی
جب بوستان مین دخل نہین ہی نسیم کو

حاجت تری مکان کو سفیدی کی ہو اگر
چونا بناؤن کوٹ کی دُر یتیم کو

رضوان بلا رہا ہی ابہی کیون مجہی اسیر
آراستہ کری تو ریاض نعیم کو

کب نہین قائل معراج پیمبر ابرو
رکہتی ہین معنی قوسین کہ از بس ابرو

فرق رکہتی نہین کچہہ بال برابر ابرو
چشم ساغر شکن ... مصرع مکرر ابرو

ہین مہینون سی مہ عید کی مشتاق نگہین
دیکہون کس روز دکہاتا ہی مہ عید ابرو

ہین پیچون محراب حرم تک شکر و نہین میہ دعا — پھر دکھادی مجھی یا خالق اکبر ابرو

زلف سنبل ہی دہن غنچہ ہی آنکھین نرگس — قد صنوبر ہی ترا شاخ صنوبر ابرو

آبرو کیونکہ نہو انکی نظر ہو حسن عین — واقعی کعبہ رخسار کی ہین در ابرو

حضرت فاتح خیبر سی ہین ہون تیغ نصیب — لاؤن قبضہ مین اگر ہون در خیبر ابرو

نظر آتی ہین مجھی عالم رویا مین ہلال — بسکہ آنکھون مین پھرا کرتی ہین شب بھر ابرو

کیا کرون وصف کہ ہین انمین حسین ایک سی ایک — لب ہین پستہ جبین زلف معنبر ابرو

ہی بجا دون انہین تشبیہ جو تلوار سی — صاف رکھتی ہین ادھر سی قتل کا جوہر ابرو

جمع کیونکر نہ ہین روز زیارت کی لیے — چشم عشاق مین ہین موتی پیمبر ابرو

ہی شب وصل ہی عاشق کی لیے قتل کا ڈر — مژہ یار کٹاری ہی تو خنجر ابرو

کون مشتاق ہی جو پھیر لین ریا کی ہمین — موج گرداب ہی دنیا مین میہ چکر ابرو

فلک حسن کہین کیون نہ وسی اہل نظر — بدر سی چہرہ مہ نو سی ہی بہتر ابرو

چاہتی ہین کہ بنین ہمسی کمانین ایسی — دیکھنی آتی ہین ہر روز کمان گر ابرو

کیون نہ نظارے کا مشتاق رہی یک جہان — کم مہ نو سی نہین بال برابر ابرو

خود جو کج ہین تو کجی سی ہی محبت انکو — کج اداؤن سی بدلتی نہین تیور ابرو

صاف معلوم میہ ہوتا ہی کہ ہین کشتی گیر — قد خمیدہ ہی ملاتی ہوئی ہین سر ابرو

زور مہ نو سی جو تشبیہ تو ناقص ہی خیال
حد تعریف سی ہین آپ کی باہر ابرو

دیگر

آئی نہ تاب اپنی دل دردمند کو — جلتی ہوئی جو آگ پہ دیکھا سپند کو

غش سی کبہی افاقہ جو ہوتا ہی ہجر مین
عقدہ وہان زیار کا کہیہ تو کہلا نگر

ای بت خدا کی واسطی باتین کڑی نکر
گردن پہ پہیرتی ہین جو خنجر وہ کون ہین

دریافت علم غیب کرین گی حکیم کیا
گردونکو میری سر کی اوڑاینگی ہی جو فکر

سمجہون مین بعد مرگ اوسی کو حصار مین
جنکی رفیع قدر ہی آرام اونہین کہان

شب کو ہماری قبر ہو روشن اسی طرح
ادنا کو ہمنشینی اعلا سی کیا ثمر

اصلاح خط چہرۂ گلگون ضرور ہے
سینے سی دلکو کہینچکی لیجاتی ہی ودر الف

دعوی کری جو اوس لب شیرین سی نیشکر
عمر رواں کی ہوگی روانی کبہی نہ ودر

پامال کیجیے تن سوزاں کو میری جلد
کس منہ سی وصف اوس لب شیرین کا کیجیے

سر سی ہماری زینت فتراک ہو گئی
تب آکی توڑتی تہا مری بند بند کو

وقت ہو گئی طبیعت وقت لپسند کو
پتہر کی چوٹ ہی یہہ دل دردمند کو

ہم تو کبہی چہری سی تراشین نہ بند کو
بام فلک پہ پہینک رہی ہین کمند کو

گولا دیا ہی توپ کا دستار بند کو
مرقد کی گرد دین نہ دینگا وہ سمند کو

گردش سی کب نجات ہی چرخ بلند کو
کیجیی جو اعتیا کبہی آکر سمند کو

پاتا ہون پست سایۂ نخل بلند کو
گلشن سی دور رکہیے اس خار بند کو

ایسی کشش کبہی نہین آتی کمند کو
لیکر پہیری گردن مین جدا بند بند کو

وہ کون ہی جو روک سکی اس سمند کو
رکہتی بہت نہ نعل در آتش سمند کو

نسبت نہین نبات کو شکر کو قند کو
گلگون کیا تہو نی تمہاری سمند کو

لیجا کی یہہ غزل تو سنا تا اوسی نگر
پاؤن کہان اسیر کمال بخشند کو

ساقی مری ظرف سی ہی کبھی بحر می کی موج
درکار تازیانہ ہی رہوار ہوش کو

دل ہی لبسان ماہی بی آب بی قرار
دیکھا ہی جیسی کودک ماہی فروش کو

خلوت سرا ہی اس دل آوارہ کی لیے
مکتب کی قید کودک بازیچہ کوش کو

آوارگان دشت سی کہتا ہی گرد باد
کیا احتیاج خانہ ہی خانہ بدوش کو

آخر فریب زاہد مکار کھل گیا
گندم نمائیان نہ بہلیں جو فروش کو

سامع ہی اسکی گرد نہ پروانی اوسکی گرد
کہتی چراغ کشتہ زبان خموش کو

کیا سرخ سرخ رخ ہین حسینونکی شکل گل
فصل بہار کہتی جوانی کی جوش کو

سنتی کلام چہرۂ جانان کو دیکھتی
ایسی خوشی نصیب کہان چشم و گوش کو

تابوت کو مری لئی پھرتی ہین کیون عزیز
پھینکین گڑھی مین گور کی اس بار دوش کو

قلقل کی ہی ہوس نہ تمنا شراب کی
ساقی بغیر بھول گئی نای نوش کو

دیکھین جو بہری سینہ پرداغکی بہار
پوچھین نہ لالہ رو سبد گلفروش کو

مجمع تھا زاہد دل کا کبوتر کا ساتھ اسیر
سمجھا مین خرقہ بند ہر اک خرقہ پوش کو

حور شکل حشر زر خوبصورت ہو تو ہو
میکدہ جیسا ہی ویسا باغ جنت ہو تو ہو

جوہر [illegible] دیوان مین گلستان ایمان
باب پنجم مین کوئی ایسی حکایت ہو تو ہو

کیا خطا اس مین جو رستی مین کیا اونکو سلام
ترک اتنی بات پر صاحب سلامت ہو تو ہو

صبح محشر حشر گیا پہلی اگر میرا حساب
شام تک بھی حاکم محشر کو فرصت ہو تو ہو

لا تعین گی اوس گل کو اپنی ساتھ گلشن مین ضرور
گل کو سودا ہو تو ہو بلبل کو وحشت ہو تو ہو

[illegible] دولت نی پھنسا رکھا ہی قید سخت مین
مشکل آسان ہی اجل تیری بدولت ہو تو ہو

وعدۂ فردا مینو لینی کیا کرتی ہو تم
مقصد اس فردا سی فردای قیامت تو نہو

کب تپ فرقت سے تیری مریضونکو نجات
مرگ کا دن انکی حق مین یوم راحت ہو تو ہو

لطف سی وی دردہی ساقی تو ہی آجیاف
چاہئی دل صاف ظاہر مین کدورت ہو تو ہو

زندگی بھر قید گیسو سی رہائی ہی محال
مرگئی ہیں اس سی جیتکاری کی صورت ہو تو ہو

کیا بنایا حق نی تجھکو نازک ای موئی کمر
موج بوئی گل مین تیری سی نزاکت ہو تو ہو

کوہکن کو یہ زبان تیشہ دیتی تھی صدا
عمر بھر خارا تراشی کر مشقت ہو تو ہو

پاس رسوائی کہان سینی مین دل بیتاب ہے
اب تو چلتی ہین ہم اوس کوچہ مین ذلت ہو تو ہو

ساری عالم مین بنایا جبین کا ہی مقام
جل کی زیر خاک کچھ تربت مین راحت ہو تو ہو

دو گھڑی تو گھر سی کشتی کی کناری چل اسیر
دیکھہ کر گور غریبان دل کو عبرت ہو تو ہو

کیا تری قصر سی نسبت فلک آبی کو
برج مہتاب نہ پہنچی تری مہتابی کو

شب فرقت کا فسانہ ہی بہت شور انگیز
نیند اڑ جائی اوسکی سنی جو مری بیخوابی کو

دست پر نور مین ہو جاتی ہی افزایش نور
آفتابی وہ بنا دیتی ہین مہتابی کو

مرگئی وادی غربت مین ہزارون پیاسے
رحم آیا نہ ذرا گنبد دولابی کو

ہین حباب لب جو شرم سی پانی پانی
جبسی دیکھا ہی تری پیرہن آبی کو

حال دل پوچھتی ہو تشنۂ دیدار سی کیا
دیکھہ لو ماہی بی آب کی بیتابی کو

کس طرح گر گئی سمجھکر نہ ڈری یوسف دل
دیکھہ پائی جو تری پاؤن کی گرگابی کو

حسن مین ہو جو ہر ذاتی وسی کیا حاجت
پیرنا کوئی سکھاتا نہین مرغابی کو

چشم عاشق سی بھی اشک کا چوکا کبتک
ڈھولئی در کو سٹا کر کبھی سنجابی کو

حشر کا ز گروہ عشاق سی سنکر بولی
ہین تمہاری خط اعمال ہمارے گیسو

سیچ کہو غیر کی ماتم مین اوڑاتی کیا خاک
گرد آلود نظر آتی ہین سارے گیسو

یا نبی خوف قیامت نہین کہتا ہی اثیم
ہی سند اسکی شفاعت کی تمہاری گیسو

چاہتی طالب سی پردہ کچھ نہ کچھ مطلوب کو
پیرہن یوسف نی بھیجا جاتی خوشبو یعقوب کو

روز خلقت صبر کی خالق نی دو حصی کیی
ایک مجکو ایک بخشا حضرت ایوب کو

دل مین ہی پوچھون وہان یار کا اوسی پتا
غیب کا احوال آتا ہی نظر مجذوب کو

نامہ بر دیتا چلا ہی کوئی قاتل کی طرف
موم جامی مین لپیٹا چاہیی مکتوب کو

خوب ہو مجھ سی بری مین جو دنیا پھیر لے
صبحدم دیکھون نہ یارب وقت نا مرغوب کو

یار کی اوترے ہوئی پوشاک کا پایا کفن
مر گئی پر بھی نہ چھوڑا دامن محبوب کو

ابلق ایام دکھلاتا نہین کسکو زمین
کیا عداوت اپنی راکب سی ہی اس مرکوب کو

یہ بھی قسمت کا لکھا پائی نہ کچھ اوسکی خبر
نامہ بر آیا گرا کر راہ مین مکتوب کو

غیر کی باعث نکالا اوسنی محفل سی مجھے
کر دیا مرفوع اس مجہول نی منصوب کو

روز محشر کا جو کھٹکا ہی تو ہین رستے لیی
چاہتا ہون مین لسی مین اللہ کی محبوب کو

کارخانی عشق کی دیکھو کہ یوسف ہون جدا
چاہ کا پانی ملی سب دیدۂ یعقوب کو

شوق کی مضمون سی لی دوڑ جاتی گا لفافہ
احتیاج نامہ بر کب ہی مری مکتوب کو

شہد لب کا بوسہ لیکر پڑ گیا جھگڑا مین مین
کیا خبر میری نہین ہی دشمنان کی آشوب کو

اے حسینان جہان ہی آئینہ کو کیا تمیز
میری آنکھین جانتی ہین رنگ زشت و خوب کو

سہل بندش چاہیی مضمون بنا کی لیی
سادگی ہی اور زیور ماہ وش محبوب کو

دیکھے کہ ابرو دیکھ کر دیکھوں کیوں نہ اوسکا خط غبار
ماہ نو کی بعد مردم دیکھتی ہیں رب کو

تھی جو مضمون درج اوس نگس طلائی کی اسیر
کاغذ زر نامہ سمجھا مرے مکتوب کو

لکھوں جو چشم دل میں کاغذ کہ حسرت ہو
شنجرف لہو خامہ انگشت شہادت ہو

بلبل کی طرح دم بھرنا تو نسی نہ فرصت ہو
دو ٹکڑے ہی اگر دل ہو منقار کی صورت ہو

وہ مست جو اوٹھہ جاتی ہر دل کو کدورت ہو
ہر شیشہ ہی ساقی اک شیشہ ساعت ہو

جو آپ کی مرضی ہی مرضی ہی وہی میری
رہنی ہی مجھی مطلب دوزخ ہو کہ جنت ہو

پروانوں کی جلنی پہ جلتا ہی جگر میرا
خاموش کہیں یارب شمع سر تربت ہو

سیکھوں میں تواضع حب شیشی کی جھکی گردن
قلقل کی صدا مجھکو واعظ کی نصیحت ہو

کم سن ہی پتھر جتنا او تنا ہی بری مجھسے
کوتاہ اگر دن ہو مزدور کو راحت ہو

مردوں سی ہی کہکر میں زیر زمین سویا
مجھکو بھی خبر کرنا جب صبح قیامت ہو

کہتی ہی قیامت میں یہ وحشت دل مجھسے
دوزخ کو چلو جبتک آراستہ جنت ہو

وہ زخمی الفت ہوں صحت ہی مجھی زحمت
لوں نام جو مرہم کا زخموں کو اذیت ہو

پیری میں مری آگی سر پیکی جھکیں یارب
ہی قامت خم گشتہ محراب عبادت ہو

محشر میں جو پوچھیں کی اعمال کہوں گا میں
دل آج پریشان ہی دو روز کی مہلت ہو

تجھ بن بھی وسکی ہی ای دل تجھی کچھ تسکین
دو دن جو نہ خط لکھی معلوم حقیقت ہو

ظاہر ہی حسینوں کی وہ الفت ہی حسینوں سے
قاصد بھی وہ بھیجوں میں جو حور کی صورت ہو

ہے ہفت دوستہ خوبان کا نامہ کو شرف بخشے
جو حرف لکھی خامہ وہ قابل خلعت ہو

کہا میں عوض جلوا ہم زہر تو قاتل میں
بوسہ جو نہیں دیتی گالی ہی عنایت ہو

خالق جو کری منعم نہی ہمت عالی بہی
دو سیم ہون تجہہ سی دل اپنا لگائی وہ

قارون کی جو دولت ہو حاتم کی سخاوت ہو
بارہی کیطرح جسکو نہ جانیکی حسرت ہو

مرضی جو اسیر اسکی قربان ہین لکہی جیسی
آنا بارادت ہو جانا باجازت ہو

بڑہ گئی ہی اور کہند جانی سی شان لکہنؤ
لامکان سی کم نہین کوئی مکان لکہنؤ

اب کہان وہ لکہنؤ وہ ساکنان لکہنؤ
رہگئی باقی زبان پر داستان لکہنؤ

شیشہ ہی بی بادہ گلگون صدقے دیگہر
جسم بیجان ہی نہین تہا لب مین جان لکہنؤ

اب اگر باغ ارم کہئی اسی تو ہی بجا
ہوگیا آنکہو نسی پنہان بوستان لکہنؤ

سنگ پر شیشہ گرا یا برق خرمن پر گری
رہزن آئی لوٹنی کو کاروان لکہنؤ

پست اعلی سیکڑون ادنی ہوئی لاکہون بلند
ہین تہ و بالا زمین و آسمان لکہنؤ

بیسروپا گہر سی نکلی سیکڑون یوسف جمال
لٹ گئی ساری متاع کاروان لکہنؤ

وہ بہی اک دن تہا کہ حلوی کیطرح میٹہا تہا سم
ہوگیا اب زہر حلوائی دکان لکہنؤ

چرخ نی باندہی ہین جو اہل زمین کی پستیان
باندہتی ہین جیسی مضمون شاعران لکہنؤ

مردم کوہی کی آنی سی ہوئی کیسی خراب
سب زبانو نسی جو بہتر تہی زبان لکہنؤ

خوش معاشونسی ہوئی مفرور لڑکر بدمعاش
ہی یہ عاشقونکی خرابی ہی میان لکہنؤ

صاف ظاہر ہی کہ پہنچی عرش پر یہہ کسطرح
ضعف سی لب تک نہین آتی فغان لکہنؤ

موج زن دریا ہی ہر گہر مین موج اشک سے
مردم آبی ہین گویا مردمان لکہنؤ

جو مہینا ہی وہ اگلی سال ماہ صوم ہے
اوٹہہ گئی روٹی ہی فاقہ میہمان لکہنؤ

سب خرابی ہو چکی جب فضل خالق نی کیا
فصل گل آئی گئی فصل خزان لکہنؤ

پھر سے یوسف سی جوان مثل زلیخا ہو گیا — ہو گیا تھا پیر جو بخت جوان لکھنؤ

پھر وہی نرگس وہی گل ہے وہی جوش بہار — پھر ہوا سرسبز و خرم بوستان لکھنؤ

دیدۂ بد سے نہ اب اس شہر کو پہنچے گزند — حشر تک آباد یارب صاحبان لکھنؤ

منتخب ہیں منتخب ہے ذات تیری اے اسیر
لکھنؤ ہے جان عالم تو ہے جان لکھنؤ

ناقص ہے دور ابروی جانان میں ماہ نو — ڈالی تو منہ کو اپنے گریبان میں ماہ نو

گردوں میں طوق پہنے مہینے گذر گئے — دیکھا کبھی نہ خانۂ زندان میں ماہ نو

رد فی سی میری ابروی جانان نہان رہا — آیا نظر نہ موسم باران میں ماہ نو

پائے جو دسترس تو لگا دے ابھی سپہر — کشتی کی طرح اوسکی گریبان میں ماہ نو

آنکھوں سے ہو جو سبزۂ خط یار کا نہان — کس منہ سے دیکھیے مہ شعبان میں ماہ نو

کیونکر نہ چاک چاک جگر ہو کتان کی طرح — خنجر ہے ہمکو فرقت جانان میں ماہ نو

مشتاق عدم میں چہرہ و ابروی یار کا — آتا کبھی نہ عالم امکان میں ماہ نو

ہوتا ابھی سیاہ پر زاغ کی طرح — آتا جو ظلمت شب ہجران میں ماہ نو

جیسے کہ نقش ابروی جانان ہے دلنشین — موئی مژہ ہے دیدۂ انسان میں ماہ نو

رکھتی ہیں داغ زانو و زخم گلو سے ہم — دامن میں آفتاب گریبان میں ماہ نو

بلبل کو کسطرح نہو سر شام عید — ہے شاخ گل خمیدہ گلستان میں ماہ نو

ہیں نقش نعل سم جو سیہ اپنے شہسوار حسن — دکھلا رہے ہیں سیکڑوں میدان میں ماہ نو

دیکھیں گی اس مہینے میں چہرہ ترا جو حور — دیکھا ہے ہمنے جا کی گلستان میں ماہ نو

تحریر وصف عارض جانان ہے اے اسیر

ہے ایک دائرہ مری دیوانگین تہا دلکو

گیسو نے تقطیع پیچ مین لایا مری دلکو | بلبل گل عارض نی بنایا مری دلکو
ہوش آئی کہین یارخدایا مری دل کو | دیوانہ ہی پریون کا ہی سایا مری دلکو
عاشق جو نہوتا تو یہہ غم کاہی کو ہوتا | آفت مین محبت نی پھنسایا مری دلکو
ناصح کو مناسب نہین نہ وکہتی ہوئی باتین | آنکھونکی طرح اسنی رولایا مری دلکو
ہی پیش نظر آئینہ سب حال جہان کا | پیمانہ جمشید بنایا مری دل کو
یوسف تو ہی لیکن نہین مقبول خلائق | کیا ہی نہ اپنا نہ پرایا مری دلکو
ظاہر سبب اسکا ہی جو غم آکی ٹھہرا | ڈہونڈہا کیا سینی مین نپایا مری دلکو
کل مین تری بیمار کی بالین پہ گیا تہا | اس طرح گرا تا کہ بلایا مری دلکو
ہی کون مکان مظہر انوار الٰہی | پھر صرف تجلی کو بلایا مری دلکو
چوری مین جو شبہہ ہو تو مین نام نکالون | آئی دزد حنا تو نی چرایا مری دلکو
بدنام کیا عشق قد یار نی کیسا | اس سرو نی جہنڈی پہ چڑہایا مری دلکو
کیا جانی کہ ہوئی بزم مین گہر گہر کی سر شمع | پروانونکی جلنی نی جلایا مری دلکو
یادون کو تلی ملتی تہی پر تجھکو جو دیکہا | گہبراگئی سینی مین چہپایا مری دلکو
کعبی کو گیا تا ہی کوئی ہوگی مسلمان | کیون آنکہ نظر سی گرایا مری دلکو
اسلام کہان کا کہ تصور نی بتون کے | کعبی سی صنم خانہ بنایا مری دلکو
واقف مرض درد جدائی سی یہ کب تہا | یہ روگ محبت نی لگایا مری دلکو
محفل ہوئی اور آسنی سی انکی تہ و بالا | اس ناز سی اوٹہی کہ بٹہایا مری دلکو
غش جسکو سر طور ہوئی تہی ہی کی موسی | گہر بیٹہی وہ جلوہ نظر آیا مری دلکو

شکل اپنی دیکھتا ہوں جہاں رو بطرف اسیر
جوشش صفا سے ہے مرا کاشانہ آئینہ

یا با کلیم نے ید بیضا جلا کے ہاتھ
کچھ سے جا چکی ہے عنایت خدا کی ہاتھ

کھینچی خمار عشق نے طرح سے ادا
تکبیر کہی دونوں جہاں سے اوٹھا کے ہاتھ

قاصد کا کام ہے نہ کبوتر کا کام ہے
اوس گل کو نامہ بھیجے پیک صبا کی ہاتھ

اک قطرہ مے جو پی تو بہائے ہزار اشک
آئینہ و آبرو ہے ہماری خدا کی ہاتھ

دیکھیں ہم کس طرح ترے وحشی کی روح پر
یہ رعب ہے کہ کانپتے ہیں قضا کی ہاتھ

قاتل نے قتل گاہ میں تیر کی تمام کی
چھوڑی غضب کی وار لگائی بلا کی ہاتھ

مانند موج مٹ گئے ہم بحر عشق میں
پہنچے کسی طرح جو کنارے لگا کی ہاتھ

داماں وصل ہاتھ جو آئے تو کیا عجب
اے بت ترے چڑھے ہیں ہمارے خدا کی ہاتھ

سختی اوٹھائی عشق کیا اوس صنم سے کیوں
پچھتا رہے ہیں سنگ کی نیچے دبا کی ہاتھ

ملتا ہے ور میں کف افسوس اتبلک
جبسے ہنسی ہمنکو تم آئے دکھا کی ہاتھ

بالی میں آفتاب نظر آگیا مجھے
انگڑائی لی جو نشہ میں اوس نے اوٹھا کی ہاتھ

بیٹھے جو پاؤں گنج قناعت میں کاٹ کر
کیوں رو بدر کریم کے پھیلیں گدا کی ہاتھ

ممکن نہیں کہ پاؤں سے کانٹا بھی کھینچ سکے
وحشت میں اپنے ہاتھ ہیں مردم کیا کی ہاتھ

اسواسطے کہ یار چھپا حیا کی دوسے
ہم باندھتے ہیں سامنے دزد حنا کی ہاتھ

کیسے سمٹ گئے ہو لجاؤ کی طرح تم
کچھ کھینچے ہم بدن کو تمھارے لگا کی ہاتھ

اہل جہانکی وضع نے یہ دل ہٹا دیا
سارے جہان سے بیٹھے ہیں ہم اوٹھا کی ہاتھ

ذال جہانکی مکر کو ہم جانتے ہیں خوب
لکھی ہے اپنے مرگ اسی بیوا کی ہاتھ

رو سفیدی کی نہ رکھ ساغر ہی سی امید
رنگ رخ کرتی ہی خورشید کی تنویر سیاہ

مہر آتی مری گھر مین تو توا انچا سے
کسقدر تیرہ ہین ہی کوکب تقدیر سیاہ

سرخ تاب پاؤن سی کف رنگین سی تیرا ہو سیاہ
ہو گیا رخ جو تھا شیشہ شمشیر سیاہ

سنب طاقت تجہ سی ہوئی ظلمت عصیان [illegible]
کبھی دیکھی نہین ہم نی بدن پیر سیاہ

کسی صورت نہ نشان جیش عشق مٹی
زرد ہو سرخ کبھی یا مری قصد سیاہ

ہی جو دیوانہ تری شوق مین ای شیرین
جوش سودا سی ہی خون تن نخچیر سیاہ

بگینہ شمع کا محفل مین جو سر کاٹا سے
ہی گنہگار کہ صورت رخ گلگیر سیاہ

خون کس صاحب سودا کا کیا ای قاتل
تیری ابرو کی طرح ہی تری شمشیر سیاہ

دود دل نی یہہ کیا سقف مکان کو تاریک
شکل اثر دور نظر آیا مجہی [illegible] سیاہ

آب حیوان ہین مری معنی پہ نور اسحر
کم نہین ہی وہ ظلمات سی تحریر سیاہ

رخ روشن کا ہی پہ تو قمر آئینہ
عکس اوس زلف کا شام ہجر آئینہ

تکمہ گر ہم جو کہلا دی دم زیب وہ ترک
پانی پانی ہو تہ کہیو نکر تکمہ آئینہ

دیکھکر حسن کو اپنی ہوئی مغرور حسین
کاش محفل مین نہ ہوتا گذر آئینہ

اوڑ کی آتی جو کرین آپ دم زیب طلب
سکلین طوطی کی طرح بال و پر آئینہ

کھینچتا ہی وہ شہ حسن اگر تیغ نگاہ
ڈال دیتا ہی سکندر سپر آئینہ

سر اوٹھاتی گا وہ کیا تیری نظر سی گر کر
تختہ ہو جائیگی ای بت کمر آئینہ

ابھی کم عمر ہین واقف نہین آرایش سی
فکر شانہ ہی نہ ان کو خبر آئینہ

دل مین منہ دیکھ لیا ہمنی جو کہا اے حبیب
ای سکندر ہی کسی درد سر آئینہ

فلک و بد و دونون ہین ارباب صفا یکسان — دوست و دشمن پہ کشادہ ہی در آئینہ

یہہ ہی قسمت کہ مری آنکھہ تو مشتاق رہی — چہرۂ یار ہو پیش نظر آئینہ

ہی بجا حسن کو تیری جو سکندر کہیئے — اوسکی قبضی مین بہی ہی خشک و تر آئینہ

آب و نان اہل صفا کو نہین بہاتی عزیز — رو برو خلق کی ہی ماحضر آئینہ

سخن صاف سی کیا کام ہی مرگ اسپہر
کہ سکندر کو نہین کچہہ خبر آئینہ

چہپتی نہین ہی اوس سی کبہی پیار کی نگاہ — پہچانتا ہی طالب دیدار کی نگاہ

کچہہ خشم کی نگاہ ہی کچہہ پیار کی نگاہ — ہی ہین ہین اوس بت عیار کی نگاہ

واقف نہین بشر کہ فلک کی اودہر ہی کیا — زندان مین پہر رہی ہی گرفتار کی نگاہ

ہو وہی ہی دہر اسکی عنایت بہی قہر ہی — تاثیر زہر رکہتی ہی اس مار کی نگاہ

دانی کی ساتہہ دام کو بہی دیکہتا ضرور — ہوتی جو تیز مرغ گرفتار کی نگاہ

میری سخن کا لطف مری جی سی پوچہیی — ہی جوہری کو گوہر شہوار کی نگاہ

آیا ہی کون سپہر کو بازار مصر مین — یوسف سی پہر گئی ہی خریدار کی نگاہ

جتنی طبیب آئی وہ آنکہین چرا گئے — اللہ پر ہی اب تری بیمار کی نگاہ

سینون مین ہل گئی جو تماشائیون کی دل — کوٹہی سی کسنی جانب بازار کی نگاہ

حاصل ہو زخم تیر کی لذت قریب ہی — میری طرف ہی ترک کماندار کی نگاہ

واقف ہی دل اصالت ابروی یار سی — جوہر شناس رکہتی ہین تلوار کی نگاہ

شکوہ کرون مین جور فلک کا کہان تلک — تقدیر پہر گئی جو پہری یار کی نگاہ

صبح وصال مین جو چلا گہر سی یار کی — حسرت سی جانب در و دیوار کی نگاہ

دیکھون ذرا مین جسکو محبت کی آنکھہ سے
ممکن نہین کہ وہ نکرے پیار کی نگاہ

ہی قابل شفاعت احمد وہی اسیر
جسکی طرف ہے حیدر کرار کی نگاہ

لطف تعیسی ہو تو پہر کیا نشان آبلہ
آب سوزن سیل ہے بہر مکان آبلہ

اس طرح میرا تن لاغر ہے زیر آسمان
جسطرح ہو خار کوئی درمیان آبلہ

مرگیی پر آبلہ پائی کا باقی ہے نشان
ہے ہمارا گنبد مدفن بسان آبلہ

دشت غربت مین عدو کرتی ہین مجھسی دوستی
خار بنجاتی ہین دندان دہان آبلہ

حشر مین لاون گا کسکو اپنی وحشت پر گواہ
پاون مین بنجاتی کوئی تو نشان آبلہ

خار صحرا ای زبان خشک م کھلاتی ہین کیا
فی سبیل اللہ ہی آب روان آبلہ

عین ماتم جانتا ہون عشرت دنیا کو مین
جسم فربہ پر نہو کیونکر گمان آبلہ

گردشین کرتا ہی لاکھون چرخ لیکن اے جنون
پیر ہوتا ہے نہین بخت جوان آبلہ

جس بیابان مین قدم رکھتا ہون بنجاتا ہی باغ
گل کھلا دیتی ہے چشم خون فشان آبلہ

ہی جنون میرا وہ عالی ظرف جسکی فیض سے
نہ فلک سی بڑہ گیا ہر آسمان آبلہ

تیرہ بختی سی مری سرمہ بنی ہی خاک دشت
چپ زبان خار سے ساکت دہان آبلہ

داد کیا صحرا دیا ہی تونی ای وحشت مجھی
ہی ہر اک اس سرزمین کا خار جان آبلہ

دشت گردی مین ہی شاخ بید مجنون کیون نہ پاون
چاہیے مرغ جنون کو آشیان آبلہ

ہو جنون کمتر تو کیسی دشت گردی ای اسیر
ہے خزان گلزار وحشت کی خزان آبلہ

ردیف یای تحتانی

ہر جگہ ہماے ہوا سے جلوۂ جانانہ ہے
باغ مین بلبل ہون اپنا بزم مین پروانہ ہی

دیکھی جسکو یہان وہ ہے بیگانہ ہے
چشم حق بین خواب گوش حق شنو افسانہ ہے

ذرہ آئی گا تو مثل عکس کیا لیجائے گا
آبرو یہان شکل آئینہ متاع خانہ ہے

سیر ہے روح وحشت اس دل سینے مین قید
شمع اوڑتی پھرتی ہے فانوس مین پروانہ ہے

بادۂ عیش جہان نکلو اسمین کیونکر ہو قرار
دل مرے سینے مین اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے

مے پلاتا ہون مجھے بین وہ آنکھ لیتے ہین بند
موج بو سے بادہ زنجیر در میخانہ ہے

جو سکا ان سے وہ گھروندے کیطرح سمجھی گا
منعمو شوق عمارت بازی طفلانہ ہے

حسن کے طالب نہین رکھتے تمیز کفر و دین
ایک پروانے کو شمع کعبہ و بتخانہ ہے

ہر طرف سی سوی کعبہ ہی رخ قبلہ نما
آشنای حق ہمیشہ خلق سے بیگانہ ہے

جس مکین کا دھیان آیا دل کا مالک ہو گیا
بے تکلف میہمان اب گھر مین صاحب خانہ ہے

تیری وحشت بزم کا نظارہ کر دیتا ہی مست
ہر گل قالین شراب سرخ کا پیمانہ ہے

پھنس گیا ہی تو جو آفتین تو گھبراتا ہی کیون
غمزہ ہی کرتی ہے یہ دنیا ناز معشوقانہ ہے

دی خدا دولت تو پھر سایل ہو انسان کسلیے
بی صدا ہے وہ لبالب مے سی جو پیمانہ ہے

ہی جو نین بھی ضعیفونکی ہمین غوث پسند
مورچون کا رزق ہی زنجیر کا جو دانہ ہے

ترک دنیا ہی جسے کہتی ہین آزادی اسیر
جو گرفتار علائق ہے یہان دیوانہ ہی

تجسے دل کو عشق خط عارض جانانہ ہے
بخت سبز اپنی چمن مین سبزۂ بیگانہ ہے

قاف سی تا قاف تیری حسن کا افسانہ ہے
جو پری کا نام لی آگے ترے دیوانہ ہے

سرو قامت شمع عارض ماہ ہی اوسکی جبین
دل ہمارا فاختہ ہی کبک ہے پروانہ ہے

مفلسونکو دیدۂ کم سے نہ دیکھو منعمو
گنج سی خالی نسمجھو اوسکو جو ویرانہ ہے

ہم ہین وہ مجنون نہین ہے کسکو صحبت کا اثر
ہر غزال اپنی بیابان کا سگ دیوانہ ہے

مرگئی پر قدر عاشق ہوتی ہی معشوق کو
سرمۂ چشم شمع مین خاکستر پروانہ ہے

مین وہ دیوانہ ہون مطلب سے جسے مطلب نہین
ورنہ اپنی کام مین ہشیار ہر دیوانہ ہے

غیر کی محتاج اپنے کشت استغنا نہین
تازہ اپنی آب سی مثلِ گہر ہر دانہ ہے

عشق سے خالی زبانی مین پیمبر بھی نہین
موسی عمران چراغِ طور کا پروانہ ہے

شہسوار ہستی چلا کرتا ہی اٹکھیلی کی چال
ابلق ایام مین بھی نازِ معشوقانہ ہے

پرتو رخسارہ روشن نے یہہ چمکا دیا
ہی شبِ گیسو منور بختِ شانہ ہے

شمع جان پر اوڑکی آتا ہی جو اے ناوک فگن
صرف تیری تیر مین شاہپر پروانہ ہے

فخر دزدی کو سمجھتے ہین یہہ دزدانِ سخن
معنی بیگانہ انکو معنی بیگانہ ہے

آفتاب آئی اگر اسمین تو بنجائے زحل
کس قدر تاریک فرقت مین مرا کاشانہ ہے

عکسِ دندان سے تمہارے وقتِ گلگشتِ چمن
گل صدف ہی قطرۂ شبنم دُرِ یکدانہ ہے

کون ہو سکتا ہے مانندِ زلیخا مشتری
قیمتِ یوسف تمہاری حسن کا بیعانہ ہے

کانٹی تلون مین چبھتے ہین تو چبھنے دو اسیر
بہر زلفِ جادۂ رہ احتیاجِ شانہ ہے

عالم ہو میکشان عشق کا میخانہ ہی
شورِ محشر ایک انکا نعرۂ مستانہ ہے

فصلِ گل آئی ہے دورِ شیشہ و پیمانہ ہے
اور اب آب و ہوائی گلشن میخانہ ہے

ہر بشر کو چاہئے خوفِ جہنم دہر مین
قطع ہو کر نخل گلشن صرفِ آتشخانہ ہے

روز نامے مین لکھی جاتی ہین جو اعمالِ نیک
بہر مومن خلد کی جاگیر کا پروانہ ہے

کون کہتا ہی کہ ہی بیکار یہ سینی کا داغ
دل ہی ماتم خانہ یہ قندیل ماتم خانہ ہے

گفتگو ہے اہل وحشت کو نہ ہمعنی سمجھ
قابل تحسین کلام قاسم دیوانہ ہے

کون سامان وشت وحشت مین تکلف کا نہین
جوہر خشت ما رو ہین تجکو نعمت خانہ ہی

کشتگی گردن ہی گر ہی پای قاتل پر جو سر
غور سی دیکھو تو یہ بھی سجدۂ شکرانہ ہی

ہمصفیر و سیر گلشن کی مبارک ہو تمہین
خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ ہی

کہینچے بیٹھا ہی کس شمع تجلی کی شبیہ
ہر قلم دست مصور مین پر پروانہ ہی

لخت دل یاقوت رخشان اشک در آبدار
دیدۂ گریان نہین کوئی جواہر خانہ ہے

تجہہ کچہ قدر ضیای داغ دل روشن نہین
مہر زرین فلک اس شمع کا پروانہ ہے

ہی خدا جان سیاہی دم الجہتا ہی کمال
ہجر کی شب گور سی بدتر مرا کاشانہ ہی

بادشاہونکو کیا ہے عشق نے تیری گدا
دم بدم پری سے تیرے سلیمان بہی تو دیوانہ ہی

کون ہے مجہسا تہی قسمت کہ مانند حباب
عمر کا دریا ہی روان خالی مرا پیمانہ ہے

کہینچکر تلوار قاتل مجکو دہمکاتا ہے کیا
کہیل سر دینا حضور ہمت مردانہ ہے

سوز فرقت نے جلایا ہی یہہ دل میرا اسیر
برف خانے سی زیادہ مجکو آتش خانہ ہے

روتے اونگلی جو دبائی کبھی دندانکے تلے
شاخ مرجان نظر آئی در غلطان کے تلے

تیرے وحشی کو ہی کیا دشت مین بستر درکار
پڑ رہا ہوگا کسی مخمل مغیلان کے تلے

باعث جلوۂ خورشید مین آثار سحر
داغ سینے کا چہپے گا نہ گریبان کے تلے

کشتہ اک سرو گل اندام کا قسمت نے کیا
قبر ہو سایۂ شمشاد گلستان کی تلے

دل کو میری جو دہ گل تکیہ بنا کر سوتی
خواب مین کیا کہی قرآن کوئی قرآن کی تلے

دیکھتا ہون جسے پاتا ہون اوسی سرگردان
کون آ[illegible] ہی اس گنبد گردانکی تلے

نہین معلوم کہ ہی فکر اونہین کس باتکی آج
ہاتھ رکھی ہو وہ بیٹھی ہین زنخدا اسکے تلے

نہ پہرون گھر کو اگر سیر کو جاؤن مین ضعیف
دب رہون سایۂ دیوار گلستانکی تلے

کیا اطاعت ہی جو قاتل کا اشارہ پایا
رکھدیا مینی گلا خنجر برا اسکے تلے

شورش خلق سی آتا نہین خواب ای وحشت
سو رہی جاکے کسی نخل بیابان کی تلے

آگیا غیر جو کوئی دم تحریر جواب
کر لیا اوسنے مری خط کو قلمدانکی تلے

پاس نیچونکا کرای چرخ نہ اونچونکو گرا
خانۂ مور رہی تخت سلیمانکی تلے

سنبلہ مین نظر آتا ہی ہمین نجم زحل
خال عارض پہ جو ہی زلف پریشانکی تلے

یون گری تیری تماشی کی لیی خلق پہ خلق
جس طرح ہی صف مژگان صف مژگانکی تلے

بس کی ستم ہوگئی دانی جو مری قسمت کی
آسیا چپ ہی زبان [illegible] دندانکی تلے

پاؤن مین زلف کی ہی بسکہ دم گریہ اسیر
ہے اندھیرا سا سے دیدۂ گریانکی تلے

کوتاہ پائی سعی سی راہ کشادہ ہے
ہر نقش پا سر گرہ تار جادہ ہے

رکھتی ہی پست پست کی انسانکو پری
سایہ پیادہ ہی کا سر شہ پیادہ ہے

نکلین گی اشک دیدۂ گریانسے عمر بہر
ٹوٹیگا کیا کنوین مین جو پانی زیادہ ہے

اعمال زشت اشک ندامت سے دہو گئے
شکر خدا کہ نامۂ اعمال سادہ ہے

جاتا ہے کون دیکھئی پہلے بہشت مین
ہم مست ہی سوار مین زاہد پیادہ ہے

جی بہر کی وعظ واعظ سی ہو شغل میکشی
آرام لینگے تو ہم در رحمت کشادہ ہے

کرتا ہی ہر سحر کو نکل کر یہ آفتاب
کشور کشا وہی ہی جو صاحب ارادہ ہی

جب جم کا سا سنا ہو مین عشرت سے مست ہجان
جسوقت دل بھرا ہی مجھی جام بادہ ہے

منظور ہے جو تیری سواری مین دوڑنا
جو ہی گل سوار چمن مین پیادہ ہے

کیونکر پھری گا کوچۂ قاتل سی نامہ بر
سچ ہی کہ عمر رفتہ کا مشکل اعادہ ہی

کرتا ہون قطرہ ہو کی مین دریا کا سامنا
مقدور کم ہی پر مری ہمت زیادہ ہے

کشتہ نہین ہی کون تری تیغ ناز کا
گردن شفق سی بسمل و رخون قتادہ ہے

زور جنون مین دشت کو جاتا ہون بیخطر
کچھ خوف شیر کا نہین کیا دہ باوہ ہے

شاکی ہون کس لیی کمی رزق کا مین نار
خرمن سی دانہ مور کی حق مین زیادہ ہی

ہوئی کمر سی عشق ہوا جسکو مر گیا
ثابت ہوا کہ ملک عدم کا سیہ جادہ ہی

بی یار میکدہ مجھی مقتل سی کم نہین
شمشیر بی نیام ہر اک موج بادہ ہی

سائل کرم کا تجھسے نہین کون ای کریم
دست گدا و دامن سلطان کشادہ ہے

سامع کو کیون پسند نہو وسعت بیان
راحت ہی راہرو کو جو رستہ کشادہ ہے

ظاہر ہی حال لاغری تن کا ای اسیر
ملبوس تنگ میری بدن پر لبادہ ہی

اللہ کو ہی عشق رسول کریم سے
جاری ہی راہ و رسم محبت قدیم سے

لاش اپنی بن گئی گل باری پس فنا
دوزخ نئی ہی جنان ہی جنان نئی جحیم سے

حاجت روای خلق نہین ہین ضرر رسان
بلتی ہے تیغ زر سی نہ بندوق سیم سے

چھوٹون گا خاک رنج و الم سی مین خاکسار
اس خاک کا خمیر ہی اشک یتیم سے

سمجھا ہی میری آہ کو کیا چرخ نیلگون
دریا ہوا دو نیم عصاے کلیم سے

احسان کسی دنی کا اوٹھاؤن نہ بعد مرگ
یارب ملے کفن بھی تو دست کریم سے

یا خدا مین دل کو ہی پیدا ہی درد کیا
بیمار کی رجوع ہی حاذق حکیم سے

سب لیگیا وہ ساتھ یہ سینہ شگاف ہو گیا
ہمت مین ہی لئیم زیادہ کریم سے

ای گریہ دھو جو ہین یہ اعمال نیک و بد
دل تنگ ہی شکنجۂ امید و بیم سے

شکر خدا کہ ہجر کی شب ہو گئی سحر
پائی نجات ہمنی بلائے عظیم سے

ای خاک گور تو ہی ٹھکانی لگا انہین
نافہ سنگ دہا ہین عظام رمیم سے

ساری علاج آکی اجل نی بہلا دی
حکمت وہ کیا ہوئی کوئی پوچھی حکیم سے

دولت سی ہم فقیر کہانتک حذر کرین
یہ برق لپٹی جاتی ہی اپنی گلیم سے

ای فصل گل مین وحشی نازک مزاج ہم
طوق گلو ہو حلقۂ موج نسیم سے

ظالم صدف کی طرح ترا سینہ ہوگا چاک
بہرنا شکم کا قہر ہے مال یتیم سے

کب سے تڑپ رہا ہون رہا کر عذاب سے
قاتل اوٹھا نہ ہاتھ عذاب الیم سے

افشا کریگی راز دل آخر یہ آہ سرد
غنچہ چھپا سکے گا نہ خوشبو نسیم سے

ہوتی کبھی نہ طالب دیدار طور پہ
اصرار قوم کا جو نہوتا کلیم سے

محو جمال گل ہو نہین ایسا کہ ہر سحر
جاتا ہون صحن باغ مین پہلے نسیم سے

قرآن مین بھی اسیر ہی حال غم حسین
مضمون کھلا یہ آیۂ ذبح عظیم سے

گردن کو خوف کیا جو وہ تیغ آبدار ہی
جبتک نہ آئی موت گریبان حصار ہی

جنبش نہین ہے ضعف سی یہ حال زار ہے
مردہ ہے جان جسم ہمارا مزار ہی

اپنا تو آستان پہ جھکا ہے سر سجود
مقبول تم کرو نہ کرو اختیار ہے

خود دفن کرکی ہمکو تجاہل تو دیکھنا
لوگون سی پوچھتے ہین یہ کسکا مزار ہی

قاضی ابھی شراب سے توبہ کا دے حکم
اتنا تو کر خیال یہ فصل بہار ہے

مجھ تیرہ بخت سے اونہین نفرت ہے اسقدر
تصویر نا پسند ہے جو سایہ دار ہے

زخمی کو دیکھتا ہون تو رہتی ہین ملین زخم
مجکو لہو کی دہار بھی خنجر کی دہار ہے

دنیا مین ہے ہوای حوادث اگر یہی
برباد ایک روز یہ مشت غبار ہے

مجھ فاقہ کش کو کیون نہ وہ ابرو پسند ہو
طالب ہے ماہ عید کا جو روزہ دار ہے

لازم نہین غرور حسینونکو اسقدر
حسن دو روزہ جلوۂ برق و شرار ہے

دریا کو کچھ نہین جو روانی مین اختیار
شاید کسی کا گریۂ بی اختیار ہے

میوہ فروش کی ہے دکان میکدہ نہین
جو شیشہ شراب ہے ہمدوش انار ہے

مغرور اسنی ساری حسینون کو کر دیا
زیبا ہے آئنہ سے جو ہمکو غبار ہے

بلبل خبر ہے شرط کہ دشمن ہے باغبان
گلشن مین بود و باش تری اسکو خار ہے

مجبور ہم ہین صبر مین تقوی ہو کیون خفا
انسان سے مواخذہ نا اختیار ہے

لیتا ہون سانس مین تو نکلتی ہین لخت دل
تار نفس نہین کوئی ہیرونکا ہار ہے

جبر اختیار ہمنی کیا عشق مین اسیر
اسیر ہی وہ ملین نہ ملین اختیار ہے

ظاہر دورنگی چمن روزگار ہے
فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہے

پوشیدہ آنسوؤن مین مرا جسم زار ہے
گویا یہہ رشتۂ گہر آبدار ہے

آئی نہ آئی ہاتھ کسے اختیار ہے
کہتے ہین نوکری جسے تازہ شکار ہے

ٹھوکر لگا گی چلتے مین میری مزار کو
مین خاک ہو گیا او نہین اب تک غبار ہے

مکر عدو دوست نما سے حذر ہے شرط
ظاہر مین یار غار حقیقت مین مار ہے

بیٹھے ہین آکے آئینہ خانمین سادہ رو / آہن کا گرد شہر حلب کی حصار ہے

کسکو گلہ ہی آنکھین اگر تمنے پھیر لین / یہہ مقتضای گردش لیل و نہار ہے

انسان کو کیسی کیسے خدا نی دیئی شرف / ہر کنج کا طلسم یہہ مشت غبار ہے

مُردونکے طرح کرتی ہین ہم زندگی بسر / تنگی جہانکی ہمکو عذاب فشار ہے

آہو سے کیا سمجھہ کے بہلا دیجیی مثال / وہ چشم شوخ آہوی مردم شکار ہی

دنیا مین گو کہ بار گران ہین بہت مگر / گردن اٹھی نہیں ہے وہ احسان کا بار ہے

بیتاب ہی جو دیکھہ کی وہ روی آتشین / سیماب یا سپند دل بیقرار ہے

آسودگی کی ارض و سما مین نہ رکھہ امید / ناداں تہی یہہ دیگ یہہ خالی تغار ہی

بزم جہان مین غمسے کسیکو نہین نجات / سوزان ہے مثل شمع اگر تاجدار ہی

اٹھنے کا ذکر کیا ہے کہ جنبش سہی ہی محال / یارب یہہ جسم زار کہ بستر کا تار ہے

بدلے گا کیا طبیعت انسان کا خاصہ / شیرین ہوئی کبھی وہ ترش جو انار ہے

ہوسے یقین ہے کہ بدلین چشم یار کی / نوروز ابھی سال ہرن پر سوار ہی

دل کلفت جہان سے ہمارا ہی صاف ہے / جاروب آئینہ کی مکان مین غبار ہی

چال اولٹی تری تلوار چلے یاروںسے / بیگنہ قتل ہوی پہلے گنہگاروںسے

ہون خمیدہ تو خدر شمر طرح ہی مکاروںسے / بہاگنا چاہیے گرتی ہوئی دیواروںسی

دور سے ابرونکو دیکھہ کے عاشق ہوئے قتل / کام تیرون کا لیا آپ نی تلواروںسے

بہر مرغان قفس حاجت اعتراض نہین / اپنی پر آپ کترتی ہین یہہ منقاروںسے

عمر گذری ہی انہین زندانسے رہا کر ظالم / طوق و زنجیر بہی ہین تنگ گرفتاروںسی

دشت غربت مین لگی پیاس الہی کسکو / نہرین دوڑی ہوئی آتی ہین جو گلزاروںسے

چل کے کرتی ہین ائمہ کی زیارت بھی اسیر
زندگی اور جو دو چار برس باقی ہے

روحکی ساتھہی قالبسی قضا بھی آئے
شمع آتی مری گھر مین تو ہوا بھی آئے

طالع بد نی کیا وعدہ برابر کیا
یار آیا مری گھر مین تو قضا بھی آئے

وای تقدیر کہ ہم قتل سی محروم رہی
غصہ اوس ترک کو آیا تو حیا بھی آئے

آمد ناقہ لیلی ہی خبر دار ای قیس
وہ اوڑھی گرد وہ آواز درا بھی آئے

ساقیا دیر ہی کیا کیون نہین چلتا ساغر
جھوم کر ابر جو گلستان مین گھٹا بھی آئے

صحبت یار مین اغیار کا آنا کیا
آگیا مجکو پسینہ جو ہوا سے بھی آئے

دیکھیی خون ہو کس کس کا خدا خیر کرے
غازہ ملتا رہا اوس کی حنا بھی آئے

نہین معلوم کہ کس کام مین تھی اہل قبور
دیر تک ہمنی پکارا نہ صدا بھی آئے

حال پوچھو نہ شب ہجر کی بیداری کا
صبح تک نیند نہ آنکھون مین ذرا بھی آئے

کتنی تھی اور حسینون سی یہہ تقلید اوسکی
میری صدقی مین تمہین اتنی ادا بھی آئے

بوسہ مانگا جو خط سبز کا ہمنی تو کہا
زہر کہایا تو سمجھ لو کہ قضا بھی آئے

مفرح جان تازہ ہوا شاد کیا جب کوئی دل
گل سیہ غنچہ جو ہوا بوئی وفا بھی آئے

قل ہو اللہ لگین پڑہنی ہماری آنتین
فاقہ جس روز ہوا یاد خدا بھی آئے

اب کہان اپنا ٹھکانا کہ ہوی دو دشمن
سر سی آفت نہ ٹلی تھی کہ بلا بھی آئے

مہر عارض نہ گئی روز سیہ دل سی اسیر
دہوپ پھیلی رہی ہر چند گھٹا بھی آئے

آب حیات یار کا زہر فراق ہے
کچھ خضر سی علیحدہ اپنا مذاق ہے

جنت ہی وصل یار جہنم فراق ہے
یہہ قول ہر فریق کا بالاتفاق ہی

وہ مست ہین کہ پیتی ہین جو ہم سحر شراب
ساغر ہمارے بزم مین بالای طاق ہی

شنا ہو کسی جو شہر کی باغون مین ہوتی نکہت گل
احباب کو جدائی احباب شاق ہی

جاناہی یار ختم ہی شب ہوتی ہی سحر
نوبت نہین یہہ غلغلۂ الفراق ہی

اتنی لگی خدا سی دعا ہی بہشت کی
حورون کی دیکھنی کا کمال اشتیاق ہی

کرتی ہو کاٹ تیغ کا ملتی ہو جب گلے
کس کام کا وفاق جو دل مین نفاق ہی

ہی شہسوار کون سوای حبیب حق
رہوار برق سیر اگر ہی براق ہی

زال جہان کو منہ نہ لگائینگی ہم کبھی
تجہہ ہو زن تو مرد کو لازم طلاق ہی

نسبت ہی تیری گال سی کیا مہر و ماہ کو
اسکو محاق ہی تو اوسی احتراق ہی

قابو مین دل نہین کسی تیجا ہو حکم صبر
تکلیف اسطرح کی تو مالایطاق ہی

لیلی سی بہی سوا ہی تری خوبصورتی
مجنون سے بہی زیادہ مرا جسم قاق ہی

ہاتہہ آگئی اوسکی کاکل پیچ پیچ چہٹ گئی
قسمت کا پیچ یہہ بہی عجب اتفاق ہی

بولی وہ وصف مطلع ابرو مین سنکی شعر
وزدی سخن کی یہہ نہ سہی اشتقاق ہی

دیکھی ہے وقت زیب جو اپنی سی اور شکل
آئینہ کی طرف نظر اشتیاق ہی

ابرو سی کر اشارہ کہ صحت ہوا سی مسیح
طاقت تری مریض محبت کی طاق ہی

جاہل کو میری شعر کی کیا قدر ہی اسیر
سمجھے یہہ ذائقہ وہ جسی کچھ مذاق ہی

لاکھون ہین عشق چاہ ذقن مین مری ہوئے
کشتی ہین اس کنوئین مین لبالب بہری ہوئے

جوش غضب مین مجہی کیا کیا نہ گالیان
کیسی برس پڑی ہی جو وہ اتنی بہری ہوئے

پنہان مرگ کا ہی شہیدان عشق پہ
مرتی نہین وہ جو ہین کسی پہ مری ہوئی

کیا در وتہا کہ مردہ عاشق ہی گور مین
اک ہاتھ ہے دلبر ایک جگر پہ دہری ہوئی

سیکھی ہی تجہی نخل چمن روز باغبان
بلبل کی آنسووں سی ہین تہالی بہری ہوئی

فرہاد و قیس ہین تری وحشی کی سامنی
جس طرح طفل پیش معلم ڈری ہوئی

سمجھے ہین تجکو وحشی نازک مزاج طفل
پہوونسی جا ہی سنگ ہین دامن سہری ہوئی

کیسا سیاہ خانہ ہمارا ہی خوفناک
آتی ہین مہر و ماہ تو اسمین ڈری ہوئی

عشاق جی اوٹھین جو عیادت کو آؤ تم
بیچاری بستروں پہ پڑی ہین مری ہوئی

مشتاق بادہ خوار ہین ساقی پلا بہی
کب تک رہین گی طاق پہ شیشے دہری ہوئی

دہشت کا رعب بعد فنا بہی دہی رہا
آئی جو قبر مین تو فرشتی ڈری ہوئی

زیر فلک ہی ظلم فلک سی نہین نجات
مردوں کی چھاتیوں پہ ہین پتھر دہری ہوئی

آئی بہار باغ مین ساقی گئی خزان
سوکھی بدن فسردہ دلوں کی ہری ہوئی

مزدور اگر نہین ہین تو کیا ہین یہ بادشاہ
ساری جہان کا بوجھ ہین سر پر دہری ہوئی

آیا وہ ترک تیغ جو میدان مین کہینچ کر
اولٹین صفین تو برہم و درہم پری ہوئی

تو دولتوں کو گرم مزاجی نی کہو دیا
سرسام ہو گیا ہمہ بلند اخگری ہوئی

زلفین جو اوڑ کی یار کی آنکھوں پہ آ رہین
سمجھا ہین قید دام مین آہو پری ہوئی

غیروں کی قدر کرتی ہو کیا خوب ہی سمجھ
کہوٹی جو تہی تمہاری نظر مین کہری ہوئی

پی اذن ہمتی منہ سی لگایا کبہی نہ جام
کیوں منچی ہین شیشوں کی صورت بہری ہوئی

سینی مین رنگ رنگ کی مضمون ہین امیر
صندوق ہین یہ لعل و گہر سی بہری ہوئی

حق ہی کہ کون حسن میں تیرا جواب ہی
سب جنمین ستارے ہین تو آفتاب ہی

رنگینی سیر ہی تر بین لب شیشہ
تکیہ نہین بغل مین مینہ مشک پر آب ہی

دم مین تمام ہون کسی ایذا کی تاب ہی
بسمل کا اضطراب مرا اضطراب ہی

بیٹھا ہو چشم فکر تو دریا بہی ہی حسین
ابرو ہی موج آنکہ کی صورت حباب ہی

راتون کو اسکی یاد مین آتی نہین ہی نیند
پہلو مین دل کہ جان کا اپنی عذاب ہی

آؤ کہ حال میرے بیمار سے ضرور
کیا جانتی نہین کہ عیادت ثواب ہی

خط لکھے ہین اوس بت سفاک کی طرف
گھر سی خدا کی نامہ بردن کو جواب ہی

گردون کو آنکھ اوٹھا کی نہین دیکھتی ہین مست
اس جام کی شراب کی مٹی خراب ہی

کتنی تری خیال مین گرمی ہی سیم تن
آب سرشک دیدۂ تر انقرہ تاب ہی

دریا کی سیر کو نہین جاتی وہ بی نقاب
اندیشۂ نظارۂ چشم حباب ہی

کیا واہ ہی خوشۂ انگور کا ہو وصف
پوشیدہ ہر ستارے مین اک آفتاب ہی

دریا ہماری طبع کا دریا سی ہی جدا
ٹھہرا ہی اسمین موج نہ سرکش حباب ہی

کوئی بہک گیا تو رہا کوئی ہوش مین
دولت کسی کو آب کسی کو شراب ہی

گنتی ہین ہجر یار مین گن گن کی ساعتین
یوم الحساب آج ہماری حساب ہی

تم حسن مین ہو فرد تو ہین عشق مین ہم فرد
میرا جواب ہی نہ تمہارا جواب ہی

مٹی خراب اب نہ ہی گی مری اسیر
قصد زیارت لحد بوتراب ہی

جو ہی سوار اسپ وہ پا در رکاب ہی
ہر باد پی امام جہان خراب ہی

گنتی سمند عمر روان مین شتاب ہی
ابتر یہ گنجفہ ہی کہ گم آفتاب ہے

ہر وقت چہرہ یار کا زیر نقاب ہے
جب دیکھو جز و دان مین پنہان کتاب ہے

واقف ہین مست دختر رز کی مزاج سے
باطن مین بھی یہ آگ تو ظاہر مین آب ہے

سمجھو نہ بھیدونکو بھی بی گفت و بی شنود
واقف زبان موج سی گوش حباب ہے

کس کام کی وہ آنکھ مروت نہ جسمین ہو
بیکار بزم مین قدح بی شراب ہے

صبح شب وصال عیان ہو تو جی اٹھون
مردہ وہ ہون کہ مجکو مسیحا آفتاب ہے

خالی پھرا جو کوچہ جانان سی نامہ بر
سمجھے یہ ہم کہ زیست ہمکو جواب ہے

مومن کی کیون نہ نفس کشی پر بندھی کمر
کتنا جہاد راہ خدا مین ثواب ہے

کیا جانی کس صنم پہ پڑی آنکھ وقت حج
شیخ حرم کا خانہ ایمان خراب ہے

پوچھو نہ مجھ سی کچھ مری روز سیہ کا حال
تاریک تر زحل سی رخ آفتاب ہے

ممکن نہین کہ قطرہ باران کا ہو حساب
باہر حساب سی کرم بیحساب ہے

کرتی ہین کیسی ظلم غریبون پہ یہ صنم
کچھ خلق سی حیا نہ خدا سی حجاب ہے

لی آبرو وہی جسکو ہو حفظ کا خیال
کہتی ہین آبرو جسی موتی کی آب ہے

اہل صفا کو کب ہی میسر سر کشی اسیر
ظاہر ہی یہ کہ آب گہر ہی حباب ہی

لذت نہ دے بغیر سوز جگر گفتگو ندی
مجمر مین جب تلک نہ جلی عود بو نہ دے

کہتا نہین کہ یان رقیبون کو تو ندی
اتنا لحاظ کر کہ مری رو برو نہ دے

اتنی ہی لاغری بدن ایسا ہوا ہی خشک
کھولی جو کوئی فصد ہماری لہو نہ دے

خالی جو خلق سی ہی وہ کس کام کا بشر
کانٹا مری نظر مین ہی جب پھول بو نہ دے

اب تو یہی ہے دل کی ہی اللہ سی دعا
جو چاہیے وہی پہ ایک مجھی آرزو نہ دے

کہتا ہوں پر عبث نافہم کو بھی علم کا دعوی
مٹھو زن مرد میدان کی شمشیر و سپر باندھے

وہ نخل خشک ہوں میں دست میری جانکنی دشمن
جدا ہو مجھ سے جو بیٹا رہی مجھ پر تبر باندھے

وہ بحر حسن آ جاتی جو دریا میں نہانے کو
ہٹیں یاروں کی یہہ آنکھیں کہ پل کر دو نظر باندھے

ہمیں کو واہی قسمت نیجابان دشت کی بی چھوڑا
ہزاروں کاٹ کر فتراک میں کشتوں کی سر باندھے

ریاض دہر سی آخر کو خالی ہاتھ جاتا ہی
گرہ میں کیا کوئی دو دن کو شکل غنچہ زر باندھے

گرایا خون کافر بھی اگر اسمیں تکلف کیا
جہاد نفس پر لازم ہی انسان کو کمر باندھے

ابو جہل ای فلک ہو سیر نعمت ہای دنیا سے
شکم پر سنگ فرط جوع سی خیر البشر باندھے

پلا ای تیغ قاتل فی سبیل اللہ پیہ پانی
رہیں منہ مثل ماتم کب تلک زخم جگر باندھے

گرای اشک گلگون شوق دید یار میں جسدم
نگہ کی تار سی گلدستہ گلہای تر باندھے

رہا فکر سخن میں بھی خیال وصل یار ایسا
غزل میں قافیے موصولہ ہمنے بیشتر باندھے

نصیحت آج تو سن لی نگوڑی ہی یہ ناصح
کہیں یہہ کور باطن وہ زآنی کی نہ کر باندھے

اسیر اپنی حقیقت کیا یہہ ناحق کوشش ہی خلعت
کہا ساحر نبی کو افتری اللہ پر باندھے

جس دل میں سوز عشق نہیں ہی فسردہ ہے
جو چشم اشک ریز نہیں ہے مردہ ہے

کیا کہیے دل فراق میں کیسا فسردہ ہے
مردہ ہی جان زار بدن گور مردہ ہے

سوراخ دار سینہ غم مژگان نی کر دیا
پہلو میں دل نہیں ورق کرم خوردہ ہی

کیونکہ نہ ہجر یار میں ہو میکشی حرام
مردہ لبا شراب ہی مے خون مردہ ہے

ای چرخ کیا میں لقمہ غم کا مزہ کہوں
خوردہ نہ بردہ بلکہ فقط درد گردہ ہے

پیری میں کیوں نہ ہو اتمو کیفیت سخن
اچھی وہی شراب ہی جو سال خوردہ ہے

پیوند خاک ہو گیا ہی دل ہی مرا اسی غنچے
فیروزۂ فلک مری نظرون مین مردہ ہی

رہتا نہیں ہے وقت ولادت کی کون طفل
رخت حیات پیرہن شستہ خوردہ ہی

اتنیک شب فراق نہ پھوٹی سحر کیا تو بے
ای چرخ تو بھی کو مگر درد گردہ ہی

ملک عدم کو چل نہیں کچھ خوف کا مقام
رستہ نیا نہیں ہی یہ راہ سپردہ ہی

ارزان یہ نرخ جنس سخن ہی جہان مین
زندہ ہوا نہ پہ کلام مرا مال مردہ ہی

دیتا ہی غنچہ کو چھوٹے منہ سی تری مثال
ظاہر پرست راہ معنی سی بردہ ہے

کیونکر ہو اسمین عکس فگن شکل عیش کی
دل گرد غم سی آئینہ زنگ خوردہ ہی

شبنم ہی کی جھڑا و ہوا نذر گل کو ای نسیم
یہ خسرو بہار کا گنج شمردہ ہے

تاریک ہجر یار مین ہی محفل چمن
ٹھنڈا چراغ لالہ ہی گل شمع مردہ ہے

نفرت مری سخن سی ہی یہ گوش یار کو
سنجیدہ حرف بھی سخن نا شمردہ ہے

تم گھر کو کیا گئی کہ چمن سی گئی بہار
پژمردہ پھول ہین دل بلبل فسردہ ہے

پوچھو نہ حال ضعف مین مجھ اشکبار کا
اشکون مین جسم زار خس آب بردہ ہے

ٹلتی ہین کوئی جنگ مخالف مین سست پا
ہر نخل باغ وقت خزان پا فشردہ ہی

ماہی و ماہ لالہ و طاؤس دل مرا
جو ہی وہ سوز غم سی تری داغ خوردہ ہے

جان آفرین کو دونگا کسی روز نقد جان
مین ہون امین اسیر یہ مال سپردہ ہے

جیتا ہی زندہ بھی مردی کی قناعت رکھے
گھر سی باہر نہ قدم تا بقیامت رکھی

صورت آئینہ جو صاف طبیعت رکھے
قصد آمیزش ہفتاد و دو ملت رکھی

سر وہی سر ہی کہ ہو عشق کا جسمین سودا
دل وہی دل ہی کہ جو درد محبت رکھی

وصل کی شب گذرتی قاتل سی دن کم ٹھیرہ
وہ چہرے سی صبح کرتا ہی تو پھر تکبیر سے

وصف ابرو کا لکھو تجھین ہی بین شعر تیغ
پڑھ گیا رتبہ زمین کا کعبہ کی تعمیر سے

سوجھتی ہی بات ہمکو جوش وحشت مین نئی
مشورہ کرتی ہین اکثر مردم تصویر سے

زخم سینہ داغ پہلو درد دل صدمہ جگر
کیا مصاحب ہاتھ آئی ہین مجھی تقدیر سے

غم سے دل ٹوٹا تو کہاتی فوج بخت شکست بھی
کی لڑائی فتح اس ٹوٹی ہوئی شمشیر سے

سخت دل جو ہین وہ پہنچاتی ہین کب آلام قصور
کب شجر ہوتا ہی پیدا دانۂ زنجیر سے

سیکڑون پھینکی ہین دستگی ابیت [illegible]
یہہ کمان کچھہ توڑ رکھتی ہی زیادہ تیر سے

جوہر جرات کبھی تقلید سے حاصل ہون
کب سپاہی طفل ہوتا ہی گلی شمشیر سے

اے جنون ترغیب زندان سی نکلنی کی نہ دو
ہی محبت [illegible] سی طوق سی زنجیر سے

وصف چشم مست مین پائی [illegible] کا دہن
شمع قاتل مین شکتی ہی مری تقریر سے

غرق حیرت ہوگی پائی ہین مضمون آبدار
واہ کیا موتی نکالی قلزم تصویر سے

حال گر پوچھی کوئی کیا خاک مری دہن جواب
خواب مین معذور ہوتی ہی زبان تقریر سے

زلف اوس چہری پہ چھوٹی ہی دل پرداغ شاد
ابر آیا باغ مین طاؤس کی تقدیر سے

جا ہی نامہ بازنامہ لکھہ بھیجون اے اسیر
یار اگر آزردہ ہی ہر روز کی تحریر سے

زلف کا بوسہ لی کیا اوس بت نی پیر سے
بھیک کب پائی کسینی خانۂ زنجیر سے

رو دین گی دشمن بھی میری حال کی تعبیر سے
اشک خون ٹپکین چشم جوہر شمشیر سے

چھوٹ کر زندان سی جب صحرا مین جانی لگا
فی امان [illegible] آئی صدا زنجیر سے

جو بنایا قصر وہ برباد ہونی کی لیے
ہی بنا محکم خرابی کی مری تعمیر سے

ایک تو ذرہ نظر آیا مجھی ایک آفتاب
شکل یوسف جب خیالی یار کی تصویر سے

سطر سی معنی نکل سکتی نہین باہر کبھی
کسطرح چھوٹی ہمارا ناتوان زنجیر سی

زندگی ہی جب تلک ہم دیکھتی ہین شکل یار
ہی چراغ عمر روشن روغن تصویر سے

دل پہ لکھہ جاتی ہی اوس منہ سی نکلتی جو بات
کم نہین ہی یار کی تقریر بھی تحریر سے

سد راہ بحر ہو سکتی ہین کب گرداب موج
کیا اترا وحشی ترکی گا طوق سی زنجیر سی

کچھ نہین سکتا ہی نقشہ اوسکا حیرت کی سبب
مانی و بہزاد دونون بیٹھی ہین تصویر سے

کیون سنائی تونی فرقت کی خبر ای نامہ بر
جل گیا اپنا کلیجہ شعلہ تقریر سے

کب تلک دیکھین اودہر آتا نہین وہ شاہ حسن
ہم فقیرون کی دعا خالی نہین تاثیر سی

ظلمت عصیان کو کھوی کیون نہ یاد روی یار
رات دن ہو جاتی ہی خورشید کی تنویر سے

پشت آئینہ ہی اوس ناقوس سی روی آئینہ
سن چکا ہو کہین زبان طوطی تصویر سے

وہی اذان اوسنی جو مسجد مین کیا کار مسیح
خفتگان خاک جی اوٹھی نعرہ تکبیر سے

دل ترا وابستہ گیسوئی جانان ہی اسیر
صاف ظاہر ہو گیا اوجھی ہوئی تقریر سے

خواب مین حاصل ہوا وصل اوس بت بی پیر سے
دولت بیدار ہاتھہ آئی ہمین تقدیر سے

تلک دل روشن ہی اوسکی حسن عالمگیر سے
ربع مسکون جس طرح خورشید کی تنویر سے

رخنہ ہائی دل کو سمجہا ہون جو گھر تعوید کی
بھر دیا ہی مینی اسم یار کی تکسیر سے

ظالمون سی سخت نادانی ہی راحت کی امید
پیاس بجھتی ہی کوئی آب دم شمشیر سے

سر سی جا بیگانہ اوس گیسو کا سودا عمر بہر
مژدہ نکلی گا ہمارا خانہ زنجیر سے

قید کی مشکل سے سبکدوش ہو سبب حاصل ہو گئی
نکلی یون زندان سی ہم جیسی صدا زنجیر سے

وہ زار ہون کہ میری لیی وقت قطع امید
ہر نقش پا سی ہو رہی خندق حصار کی

تیزاب سی زیادہ ہی عاشق کا خون گرم
کوٹھی پگھل نجای تمہاری کٹار کی

جیسے کہ کبھی گناہ نکرتے گناہگار
ہوتی خبر جو انکو یمین و یسار کی

بازو کی وصف مین جو ہوئی غرق اپنی فکر
اس بحر غوطہ خوار نی مچھلی شکار کی

دکھلائینگی سنت نمازونکی رکعتین
معراج قید ہی انہین دو تین چار کی

ہین کبر حسن سی اونہین پست و بلند ایک
کیسا پیادہ وہ نہین سنتی سوار کی

پیدا ہوتی ہی داغ جنون مین نئی چمک
شاید قریب فصل پھر آئی بہار کی

دم بھر ہم اور قافلہ دار انکو دیکھتے
ہوتی جو درمیان مین نہ ٹٹی غبار کی

جاتی ہین سو ہی ملک عدم جلد آتی
باقی نہین ہی تاب ہمین انتظار کی

جوہر تمہاری ابرونکی جانتی ہین ہم
یکتا بنہچی ہین قسم ذوالفقار کی

دیکھا جو مینی تیر کی گور مین کفن
سمجھا کہ صبح ہی یہ شب انتظار کی

آنسو جو سیری یار کی چشم التفات
رتی چمک گئی گھٹا آبدار کی

کشتہ کیا ہی لعل سی زیب نی اسیر
چادر ہی سوسنی جو ہماری مزار کی

شیرینی خط سی مٹ گئی لبہای یار کی
ان چیونٹیون نی سب یہ شکر زہر مار کی

صحرا ہم کو کیا ستاتی گی تنگی مزار کی
رحمت وسیع ہی مری پروردگار کی

اغیار و یار سب کو جلاتی ہی آتش حسن
ہی آگ کو تمیز نہ گل کی نہ خار کی

صحرا مین گرد باد جو دیکھا یقین ہوا
تربت ہی یہ کسی نہ کسی تاجدار کی

اونکو خیال زیب بنا گوش آگیا
تصدیہ لڑگئی گھٹا آبدار کی

لکھتا ہون وصف زلف دوتا قلم مین
ہار سیاہ وہ ہی یہ باندہی ہی ہار کی

رحم خدا نہ دیکھہ سکا کفر کی بھی یاس
رکھی سبیل آب دم ذوالفقار کی

کیا دوستی چشم فیض جو خونخوار خلق ہو
کوڑی فقیر کو نہین ملتی کنار کے

پہنچی گا بعد مرگ کوئی کیا خدا الملک
مسجد مین جا کسی نی بنائی مزار کی

روئی ہین آہ سرد بہی گی نسیم صبح
کلیان کہلین گی دامن ابر بہار کی

ہون بادہ خوار کشتی مے چاہیی مجہی
کشتی عبث نہ کیجیے گوٹہ کی ہار کی

مضمون نسیان مردہ ہی وصف دہن تنگ
اندازہ مین شعر مین بہی ہی شمار کی

کیسی خصیص زینت ظاہر ہین نامور
غربا نشین ہین مہر مین نقش و نگار کی

کسواسطی یہہ جمع زر و سیم ای بخیل
اینٹین بنین گی کیا تری پختہ مزار کی

ساقی سرور نشہ مے بہی نصیب ہو
برسون دہا چکا ہون اذیت خمار کی

بلبل کو گلفروش بہی صیاد بن گیا
پہولون کی ٹوکری ہوئی ٹٹی شکار کی

ساری زمین کشتون سی ای تیغ زن نہ بہر
دو گز جگہہ تو چھوڑ دی اپنی مزار کی

ایذا کا خوف دشمن کم زور سی نہین
پتھر کو کب جلاتی ہی گرمی شرار کی

دیکھا تجھی تو پیر خوشی سی جوان ہوے
چلنی لگی نسیم خزان مین بہار کی

دنیا کی آفتون سی چھٹا جو گیا اسیر
سرحد ہے گور ملک عدم کی دیار کی

کرو نہ بات جو تم میری گھر ہوا آئی ہو
کہ روز نون سی ہین کان تشنا لگائی ہوئے

کبھی تو خاطر غسال و گورکن ہی مرگ
غریب در سی ہین آسرا لگائی ہوئے

طرف بتون کی چھوڑی خدا پرستی ہین
چلی حرم کو رہ بتکدہ دبائی ہوئے

ضرور پہنچی وحشت کہ تری گاہ پردہ فانوس
کہ جا بجا ہے جیسے شمع آستین مین چھپائے ہوئے

جدا ہین جسم سے اعضای جسم زیر زمین
خدا کی شان ہے پہنچا تو وہ پائے ہوئے

فسردہ یون مرے داغ جگر مین ہین پری کن
چراغ جیسے دم صبح جھلملائے ہوئے

یہ خوفناک ہوئی ہے ہماری قتل کی بعد
نیام مین ہے وہ شمشیر دم چرائے ہوئے

گلی یہ کسکی ہے یارب کہ بیٹھے ہین سر رہ
ہزار دن تخت نشین بوریا بچھائے ہوئے

جواب خط کا بڑا اشتیاق ہے قاصد
گلی مین یار کی جانا قدم اٹھائے ہوئے

کسی طرح نہ بچے گی تمہاری تیغ سے جان
ہماری قتل کا بیڑا ہے یہ اٹھائے ہوئے

بجا ہے خط جو ترے پشت لب پہ پیدا
شکر لب سے یہ طوطی ہین پر گرائے ہوئے

لکھا ہے نامہ قسمت مین لفظ عیش جہان
وہین کی حرف کسی کی ہین کچھ مٹائے ہوئے

خدنگ بڑھ کی لئے کب نہ ہم نے سینے پہ
کمان یار سے تیوری عبث چڑھائے ہوئے

یہ ڈر گئے کہ ہوئے وحشت سے ہوا کو سون
دو چار ہم سے جو وحشت مین جا پہ پائے ہوئے

چمن مین دیکھئے سوسن پہ کیا بلا آئی
وہ پھر سے چلے ہین مسی لگائے ہوئے

عبث وفا کی توقع ہے اہل دنیا سے
یہ بیوفا ہین ہمیشہ کی آزمائے ہوئے

سیاہ دل کو بھی سمجھے نہ بادہ خوار دنکو
سحاب وار ہین باغ جہان پہ چھائے ہوئے

کبھی نہ دولت دیدار ہاتھ آئی اسیر
وہ خواب مین بھی جو آئے تو منہ چھپائے ہوئے

یارب لحد مین بھی مجھے شغل فغان رہے
عضو بدن رہین نہ رہین پر زبان رہے

ہر وقت دل مین جا ہے یاد بتان رہے
آسیب کا گذر ہو جو خالی مکان رہے

محفل مین شمع باغ مین آب روان رہے
راحت رسان خلق رہے ہم جہان رہے

دل میں جو ہو خیال تو تیرا خیال ہو
لب پر اگر ہو تو تری داستان رہے

اعضا کا لاغری کی سبب سے نشان نہیں
تشویش روح کو ہے کہ جا کر کہان رہے

بنواؤ گرد کعبہ دکانیں شراب کی
لازم ہے میکشو کہ خدا درمیان رہے

کی عمر دشمنون میں بسر ہمنے عمر بھر
کانٹوں میں پھول ہو کے انکی ندر زبان رہے

ہوئے سپید رنگ ہوئی رخصت ہوا شباب
باقی غبار جیسے پس کاروان رہے

کیون توڑتا ہے شیشۂ ساعت کو اے فلک
ہم چشم تنگی خاک سے ہین وان رہے

ہمسایہ ہو تو بیچ کی دیوار کیا ضرور
پردہ نہ میری آپ کے اب درمیان رہے

رد کی جگہ ہے تیر کہو اور کیا کرین
اسیر کبھی جو تمہاری کمان رہے

دونون ہین گھر ہمارے حرم ہو کہ دیر ہو
برسون میہمان ہے تو مہینون بیان رہے

قاتل ہمارے خون کے پیاسے ہین یہ کمال
کیونکر نہ سند سے تیغ کے باہر زبان رہے

مجھ سخت جان کے سینے کو تاکا ہے بیطرح
اللہ ہے کہ نوک تری اے سنان رہے

سرسبز ایک بھی نہ رہا عشق مین ہوا
اس معرکہ مین کیسے بہت پہلوان رہے

کیونکر نہ دل کو ظلمت عصیان کرے سیاہ
تاریک ہو مکان جو مکان مین دھوان رہے

غصہ کے وقت بھی نہ کسی کو کہے برا
لازم ہے اختیار بشر مین زبان رہے

بلبل سے ایسی ضد ہے کہ ہے باغبان کا قصد
باقی نہ ایک شاخ پہ آشیان رہے

شعلے جو میری آہ کے دل سے بلند ہون
ڈر کر نہ کیون زمین سے دور آسمان رہے

یہ وا ہے کسکو مدرسہ و خانقاہ کی
آباد میفروش کی یارب دکان رہے

سگ سے ہمانی سگ نے ہما سے لیے اسیر
جھگڑے ہین بعد مرگ مری استخوان رہے

قاتل کو شام سی ہی خوشی صبح عید کے
مہندی لگا کی جاتی ہی خون شہید کے

بند نقاب یار کو ناخن سی کھولئے
حاجت ہی ایسی قفل کو ایسی کلید کے

ہون اشکبار کیا مری حال تباہ پر
ہنسی کر رہی ہی بزم بتان مین یزید کے

جاہی جو درد دل کی کمی ہجر یار مین
آواز دی سروش نی ہل من مزید کے

ساقی شراب سی مجھی تو ہی ہوی خون
شیشہ شراب کا ہی کہ گردن شہید کے

یارب عیان ہو جلد شب ہجر کی سحر
تخفیف چاہتا ہون عذاب شدید کے

حاجی طواف کعبہ کری خواہ طوف دل
منزل ہی ایک راہ قریب و بعید کے

شکل عروس سیت معتقد ہی وہ کمر
نافہم کو تلاش ہی اس ناپدید کے

رسوا ہو تم ہمارا نیا گلا کاٹ کر مرین
نیت مین ہی یہ مفسدہ ہو کس یزید کے

پروانہ جل کی شمع پہ برباد ہو گیا
ہستی خراب ہر مین ہی زن مرید کے

آنکھون پہ پردی پڑ گئی حیرت سی زیر تیغ
حسرت ہی رہ گئی رخ قاتل کی دید کے

کیا دلکو یاد چشم سیہ مین بلا کا خوف
انگشتری ہی پاس نگین حدید کے

بوسہ لیا جو رخ کا تو چین جبین نہ ہو
تعظیم تھی ضرور کلام مجید کے

پہونچی گلی مین یار کی قاصد پڑا رہا
نکلا جو خط تو خط کی عنایت رسید کے

ای ترک بیگناہ ہمارا گلا نہ کاٹ
تفسیر دیکھ آیہ حبل الورید کے

جو چاہی لی وہ آکی تبرک فقیر کا
خالی نہین ہی توشہ سی حجرہ فرید کے

میخانی مین جو قلقل مینا کی ہی صدا
گویا ہی عیدگاہ مین شلک ہی عید کے

جالی ہوا جسکی پاؤن سمجھی وہ قدر خار
ای قفل احتیاج ہی کسکو کلید کے

کافی ہی تن پہ گرد نہین حاجت لباس
سوہان صبح شاخ ہی قطع و برید کے

ماہ رخساروں کا عاشق جان کر
داغ دیتا ہے فلک کیا کیا مجھے

گر پڑا چاہِ زنخداں میں اسیر
شوق نے ایسا کیا اندھا مجھے

زمیں شعر کا رتبہ بلند ہے ہم سے
شرف ہے خاک کو جیسے وجود آدم سے

فنا کی عید سے فرصت نہیں ہمیں غم سے
ہوئی ہے زینت تابوت نخل ماتم سے

کبھی نہ شہر خموشاں تھا اسقدر آباد
یہ شہر شہر ہوا تیری تیغ کے دم سے

ڈری ہے خانۂ افراسیاب سے خسرو
سوا ہے تیشۂ فرہاد گرز رستم سے

تمہارا اسم لیا ہو گیا جہاں تسخیر
فقیر بھی ہے سلیمان اس اسم اعظم سے

جو وقت صبح وہ مستِ سبو کی بالیں آئی
سبد ہا بہ رنگ گری ہے گل چشم شبنم سے

دیا نہ پیر مغاں نے بھی ایک قطرۂ مے
امید بخل نہ تھی ہم کو ایسے حاتم سے

بری سلیح ہیں سیر رضا کے طالب ہیں
بہشت سے نہ ہمیں کام ہے جہنم سے

کہاں ہے صفحۂ عالم میں لے نشان تجھ سا
کندہ ہے جو نام تو مٹ جائے نقش خاتم سے

نکو یہ بات ہے جیسیں ہیں کہ آدمیت کی
مری حساب میں ہے وہ نسل آدم سے

سوا ہے دیر و حرم سے مری عبادت گاہ
جدا طریق ہے میرا تمام عالم سے

کروں میں سیر جہاں سر جھکا کے زانو پہ
کہ کم نہیں ہے یہ کاسہ بھی ساغر جم سے

تھا فیض میں کدھی دشمن بشر موجود
ہوئی ہے خلقت ابلیس قبل آدم سے

ہوتی ہیں عشق خط سبز یار میں رشکے
بھریں گے زخم ہمارے تو سبز مرہم سے

یہ دل کی آتش ہی خواہش کہ چپکے بیٹھے رہیں
جدا اگر کوئی گوشہ ملے دو عالم سے

گلی میں اپنی جو بے سیج تمنا پہنچی ہے
حباب رہتے ہیں میں عجب شمس کیطرح یم سے

گئی جو لوگ گلستان سی بزم جانان مین
وہ باغ خلد مین داخل ہوی جہنم سے

اگر سپہر دنی ہو نہ فیض کا مانع
تو اشرفی کی او گئین پیر خاک حاتم سے

فراق یار مین شادی کی انجمن کیسی
بہشت ہو تو بھی کم نہین جہنم سے

اسیر مرد سے ہی نام مرد کا بہت
کہین یادہ ہی رستم کی نام دستم سی

غم کا غم بسکہ ہم نہین رکھتے
کہتی ہین سب یہہ غم نہین رکھتے

رہتی واسطے تمہاری کوچی کے
قصد دیر و حرم نہین رکھتے

کس توقع پہ زیر خاک گئی ہین
وہ زمین پر قدم نہین رکھتے

تیری ہی شکل تیری ہی صورت
بت خدا کی قسم نہین رکھتے

اہل ہستی ہین کس قدر غافل
کچھ خیال عدم نہین رکھتے

درد و لذت وہ یاس سب کچھ ہی
صبر البتہ ہم نہین رکھتے

زندہ باتون مین کرتی ہین یہ حسین
نطق عیسی سے کم نہین رکھتے

واہ کیا لعل بی بہا ہین وہ لب
جوہری [illegible] نہین رکھتے

کس کی بندی ہین برہمن یارب
گر خدائی صنم نہین رکھتے

ہی وہ خورشید رو تو بی پردہ
تاب نظارہ ہم نہین رکھتے

کیا کھلی قفل دل بخیلون کا
گرہ کلید کرم نہین رکھتے

کیا چلین ہم کہ ہاتھ خالی ہین
زاد راہ عدم نہین رکھتے

زر سی خالی ہی دست اہل کرم
صاحب زر کرم نہین رکھتے

کہتی ہین [illegible]
تم جو کہتی ہو ہم نہین رکھتے

ڈرتا ہوں دم ذبح کہیں باڑھ نہ مڑ جائے
جلاد کو میری مجھی خنجر کی پڑی ہے

ہشیار ہو مغرور جہان ہی تہ و بالا
بیٹھی گی یہ لاکھوں کی عمارت جو کھڑی ہے

واعظ خبر حشر غلط کچھ نہیں کہتا
آواز تو کچھ اپنی ہی کانوں مین پڑی ہے

ای آہ اسی چرخ پہ کی جاتی ہی وہان کیا
کیا عرش کی وسعت سی بھی اسکی بھی بڑی ہے

اوس بت کی نظارے کو لیے جاتی ہین قاصد
مسجد کی بنا پاس شوالی کی پڑی ہے

ساقی کی عطا مین کوئی کیا شاخ نکالے
گاڑھی ہی یہ چھنی بھنگ کہ سینک اوسمین کھڑی ہے

پہنا جو کفن ہنسنے صدا غیب سی آئی
خلعت ہو مبارک کہ یہ شادی کی گھڑی ہے

حورین کہو جنت سی چلیں قاف سی پریان
وسعت مری آغوش تمنا مین بڑی ہے

ہم کیا کہ ہی زہرہ ملک الموت کا پانی
قاتل تری تلوار کی کیا آنچ کڑی ہے

کچھ حال شب وصل و شب ہجر نہ پوچھو
جتنی کہ یہ چھوٹی ہی وہ اتنی ہی بڑی ہے

بسمل کی تڑپ سی ہی جہان برہم و درہم
ہرچند کہ اوچھی ہی وہ تیغ پڑی ہے

امید تھی جنسے ہین وہی جان کی خواہان
لینی کی جہان فکر تھی دینی کی پڑی ہے

خلوت مین وہ آتی ہوئی ڈرتی ہین مرے پاس
کھٹکا ہی صدا دی نہ کہین جو گھڑی ہے

جس وقت گجر صبح شب وصل بجا ہے
چھوٹا اوسکی یہان اپنی گلی جی پہ پڑی ہے

پیری مین بھی ہو کہین جوانی کی رہا دل
تھی صبح مین سمجھا کہ ابھی رات پڑی ہے

آنکھوں مین یہ کس پردہ نشین کا ہی تصور
چلمن جو در چشم پہ مژگان کی پڑی ہے

رکتے ہی نہین اشک مری دیدۂ تر سے
ساون کی الٹی کہ یہ بھادون کی جھڑی ہے

زہاد کا مشکل سے چکا حشر مین قصہ
سچ ہی جو بڑی لگ ہین بات انکی بڑی ہے

پیری کی مگر فوج اسیر آئی ہی نزدیک

دل ہوا آہن کا میری بیکسی پر آب آب — تیغ جب آئی گلی تک موج دریا ہو گئے
روز آنکھونکو دکہاتی ہی جو شمشیرین نئی — قسمت اپنی قرعۂ رمال گویا ہو گئے
دیکہکر خورشید رویونکو بدل جاتی ہی روز — کیا تماشا ہی کہ نیت اپنی حربا ہو گئے
دیکہنی والونکا ہی چارون طرف اک اژدحام — یار کی تصویر محفل مین تماشا ہو گئے
تو وہ یوسف ہی جہانمین جب تئی آئی قدم — زال دنیا نوجوان شکل زلیخا ہو گئے
اسقدر رویا ہین آنکھین مل گئی اوسکی پاؤن — یار کی خلخال پا گرداب دریا ہو گئے
خط جو دیتا ہون کبوتر کو بدلتا ہی وہ آنکہہ — کیا مروت گلشن عالم سی عنقا ہو گئے
درد جسکا آنکھین روتین دل جلا تر یا جگر — تیری فرقت مین مصیبت ہم کیا کیا ہو گئے
قحط آب تیغ قاتل نی یہہ لاغر کر دیا — سوکہہ کر مچہلی مری بازو کی کانٹا ہو گئے
کہہ کی بسم اللہ جب اوس طفل نی مصحف اوٹھایا — ہو گیا بسمل معلم ختم قلیا ہو گئے
جب تلک تہین بند آنکھین سب کچہہ آتا تہا نظر — کچہہ نظر آیا نہ ہمکو آنکہہ جب وا ہو گئے
گور کی زیر خاک ہی لذت اوٹھاتی وصل کی — حور جنت زیب آغوش تمنا ہو گئے
پہلوی عاشق سی وہ شمشاد قامت اوٹھہ گیا — کل جو ہونی تھی قیامت آج برپا ہو گئے
ہو گیا معلوم اکدن جسم خاکی خاک ہی — ہون وہ رہبر خضر ہمکو گرد صحرا ہو گئے
روح دولت تہی جو نکلی جسم سی سمجہی یہ ہم — باہر اپنی ہاتھہ سی سونی کی چڑیا ہو گئے

وصل بہی تہا اک قیامت پر چلی جب وہ نسیم
چال سی اونکی قیامت اور برپا ہو گئے

یار کا آنا تو کیسا طالع ناساز سی — موت بہی آئی شب فرقت تو کس کس ناز سی
دب گئی الجھوش گلو الیسی تری آواز سی — راگنی نکلی نہ باہر پردہ ہای ساز سی

مصاف اور انکو تو سمجھو ذرا ہے پیر مغان
ہاتھ دہو یا ہے بھی ایسی دعوت شیراز سے

حقیقت دل کی لبین ہی کرتا ہی قول حق ادا
شک ہوا او تھا رسول اللہ کی اعجاز سے

تو نے دل کی نگاہ دی تیا شب فرقت آگ
کم نہین ہی آسمان طاؤس آتشباز سے

تیرا عاشق جانتا ہی خوب تیری دل کی بات
جز پیمبر کون واقف ہے خدا کی راز سے

ہو رہا ہی بیداد فلک سی دل ہمارا سوراخدار
جیسے تودہ ہو مشبک دست تیر انداز سے

آنکھین ہین بیچور مطلق کان رکھتی ہین اسیر
ہی تمیز نیک و بد انکو فقط آواز سے

اوسکی زلف پیچ پر جوڑی شانہ تکین بخت لا
چاہیی ای چشم تر سازش مرصع ساز سے

ہون وہ طائر کہ ملی آفتی سی نہین مجھکو نجات
آشیانہ کم نہین ہی چنگل شہباز سے

فاتحہ پڑھنی کو آئی کاش وقت شب وہ ماہ
شمع تربت ہو روشن شعلہ آواز سے

وادی غربت مین سامان اسیری ہین بیان
زیر پا سایہ نہین کم فرش پا انداز سے

شق ہوا انگشت پیمبر سی ہوا گردون پہ ماہ
مرتضی کی رجعت خورشید کی اعجاز سے

نطق عیسی سی نہین کم گفتگو کی جانفزا
جان پڑ جاتی ہی مردون مین تری آواز سے

شکوۂ احباب سی منظور ہی مجھکو حجاب
کوئی دشمن ہو نہ واقف دوستی کی راز سے

دیدۂ تر نی ہمارا عشق ظاہر کر دیا
راز دل کیونکر چھپائی کوئی اس غماز سے

تھا کبازی کی کھیل تھا میرا لڑکپن مین اسیر
ہی عیان انجام کار دلکو مری آغاز سے

ہو چکی سب خلق جوہر تیری تیغ ناز سے
قتل سب چاہی تو پھر زندہ کرو اعجاز سے

کیون نہ کھاؤ انکو ملا دات چھیڑا ہی ساز
ساز کی آواز ملتی ہی تری آواز سے

باغ عالم مین قفس ہی مجھکو بے آشیان
طائر تصویر ہون واقف نہین پرواز سے

دلپسند خلق ہی جو قول ہی بالاتفاق
پہر صدا آتی ہی مجکو تار ہای ساز سے

حسب کیی اوصاف وشن لف مسلسل کی طرح
مرغ مضمونکی بندہی پہ رنجیدہ آواز سے

خوبرو تیری طرح ہی حور جنت بہی مگر
کب ہی واقف اس ادا اس ناز اس انداز سے

گل گریبان چاک کرتی ہین تمہاری رنگ پر
ہوش بلبل اوڑتی ہین رنگینی آواز سے

ہین جو خاصان خدا تابع ہین اونکی آسمان
مصطفی نی چاند دو ٹکری کیا اعجاز سے

کیون نہ تازہ قلب افسردہ کری فقر کری
سبز کرتی تہی درخت خشک کو اعجاز سے

شوق بام یار مین ایسا اوڑا مرغ نگاہ
چہپ گیا مانند عنقا رفعت پرواز سے

کوی جانا نسی پہر آیا جب کبہو تو نامراد
آتی آواز شکست دل پر پرواز سے

طایر بسمل ہی سینی مین ہمارا مرغ دل
لڑ گئی ہی آنکہہ کس ترک شکار انداز سے

آنکہین پہر جاتی ہین اونکی سنکی بون یار دو
بہاگتی ہین جیسی آہو شیر کی آواز سے

دیکہہ لی ہی قاتل مری نالی لگا چہیڑنی تیغ
موم آہن ہو گیا داود کی اعجاز سے

زخمی تیغ زبان خلق ہون جراح مین
چاہیی زخمون کو سینا رشتہ آواز سے

صورتین کیا کیا دکہاتا ہی زبانی کو اسیر
ہی حذر عاقل کو لازم چرخ لعبت باز سی

مہری ہمدم مین لالہ عذارونکا جوش ہی
گویا ہین پہول باغ مین بلبل خموش سے

باہر ہی مصلحت سی یہ چہپنا خروش ہی
آہستہ بات کرین دیوار گوش سے

بلبل کا قول ہی کوی سنتا نہین مرے
گل کو جو دیکہیی ہمہ تن گوش گل ہے

ساقی عزیز بادہ کشونسی نکہ شراب
تہوڑی تو اور دی کہ ابہی نکو ہوش سے

نہتا ہمین حبیب مین اونسی قرار در دل سنو
کہتی ہین جایئی کہ مجہی درد گوش سے

مسجد مین زاہدونکو مبارک رہی سجود — سر میکشونکا اور در میفروش ہی
آنکھین وہی حیا مین ہین جو ہین خدا شناس — کہتی اوسی کو گوش کہ جو حق نیوش ہی
ہر ایک داغ مین گل تازہ کی ہی بہار — سینہ مرا نہین سبد گلفروش ہی
سنتا ہون آئیگا مری گہر مین وہ ماہ وش — یارب یہ خواب ہی کہ صدای سروش ہی
کہتا ہی جسکو چادر مہتاب سب جہان — ای رشک آفتاب ترا گرد پوش ہی
ضائع نہ کیجیی سخن آبدار کو — یہ گوہر یگانہ سزاوار گوش ہی
لذت شراب مین نہ مزہ ہی کباب مین — عیب سی جدا وہ غنچہ میفروش ہی
شاید کمان ہی عاشق ابرو مری طرح — لاغر ہی قد خمیدہ ہی خانہ بدوش ہی

قاتل کی تیغ آتی ہی کیون ہمسی بیخبر
مدت ہوی اسیر کہ سربار دوش ہی

شب اونکی گہر تہا جلسہ عشاق سیمان تہے — اب دن ہوا تو ہم سی کہتی ہین تم کہان تہے
محبوب ہی حسین تہی مہرو تہی نوجوان تہے — یوسف تمہین سی شاید قرآن رسیان تہے
گردش نئی ہی تیری ای آسیای گردون — پہلی اونہین کو پیسا جو مشت استخوان تہے
وامق کا رنج فرقت مجنونکا جوش وحشت — فرہاد کی مشقت الفت کی امتحان تہے
اب کیا فشار تربت روکین کہ ہی نقاہت — دی موت کی فرصت جبتک کہ پہلوان تہے
مدفون ہوا جو مردہ اپنا زمین پکاری — مدت کے بعد آئی تم اب تلک کہان تہے
صیاد کا گلہ کیا شکوہ ہی لاغری کا — کیون ہمکو صید کرتا ہم صید ناتوان تہے
اب ہین وہ شوخ دیدہ دولت سی سرکشیدہ — جنکی تن خمیدہ اوتری ہوی کمان تہے
دیکہی بچشم عبرت جب کم سنونکی صحبت — آئی یہ دل مین حسرت ہم بہی کبہی جوان تہے

زیر زمین چڑھی ہین وہ آج کیسی غافل / گل تک و باغ جنکی بالا ہی آسمان تہی

ای چرخ سیر عالم ہم اور بہوک کا غم / کیا تیری خوان پہ ہم ناخواندہ میہمان تہے

صحرا مین کیا بہٹکتا دریا مین کیا بہکتا / الیاس و خضر میری مشفق تہی مہربان تہے

مدت کی بعد سمجہی وہ گہر مین ہی ہماری / ہم جسکی جستجو مین آوارہ جہان تہے

بزم سخن مین کیا ہی اب لطف نکتہ سنجی / خاموش ہو رہی سب جو اپنی ہمزبان تہے

اوصاف شاہ مردان کب ہین اسیر بیان
مقصود انس و جان تہی مطلوب کن فکان تہے

کس لئی غربت مین طوق کوئی لبر باندہے / گرد باد آسا کسی صحرا مین چکر باندہیے

قتل پہ میری کمر یون بندہ پرور باندہے / تیغ ابرو کہینچی مژگان کا خنجر باندہیے

قصہ فیصل ہو جو ہو دونون طرف سی جہد و جد / مین کمر مرنی پہ باندہون آپ خنجر باندہیے

کہینچی کیون اہل محفل سی سلول آب و نان / پیٹ پہ آئینہ کی مانند پتہر باندہیے

کہینچی پہ داغ اسکو گہر تمہارا ہی یہ دل / آئی مسجد مین گلدستی سر ابر باندہیے

ہی ارادہ قتل کا کچہہ خوف بدنامی نہ کیجی / شمر جی ناگوار ہو تو خنجر باندہیے

خط ہماری شوق کا بڑہی کیا ہمتی تو کیا / بازوئی قاصد پہ وبال کبوتر باندہیے

غیر دلتنگی نہین کچہہ باغ عالم مین نصیب / صورت غنچہ گرہ مین کس لئی زر باندہیے

شاید آجای ہماری گہر مین وہ خورشید رو / تکٹکی مانند روزن جانب در باندہیے

طائر مضمون کی ہی پرواز سلک نظم سی / ورنہ اوڑ سکتا نہین جس مرغ کی پر باندہیے

رک نہین سکتی کی اشک چشم تر رومال سی / توڑ پانی کا بہت ہی باندہ کیونکر باندہیے

کس طرح کہتی کہ عین ذات ہین اوسکی صفات / افترا اللہ پہ کیا بندہ پرور باندہیے

چاہیے ساماں نیا دربار شاہ عشق کو / گردش تقدیر کی دستار سر پر باندھئے

بزم میں آنے نہ دیجے پہر کچھ انصاف شرط / رشتہ ہائی شمع سے پروانوں کی پر باندھئے

ہے اگر دیدار سے محروم رکھنا وقت قتل / اک ذرا پٹی مری آنکھوں کی کسکر باندھئے

ایک دن مل جائے گا وہ گوہر مقصود بھی / صورت گرداب اس دریا میں چکر باندھئے

اس قدر پرواز ہے اس میں کہ رکتی کا نہیں / لاکہ اپنے طائر دل کے شہپر پا باندھئے

صورت اسود ہے نقطہ کعبہ دل میں اسیر / گرد اپنی صورت پرکار چکر باندھئے

وحشی ہوں زلف کا کوئی تدبیر چاہیے / زنجیر چاہیے مجھے زنجیر چاہیے

قاصد کی جا ہو کوئی مصور بلا زبان / بدلے جواب خط کے وہ تصویر چاہیے

تحصیل علم فہم فراست کمال عقل / انسان کو کچھ نہ کچھ ہنر تقدیر چاہیے

لکھوا کے خط کہا کسی یہ لایا ہے نامہ بر / ہمکو اوسی کے ہاتھ کی تحریر چاہیے

اسواسطے کہ پھر نہ کوئی نام عشق لے / قاتل ہمارے لاش کو تشہیر چاہیے

دیتے نہیں جو بوسہ مجھے وہ جواب صاف / کچھ قطع آرزو کو نہ شمشیر چاہیے

لازم ہے نوجوان کو پیروں سے ارتباط / معجون صحبت ہے گر ہم طباشیر چاہیے

منعم جواب قصر میں اک مقبرہ بنا / تعمیر اگر مقابل تعمیر چاہیے

کیا کیا جوان نہ خاک میں تو نے ملا دیئے / ایسا نہ تجکو اے فلک پیر چاہیے

مجرم ہوں عشق زلف کا دوری مجھے لگا / جیسا ہو جرم ویسی ہی تعزیر چاہیے

لاؤں کہاں سے خرچ کو ہر روز گنج زر / عاشق تمہارا صاحب اکسیر چاہیے

حاجت جواب نامہ کی بعد فنا نہیں / میری کفن میں [illegible] کی تصویر چاہیے

۱۲۱

مجھ پہ جو خانۂ تاریک میں گذری شب ہجر
کسی مردے نے نہ یوں گور میں ایذا پائے

دل نے پایا وہ مزہ یار سے خلوت کے بطور
داغ نے روشنی برق تجلی پائے

آتش ہجر سے جلنا ہی لگی مری تربت میں
کوچۂ یار میں گڑنے کی اگر جا پائے

کبھی تو نے نہ دیا بادۂ عشرت اے چرخ
ہم نے تکلیف تری دور میں کیا کیا پائے

وحشت وادی دل کا ہو بیاں کس سے اسیر
ذرے ذرے میں یہاں وسعت صحرا پائے

مونس شب غم میں نظر آتا نہیں کوئی بھی
بیمار ہیں ہم درد بٹاتا نہیں کوئی

دل نذر کروں کس کے جاناں کو میں کیونکر
بیمار کو آئینہ دکھاتا نہیں کوئی

اکسیر ہی کہتے ہیں جسے راحت دنیا
سب ڈھونڈتے ہیں اس کو پاتا نہیں کوئی

ممکن نہیں خورشید جہاں تاب ہو ذرہ
تو جس کو چڑھاتا ہے گھٹاتا نہیں کوئی

مرغ سحری ہے نہ شب ہجر موذن
سب مر گئے آواز سناتا نہیں کوئی

وہ شہر مقرر ہے کچھ اس شہر سے بہتر
دنیا میں عدم جا کے پھر آتا نہیں کوئی

کیا جرم ہے ہم نے جو لیا بوسۂ مژگان
اتنی لیے سولی پہ چڑھاتا نہیں کوئی

چشمۂ نہ سکندر کو ملے خضر ہو رہبر
بگڑی ہوئی تقدیر بناتا نہیں کوئی

دل بھی بازار محبت میں تو نکلی
پر سچ ہے کیا کچھ بھی لگاتا نہیں کوئی

خط ہائے لب و سیب ذقن پر ہو مائل
پھل دیکھنے کی ہیں اٹھاتا نہیں کوئی

در کھولے ہوئے ہیں مشتاق ہے رضوان
جنت میں تری کوچے سے جاتا نہیں کوئی

یارب خبر اہل عدم کس سے میں پوچھوں
جانی کو تو جاتی ہیں پھر آتا نہیں کوئی

کیا ظرف ہے مستان مے عشق کا غالی
منہ ساغر جم کو بھی لگاتا نہیں کوئی

قاتل تو مری قتل کو آئی ابھی اور ٹھہر کر / ہے شیر کی مانند جو تلوار کے ہوتی

ماخوذ ہوئی دل کی عوض حشر میں اعضا / پکڑی گئی بہر جسم گنہ گار کے ہوتی

کعبے کی طرف ہم تو نجا ہیں گی نجف سے / لے کون صدف گوہر شہوار کے ہوتی

گل باغ میں سنتی ابھی ہو کر ہمہ تن گوش / نالی جو رسا مرغ گرفتار کے ہوتی

مجھ سے یہ نہ ہوگا کبھی اے شیخ / مسجد کو چلوں خانۂ خمار کے ہوتی

جیو توں ہی وہ تعریف اسیر اسکی جو کرتا / آفاق میں شہرہ مری اشعار کی ہوتی

وطن سے نامہ بر آئیں تو پہنچائیں فشان غم کی / خط احباب بھیجا ہی ہوں کے گرد اغونکی ہم کی

وہ میکش ہیں تماشی دیکھتی ہیں عمر کی عالمگر / لکھی ہیں قبر کی تعویذ میں خط ساغر جم کی

تمہاری نخل قد سے ہمسری جو نخل کرتی ہیں / یقین ہیں روز محشر ہونگی وہ کندی جہنم کی

وہ عاشق صلح کل کی ہیں کہیں نفرت ہی لڑائی سے / نہ قد تیری کا بھاتا ہی نہ گیسو ہمکو پیچ و خم کی

بڑا فاو ریجا ہی پہ کار خانیکو وہی جانے / خدا جانے کہ گذری کتنی آدم قبل آدم کی

گوارا غیر کا احسان نہیں رنگین مزاجونکو / ہوئی داغ پر طاؤس کب محتاج مرہم کی

بہت روئیں جو ہجر یار میں عشاق سے ناصح / ندی الزام انہیں کیا نہیں فرزند آدم کی

نہیں ہیں ہجر میں یہ لکہ ابر سیہ ساقی / ڈرانی کو ہماری سانپ نکلی ہیں جہنم کی

چمنکے سیر کو وہ مہروش جب صبح آتا ہی / گلونکی ہوش اڑ جاتی ہیں قطری بنکی شبنم کی

ملیں کیونکر طبع گر مجھ صاف دل سی واسطے ہجا ہیں / کہ سیدے اڑھتی ہیں کاغذ پہ الٹی حرف خاتم کے

جو تولا ہم نے اپنی بے نیازی کی ترازو میں / برابر نکلی پلے بخل قارون جود حاتم کی

زمین کو بیجا نان ہی علینزا ایسے کہ سنتے ہیں / صدا آیا کی ہوں لنگ ساکن عرش اعظم کی

تپ غم کیا فراق یار مین چڑھتی اوترتی ہی — تن لاغر کی اسکی استخوان زینی ہین سلم کے

گیا وہ لون تبسمی سیر دل ساقی نی ہستو نکا — خم نشان قدح سیاہ نکی ہین جہ مہمان ایسی حاتم کے

الہی پیچ پیچ تقدیر یہ ہمکو پیچ دکہلاتے — سر ہین دو ایک حلقے اور اوس گیسوی پرخم کے

اولٹا پردہ رخسار آئینہ طور سی منہ سے — کہو برق تجلی سی ابہی چمکی وزرا تہم کے

اسیر اب عیدی عزیزون کی ہین لازم مرثیہ کہنا
ہوا سامان ماتم دن قریب آئی محرم کے

جو اونا ہین وہی اعلا ہین تنزو یک اہل عالم کے — گزند انگشت گہین سر ہاتہہ ہین لائق ہی حاتم کے

شریک اسکی غمین رز برا ریک ہین اہل ماتم کے — نظر آتی ہین گل خندان ہین دونی پہ شبنم کے

غضب پر صاف ظاہر ہی کہ رحمت اوسکی غالب ہے — کہ جنت آتہہ ہین کل ساتہہ ملتی ہین جہنم کے

کہو اہل زمین سمجھین نہ آسمان اسیر تا ہو نکو — ہلا دیتی ہین دل یہہ ساکنان عرش اعظم کے

پدر ہی قاتل فرزند جس ہین وہ یہہ دنیا ہی — اسیر کی خون سی جو ہر ہوئی تیغ ستم کے

کسی نی بزم مین ہمکو بچشم لطف سے دیکہا — رہی مشتاق کان اپنی صدائی خیر مقدم کے

گنہگار ونسی کہدو اوسکی رحمت نی ہوا بدلے — گل گلزار جنت بنگئی شعلے جہنم کے

الہی کشتہ کس چاہ ذقن کا ہون کہ تربت پہ — چڑہا جاتی ہین جاتی لا کی شیشے چاہ زمزم کے

سنبہلنے دیتی ہی کب بلق ایام کی شوخی — اوکہڑ جاتی ہین آسن شہسوارونکی یہان جم کے

جگر کی داغ دلکی آبلے دیکھی جو قسمت — تو سمجھے ہم کہ یہہ ہین پہول وہ پہل نخل ماتم کے

گمان کرتا ہون لوح عارض کا تسکین دلکو ہی — مہ و خورشید بہی ہین مری داغونکو مرہم کے

انہین علی کرکی جاتی عرش تک جب مرد میدان ہی — یہہ ساتون آسمان ہین ہفت خوان شیر ستم کے

نظارہ پہول سی رخسار کا کیا ہمکو مشکل ہی — کہ مرد ہین تر گری کی در دانہ ہین شبنم کے

تن بیجان مین ڈالی جان ای پیر مغان تو نے
نہین عیسی کی قائل ہم تو عاشق ہین ترے دم کے

اسیر اپنی طبیعت سے عجب راحت ہی مضمون کا
مقام امن روح اللہ ہی دامن مین مریم کے

وصل ہوتا بھی ہی تو ہجر کا ڈر رہتا ہی
عید کی دن بھی محرم مرے گھر رہتا ہے

گرم پیری مین کوئی داغ جگر رہتا ہی
شمع کا نور کہان وقت سحر رہتا ہے

چشم وہ چشم ہی جسکو ہی تری دید کا شوق
گوش وہ گوش جو مشتاق خبر رہتا ہی

آنے پاتا نہین میری دل مضطر کی پاس
درد پہلو مین ادہر اور ادہر رہتا ہی

غیر کے غم مین سو ہم تک وہ سیہ پوش رہی
تین دن جیسے کہ عقرب مین قمر رہتا ہی

چال ہے کوچہ شطرنج محبت کی نئی
جیت اوسکی ہی جو اس راہ مین مر رہتا ہے

کیون مری لاش پہ آئی وہ چھپائی منہ کو
مر کی آنکھون مین کہان نور نظر رہتا ہی

شش جہت جہان جھکی پر ہمین معلوم نہین
کسطرف ہی وہ کہان ہی وہ کدہر رہتا ہے

دل پہ داغ متقر ہی خدا کو بھی پسند
مصحف پاک مین طاوس کا پر رہتا ہی

مار ڈالا تری خنجر کی رکاوٹ نے مجھے
چل کہ ہر وقت سیہ گردن پہ ٹھہر رہتا ہی

شگفتگی خندہ گل چار پہر جلوہ مہر
کم بقا ہی وہ جسے نشہ زر رہتا ہی

دل ہم درد کی منزل جو ہمین سے گیا ہی
قافلہ ایک نہ ایک اسمین اتر رہتا ہی

زندگی کیون نہ کرین ایک لہو پانی ہم
سنتی ہین غیر سے وہ شیر و شکر رہتا ہی

کون ہین جنکو فراموش ہی دنیا مین خدا
ہم کسی کام مین ہون دہیان اودہر رہتا ہے

مرد کو تیغ سی شوق شہادت مین ہی شرط
پہر تو خنجر کا نہ جلاد کا ڈر رہتا ہی

زندگی تجہسے مین مرگ طلب کرتا ہون
روز ہنگامہ محشر مری گھر رہتا ہی

اوٹھ سکین داغ غم و زخم جگر ضعف مین کیا
زور گھٹتا ہی تو وہ دل نہ جگر رہتا ہے

خاک پر بیٹھ رہی چہرۂ انسان کا فروغ
دن جو ہوتا ہی کہان نور قمر رہتا ہے

بزم مین آئینہ مشتاق حسینون کا ہی آپ
چشم سایل کیطرح دست نگر رہتا ہے

کبھی کرتا ہون تمنا جو ہم آغوشی کے
ہنسکے کہتے ہین مجھی درد کمر رہتا ہی

شمع رو یار ہی قاصد مرا پروانہ ہے
یہی باعث ہے وہان جاکی جو مر رہتا ہے

نفس امارہ پہ آخر کو ہوا دل غالب
جو بہادر ہی وہی جنگ مین ور رہتا ہی

کوئی شاہد جو نہین عالم بالا پہ اسیر
وجہ کیا کیون رخ خورشید اودھر رہتا ہے

صبر و طاقت لئی جاتی ہی جدائی تیری
لوٹتا ہی مجھے قزاق دہائی تیرے

شدت غم مین تجلی نظر آئی تیری
دل جو ٹوٹا سے مجھے آواز سنائی تیری

نہ تو جنت نہ جہنم کی ہین قابل ہم لوگ
وصل جنت ہی جہنم ہی جدائی تیری

قید کو طول نہین تنگ نہین نہ گھبرا ای روح
اسی ہفتہ مین ہی اک روز رہائی تیری

ہار اب سیر ہی گلی کا نہ ہوا ای طوق گران
جبتلک جسم مین طاقت نہی اٹھائی تیری

بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود
چھین لے ایک ہی پشہ نے خدائی تیری

شان اپنی جو دکھانی ہوی منظور نظر
شکل اللہ نے بی مثل بنائی تیری

اتنے کشتون مین کسی کو نہ جلایا قاتل
دیکھ لی دیکھ لی اعجاز نمائی تیری

آستین مین جو چھپی کھلائی چمک جان ہی لے
ملک الموت کا پنجہ ہے کلائی تیری

نہ تو آغاز ہے تیرا نہ تو انجام ترا
تھی ہمیشہ سی ہمیشہ ہی خدائی تیری

دلمین تو آنکھو نمین تو جسم مین تو جا نہین تو
ہر جگہہ سے نہین واقف ہمہ جائی تیری

عشق پیدا جو کیا تو نی تو معلوم ہوا
بس یہہ ایجاد ہی تنہا صفت خاص تیری

قافلی سے کہین آگاہ نہ رہزن ہوجاے
ای جرس خوب نہین شہرہ درائی تیری

عبث ای نالہ بلبل ہی تجھی قصد فلک
گوش گل تک نہین گلشن مین رسائی تیری

سیر کرتو تسی صحرای جنونکی ای قیس
بوجہ کانٹون کو نہین آبلہ پائی تیری

نہ کرم عشق کی بندون پہ نہ رحمت کی نظر
ای صنم ہم تو نہ سمجھین گی خدائی تیری

یا علی کافر و مومن سی نہین تجکو غرض
صلح ہر ایک سے ہے جنگ لڑائی تیری

کس شہ حسن کی کوچی کا گدا تو ہی اسیر
بادشاہی ہی حقیقت مین گدائی تیری

پہنچ کی سامنی اوسکی یہہ حال ہوتا ہے
کہ ہمکو آپ مین آنا محال ہوتا ہے

جو رنج دی اوسی حاصل ملال ہوتا ہے
کہ خار چبھتا ہی جب پائمال ہوتا ہے

پلائی کیون نہ ہمین جام جام پر ساقی
سخی کا فیض علی الاتصال ہوتا ہے

سیاہ ہجر مین ہی کیا مرا سیہ خانہ
کہ پاؤن رکھتی ہی یوسف بلال ہوتا ہے

ارادہ یار کا ہمسے کبھی نہین چھپتا
صفائی تن سی عیان دلکا حال ہوتا ہے

تمہاری پاؤن مین ملتا ہی کیا حنا شب کو
سحر جو پنجۂ خورشید لال ہوتا ہے

سیاہ بخت ہون ایسا کہ میری تربت پر
چراغ جل کے زبان غزال ہوتا ہے

بجا ہی خوش ہی جو کشتونکو دیکھہ کر وہ کتا
کہ کھیت کاٹ کی دہقان نہال ہوتا ہے

ہوا ہون پیر دکھائین مجھی وہ کیا ابرو
کہین سحر کو بھی پیدا ہلال ہوتا ہے

ندہی گی دلکو رہائی کبھی پھنسا کو وہ زلف
عزیز بندہ یوسف جمال ہوتا ہے

بنا تہا آگ سی ابلیس ہوگا داخل نار
جو بد ہین نیک کب اونکا مآل ہوتا ہے

ملی جو راہ مین وہ تشنہ خون تو پوچھو نہ بات
کبھی مزاج مبارک بحال ہوتا ہے

ملا جو شاہ گدا اُسکا نبان مین مشکل ہے
کہین گلیم مین پیوند شال ہوتا ہے

کٹا دیا سر کا چلتا ہے تیر تیغ کے ساتھ
ہمارے ساتھ پہنچے قاتل حلال ہوتا ہے

وہ بادہ کش ہون جو پیتا ہون ایک قطرہ مے
وہ قلزم عرق انفعال ہوتا ہے

سوی پینت زیب دکھاتا ہے حسن نو سے رنگ
کہ آئینہ مین ہجوم مثال ہوتا ہے

وہ تیغ کیون نہ مرے خون گرم سے چمکی
پڑے جو آگ مین لوہا تو لال ہوتا ہے

اسیر پوچھو نہ کچھ حال دل کہ صورت شمع
وہ شخص آگ مین جلکر نہال ہوتا ہے

ظلمت زیر زمین خواب سے بیدار ہوئی
شور محشر مری زنجیر کی جھنکار ہوئی

ہون وہ مقتول جو بے جرم کیا قتل مجھے
تیغ جوہر کی سلاسل مین گرفتار ہوئی

خندہ زن مین ہین زخم تن بسمل پر
تیغ قاتل نہوئی قہقہہ دیوار ہوئی

کب گئی وصل کی شب اور کب آئی یارب
کہا ہی شام ابھی صبح نمودار ہوئی

کشتنی وہ ہون جو مقتل مین کبھی آنکلا
سنسنا تیرون کا تلوار کی بوچھار ہوئی

ہم جو مر جائین تو کیا ابروی جانانکا قصور
خون مقتول سے کب تیغ گنہگار ہوئی

آمادہ بزم طرب ہے ترے بیمارونکو
کھائی نرگس نے ہوا باغ کی بیمار ہوئے

سیر جو آئی تھی عدم سے کہ کرے سیر جہان
چار دیوار عناصر مین گرفتار ہوئی

کب تک باہم ہجر آشناؤن اے محبت
عشق محبوب نہ ٹھہرا کوئی بیگار ہوئی

کیا خطا کی جو لیا بوسہ خال نمکین
کیون خفا اپنی نمک خوار سے سرکار ہوئی

تو جو گلشن سے گیا گل ہوئی نالان کی گل
ہر کلی مرغ نوا سنج کی منقار ہوئی

تختۂ گور بنا تخت سپہر کہاں تو قدم
پائے گیسو میں نہ آئینگے دل عشاق چلیں
چشم دل کو نظر آیا نہ کبھی جلوۂ دوست
خواب میں بھی نہ کبھی وہ رخ سیمین دیکھا
ہاتھ آیا نہ کسی کو بھی ترا افعی زلف
سر کٹی یار پڑی واہ کس انداز سے پاؤن
ہوں وہ دیوانہ کہ سنکر مری آواز قدم

تیری درویش کو شاہی نہ میسر آئی
شمع روشن ہوئی گھر گھر جو شب تار ہوئی
گرد کلفت سے اداسی تھی بچکی دیوار ہوئی
کب میسر تھیں ہمیں دولت دیدار نصیب
بار گیر نہیں تیری بہوت تیری بار ہوئی
چال تیری نہوئی تیغ کی رفتار ہوئی
وحشت میں جو رہ تو اجیر بیدار ہوئی

خاکساری ہی ضرور اہل تنعم کو اسیر
جھک پڑی خاک پہ جو شاخ ثمر دار ہوئی

دی چھری تمنی جو اکدم کی لیی آکی چلی
غیر کے ساتھ عیان یار نی کی بادہ کشی
وای غفلت ہمیں اتنا بھی نہ معلوم ہوا
گالیاں دیں مجھی یارب کہ پڑھا سورۂ حمد
نہ ہمیں کچھ تو نظر آئی ہمیں سیر کہ ہم
اک ذرا الجھیو گیسو میں سمجھ کر شانا
جسطرف شہر میں آمد تری وحشی کی ہوئی
گو کہ احباب نی تربت میں سنائی تلقین
شب کو تا صبح جو دربان نی نکلوا دیا
کھد و بستش سی کہ چلنی کو چلی کبر سی چال

مرغ بسمل کیطرح سی مجھی تڑپا کی چلے
جام ہر جام بہایا خون تمنا کی چلے
کہ کہانسی ادہر آئی تھی کہاں آکی چلی
کچھ تو جھکی سے سر قبر دو چہرا کی چلی
طیب خاطر سی مری چھوڑ کی دنیا کی چلے
اٹھ سر پہ کسی عاشق شیدا کی چلی
غول کی غول ادہر اہل تماشا کی چلی
دو گھڑی آپ نہ ٹھہری مجھی سمجھا کی چلی
سر کو عاشق در و دیوار سی ٹکرا کی چلی
کاسۂ سر تو غریبو نکی نہ ٹھکرا کی چلی

گل یہان جو عدم آباد سی آ کی رہے
نہین معلوم کہ وہ آج کہان جا کی رہی

جب تلک تازہ رہا فصل بہاری سی چمن
کیسی کیسی نہ ہجوم اہل تماشا کی رہی

آشنا موج کی مانند کنارہ سی نہ کھنچی
شکل گرداب ہمین سیر مین دریا کی رہی

سیکڑون پست کئی نیست نہ ہر پست ہستی
کارخانے ہی اللہ تعالی کی رہے

تاب کسکی ہی کہ ہو صرف تماشای جمال
ایک جلوی مین بجا ہوش نہ موسی کی رہی

ذائقہ موت کا چکہا تو یہہ لذت پائے
کہ ذرا ہمکو خبر یاد نہ دنیا کی رہے

نہ تو وہ تخت نہ وہ تاج نہ لشکر نہ علم
نام باقی فقط اسکندر و دارا کی رہی

دشت مین خاک بگولی نہ اوڑاتین کیونکر
چلنی والی نہ رہی نقش کف پا کی رہی

تیری گیسو ہین وہ یوجی کہ بدل کر صورت
مدتون شکل عصا ہاتہہ مین موسا کی رہی

خانہ گور دیا ہمکو جو قسمت نی وسیع
کیسی آرام سے ہم پاؤن کو پہیلا کی رہی

بندہ گیا بسکہ اون آنکہون کا تصور تا صبح
پہول بستر پہ مری نرگس شہلا کی رہی

قدردان کون ہی معشوق کا عاشق کے سوا
سر پہ مجنون کی قدم ناقہ لیلا کی رہی

بوسہ لب نے بہی زائل نہ کیا درد جگر
مرض اچہا نہوا پاس مسیحا کی رہی

مرکی بہی خاک پہ اک روز نہ برسا پانی
منتظر ہم کرم عالم بالا کی رہے

ایک آفت جو ٹلی دوسری آفت آئی
تا دم مرگ بکہیڑی ہی دنیا کی رہی

جسم معدوم ہوا فرط نقاہت سی اسیر
روح کو ہی یہہ تردد کہ کہان جا کی رہی

شاعری کچھ خطا ہو تو طعنہ فضول ہی
قول امام ہی نہ حدیث رسول ہی

خار اوسکی رخ سی گلشن جنت کا پہول ہی
شمشاد قد کی سامنی طوبی ببول ہی

مقبول دل ہی پاندی حسن کی سند / حال سے یہ نہین ہی یہ شہر قبول ہے

کرتا ہی رقص شغل سماع و غنا مین کیا / صوفی سی کہدو رقص ترا بی اصول ہے

دانا ہی تو اگر تو نہ کہانا فریب نفس / رہزن ہی سنگ راہ ہی شیطان ہی غول ہے

گیسو کو اپنی دیکہہ لو تم قصہ مختصر / پہونچو نہ داستان شب فرقتکی طول ہے

بیٹہی ہین دہوکی قاصد جانانکی پانون ہم / ہمسر قدم رسول کا پاتی رسول ہے

کیونکہ بیان ہو اوسکی کرن پہول کی صفت / جسکو خزان سی کام نہین وہ پہول ہے

دیکہین گی اب نہ ہم رخ دنیای زشت کو / آنکہونمین آب چشمۂ حق کا نزول ہے

اوٹہ چلا کیا نکہ پانی آف نہ کی / فرمان سی اوسکی کسکی مجال عدول ہے

کیون جا کی خوان نعمت منعم پہ ہون طفیل / ایسی پلاؤ سی تو قبولی قبول ہے

ای فکر کیا سبب جو آتا نہین ہی ہاتہ / مضمون تازہ کیا کوئی گولر کا پہول ہے

پست و بلند کیون نہ زمانہ مین ہون بشر / جو نردبان ہی وجہ صعود و نزول ہے

حمد شکر اوسکی سایہ مین پائی جگہہ اسیر
بیل بس شجر کا خلد ہی اسلام پہول ہے

اوج فلک سفلہ سے بیداد گردون نے / اوٹہتا ہی یہ پیر ادہر مریدونکی پرونسی

گہبراتی ہین سنکر مری نالی یہ شب ہجر / سب اہل محلہ نکل آتی ہین گہرونسی

گردون پہ شفق باغ مین گل کوہ پہ لالہ / آفاق بہرا ہی ترے خونین جگرونسے

ہاتہون مین لیی پہرتی ہین کچکول گدائی / برگشتہ ہوا ہی یہ فلک تاجورونسی

ہی بال سی باریک ہمارا تن لاغر / رشتہ ہی محبت کا جو نازک کمرونسی

لازم ہی کہ خود لیکی چلون اپنا مین نامہ / خاطر کو تشفی نہین ان نامہ برونسے

ہی وادی وحشت سی مرا قصد سوی شہر
کہولین نہ دکانین یہ کہو شیشہ گرون سی

کہلتا ہی نہین مثل صدف دیدۂ انصاف
ای چرخ یہ تنگی تجہی عالی گہرون سی

وہ اوس فلک حسن کا کوچہ ہی کہ جس مین
خورشید و قمر چلتی ہین آنکہون سی سرون سی

اس شہر شر انگیز مین کتنی ہی فسادت
اللہ بچاتا ہی فسادون سی شرون سے

خود بزرہ و مکبر و چہار آئینہ بیکار
شمشیر قضا رک نہین سکتی سپرون سے

مستان مئ عشق کی دل ساغر جم ہین
آفاق کی پوچہو خبر ان بیخبرون سی

وحشت مین ہین صورت مردم سوی نفرت
ہی قصد کہ بہلائیی دل جانورون سی

دنیا سی گئی عشق اسیر اہل شرف ہی
باقی نہ رہا ایک بہی ان نامورون سے

وہ بی نقاب بہی زیر نقاب رہتا ہی
فروغ عارض روشن حجاب رہتا ہے

کسی کی آنکہ سے یہ دل خراب رہتا ہے
ہماری کعبی مین دور شراب رہتا ہی

تمہاری عارض روشن سے ہی جہان روشن
کدہر ہی ماہ کہان آفتاب رہتا ہے

زمانہ مرغنہ دیتا ہے ہمت کو
کہ طاق پہ قدح بی شراب رہتا ہی

چلین ثواب کی راہ مین کہان تلک واعظ
ہمیشہ جان پہ نازل عذاب رہتا ہی

اسیطرح تو دم نزع ہونگی آنکہین بند
یہی خیال ہمین وقت خواب رہتا ہی

فقیر ہی تری در کا یہ شاید ای شہ حسن
ہمیشہ کاسہ بکف آفتاب رہتا ہی

ہماری رونی سی صحرا ہمین فقط دریا
کہ کوہ تا بکمر غرق آب رہتا ہی

مرا خیال بہی گیا یار کا مصاحب ہی
کہ گہر مین آٹہ پہر بار باب رہتا ہی

بشر دلیر معاصی مین ہو خدا نہ کری
نہ خلق سی نہ خدا سی حجاب رہتا ہی

ادہر وصال اودہر فراق / نئی طرح کا سوال و جواب رہتا ہے
سمند فکر نے ایسا کیا ہے پا بہ رکاب / کہ سر ہی جیب مین پا در رکاب رہتا ہی
جو روئے یار کی مشتاق ہی نہ ابھی چشم / کہ روز ابر نہان آفتاب رہتا ہے
وہ گالی دیتی ہین بس دیکھتی ہی قاصد کو / زبان پہ میری خط کا جواب رہتا ہی
نئی مزاج مین شوخی نئی دماغ مین بو / بہار رہتی ہی جب تک شباب رہتا ہی
خدا کی یاد ہی لازم کہ ہو درستی دل / مکان بغیر مرمت خراب رہتا ہی
ثبات بحر جہان مین کہان ہی سرکش کو / کہ سر اوٹھا کی کوئی دم حباب رہتا ہی
جو بعد فاتحہ دو روز تم نہین آتے / لحد مین مردون پہ کیا کیا عذاب رہتا ہی
ہمارا خانۂ دل گر گیا خدا جانے / کہ کس مکان مین اب اضطراب رہتا ہی
حسین ہی آنکہ پہ پیش چشم ایک نہ ایک / نظر مین ماہ نہ ہین آفتاب رہتا ہی

اسیر دل کا پتا مل گیا یہ کہتی ہین
مجاور لحد بو تراب رہتا ہے

کہان نہ قطرۂ خون رگ گلو ٹپکی / خدنگ ناز سی جا بجا نہ چار سو ٹپکی
فراق یار مین اشکون نی دی عجب لذت / مزہ ملا ثمر نخل آرزو ٹپکے
نئی طرح کی ہی گرمی کہ چاہتا ہی فلک / عرق کی جا مری چہرہ سی آبرو ٹپکی
اثر شکستہ دلی کا نجا ہی مرگ کی بعد / جو میری خاک لحد سی نئی سبو ٹپکی
خدنگ یار نی کس دن نہ معرکہ مارا / ہزارون سخت کمانان جنگجو ٹپکی
دوا دکھائے تب عشق کی اثر اولٹا / کرین چکیدہ اگر کاسنی لہو ٹپکے
مکان کہنہ مین کیونکر غریب کی ہو بسر / جو سقف ایک ہی جہٹی مین چار سو ٹپکے

لائیں زبان پہ شکوہ شکار افگنوں کا کیا
خود لاغری سے ہم نہیں قابل شکار کے

سمجھے جو اپنی ری سے ہو گئی سفید
سو رنگ ہیں یہ قدرت پروردگار کے

بیعد ہے سحاب نہیں زیر آسمان
روتا ہے کوئی سیر یہ طرز سی پکار کے

آتی ہے سکیدی میں گیا خشم محتسب
شیشے میں ہم نے بند کیا جن اوتار کے

زندان سی چھوٹتا ہی جو قیدی کوئی اسیر
پھرتا ہے آگی گرد بہار سے مزار کے

زندوں سے مُردے کچھ نہیں کہتے پکار کے
کیا جانے کیا گذرتی ہے بیچ مزار کے

بیمار ہے جو عشق میں گیسوی یار کے
زانو کو درپیٹ میں رہتا ہی مار کے

عیار رہتا عجیب زلیخا کا جذب عشق
کنعان سی ماہ مصر کو لایا اوبھار کے

کیونکر خمیر قیس میں ہوتیں نہ شورشیں
ذرے سے کچھ شریک ہماری غبار کے

سودا اثر کیا نہ کسے روز سال بھر
ابکی تمام سال رہی دن بہار کے

آخر مآل عجز ہے تیرے غرور کا
ای باغبان خزان بھی ہے پیچھے بہار کے

عاشق کا دل جو اور جلاتا ہی آپ کو
مہندی لگا کی باندھتی ہے پنجے چنار کے

مردوں سے زندگی میں یہ ہم نہیں ہیں کم
جب دیکھیے سوار ہیں کاندھے پہ چار کے

وہ صاف اعتقاد ہیں ساقی شراب کیا
پانی بھی ہم نہیں پیئیں تو سر خم پہ وار کے

کیونکر نہ سوز غم سی مسلمان کا دل جلے
دیتی ہیں برہمن کو وہ صدقہ اوتار کے

کوسے ثمر سو ہجر میں پیتا نہیں مزہ
قطرے لہو کی ہیں مجھے دانے انار کے

ہیں کاہ سے سبک ہو جو تھے کوہ سے گران
صدمے اوٹھیں گی کس سی غم انتظار کے

پستان یار سی نہیں ممکن مقابلہ
کھلتی چمن میں دانت ہوئی ہیں انار کا

دیدۂ تر کا ہمارے ہو گیا جب سامنا — کھل گئی ساری حقیقت ابر دریا بار کی

سامنے تیرے کیا سمجھا تھا ہی او سیمیں تن زلف — آ رہی ہی ہاتھ میں اوسکی کہ یا شنی مار کی

وصف ابرو میں جو لکھتا ہوں تو شمشیر تیز — قط سے ہی میری قلم پر پارہ ہی تلوار کی

چھوڑ کر تجکو ہوا جو تابع فرمان غیر — راہ لی مسجد سے گویا خانۂ خمار کی

خون کی میری اگر پیاسی نہیں ہی اے اسیر — منہ سے باہر کیوں نکل آئی زبان تلوار کی

یار آیا ہم سے اوٹھی جانفشانی کی لیے — مر کی دل کیونکہ نہ تڑپی زندگانی کو لیے

مرتے ہیں وصف لب یار جانبخشی کی لیے — منہ سے شب معراج لازم اس کہانی کو لیے

دل جلا کر یک بیک آنسو بہانا کیا ضرور — دوستی ہو کیون لگا کر آگ پانی کی لیے

گرم کی صبح بصورت کی کہی حسن کے — لگیا غیروں نظر کو میں نشانی کی لیے

خبر ہی ہو لا کہ سیمیں تنی آئی نہیں — جی میں ہی دل کھول کر وصف جوانی کو لیے

کیوں نکالا ہمکو در سے بہر تنبیہ خلق — لفظ معنی در کار تفہیم معانی کی لیے

سنبل سا رخسار سے سنبل ہی نہیں ہنسی کی زلف — ہی غضنفران اک دن مہا زندگانی کو لیے

طالب دیدار ہیں کب تلک دیدار کو — انتہا بھی ہی تمہاری لن ترانی کو لیے

بعد مدت تیری گھر مہمان ہوا ہیں یا بشر — ذبح کرتے ہی لبالب سے میہمانی کی لیے

ساقیا ہر شب بلا یا کر مجھی شوق سے — چاہئے روغن چراغ زندگانی کی لیے

خنجر خونریز دشمن سے نہیں کچھ ہمکو خوف — موت کافی ہی بشر کی پاسبانی کی لیے

آئینہ سے جام ہی جمشید و اسکندر نہیں — جمع اسباب جہان کس زندگانی کی لیے

بال سے بھی ہو چکا باریک تر جسم نزار — انتہا بھی ہے آئی ناتوانی کے لیے

راہ ظلمت مین مبارک ہو مشقت خضر کو
گور مرنے جای آب زندگانی کی لیی

کس گل رخسار کا کشتہ ہوا مین بعد مرگ
بلبلین آئین لحد پہ نوحہ خوانی کی لیی

کیون در زندان پہ دربان ہنسی تنقہہ بین اسیر
کم نہین ہی ضعف اپنا پاسبانی کی لیی

غیرون پہ شب حضور کی کیا کیا کرم تھے
اچھا ہوا کہ آپ کی [illegible] تھے

ذرہ بھی خدائی کیا ہمکو آفتاب
رونق فزود آپ [illegible] تھی کہ ہم تھے

خرمن پہ میری برق نی ناحق کرم کیا
شعلے جگر کی آگ لگانے کو کم سے تھے

دفتر ہماری فیض کا ہوتا تھا جب رقم
وہ نوجہان مین غم شگاف قلم سے تھے

طاؤس و کبک لاکھ چلی اوسکی چال پہ
دیکھا تو دو قدم ہی قدم پہ قدم سے تھے

تقسیم غم مین کوئی ہماری سوا نہ تھا
بیٹھا تھا جب سر و رنا نہین ہم تھے

انسان ہیبتی سی جو ڈرتی ہین اسقدر
گویا کبھی یہ ساکن ملک عدم سے تھے

کیسے نکہون گہر سی وہ نکلتی تھی وقت شب
دیکھا جو صبح کو امین نقش قدم سے تھے

کیا رعب حسن بھی ملک الموت تھا کوئی
جبتک حضور یار رہی زندہ نہین ہم تھے

گلشن مین جا کی غور سی دیکھہ آئی موشگاف
سنبل مین تیری گیسوؤنکی پیچ و خم نہ تھے

پوچھا برہمنون نی بتون کو غضب کیا
قابل یہ پوجنے کے خدا کی قسم نہ تھے

داغ الم زمین کے تلی کیون وہ دیکھتی
تیری فقیر صاحب تاج و علم نہ تھے

کانٹون نی ہم پہ کس لیی کھولی زبان طعن
خالی تو آبلوں سے ہماری قدم نہ تھے

آئے جو تم مزار پہ ہمراہ غیر کے
ایسے عنایتوں کے سزاوار ہم نہ تھے

نامے کو اوسنے چاک کیا کس قصور پر
مضمون شکایتونکی تو قاصد رقم نہ تھے

غیر کا منہ بگاڑ دون لیکن
کیا کرون منہ سے آپکا ہی مجھے

فقر مین بسکہ جسم زار ہی حسن
سیل ہر موج بوریا ہی مجھے

خامہ پنہان سر اسی سی ہی تیغ
راست بازی مری بلا ہی مجھے

حشر کی دن کرینگے کیا عصیان
تیری رحمت کا آسرا ہے مجھے

تو نہ دیکھے صنم تو کیا پروا
میرا اللہ دیکھتا ہے مجھے

دل مین حب علی و احمد ہے
یہ سہارا یہ آسرا ہی مجھے

معتقد مرتضی کا ہون مین اسیر
اور مطلب کسی سے کیا ہے مجھے

کون کہتا ہے وہ اہمہ زار کی ہستی ہی
ہوش قائم ہین علامت آجتک محمود ہے

جو عدو اسکا ہے شیطان کی طرح مردود ہے
خاک ہے انسان ملائک کا مگر مسجود ہے

خلقت آفاق سی حاصل فقط ہی شکر اللہ
علت غائے علل مین جس طرح مقصود ہے

ظاہری لذت ہی باطن مین یہی ہی تلخ کام
نعمت دنیائی دون حلوای زہر آلود ہے

کبر چھوڑو سرکشی اچھی نہین اہل کبر
رزق پشہ ایکدن مغز سر نمرود ہے

میہمان ہے غم تو حاضر ہین دل و جان و جگر
کیا تامل کی جگہ ہی آؤ بس مین جو موجود ہے

جلوہ گر ہوتی ہے یہ جسم دم وہ اوڑجاتی ہی
آگ دولت ہی سیاہی بخت کی بارود ہے

منکر توحید ہا معتقد دو ملت مین ہی کون
سو الف لکھین تو اولیسی ایک ہی مقصود ہے

دو شرف حق نی دئی ہین اوسکو دو تو مجھ
حسن مین یوسف تو خوش الحانیین داؤد ہے

خود نمائی مین بہی قرب عشق ہی منظور حسن
چہرۂ ہیات ایاز آئینۂ محمود ہے

ہستی فانی کو نادان ہین جو سمجھین معتبر
ایک دن معدوم ہی عالم مین جو موجود ہے

تو خطونسے کام کیا رخسارہ سادہ ہی سپید
مین تو ہون اوس شمع کا پروانہ جو بیدود ہے

جو جسکی خلق خدا سے رتبۂ عالی ملے
خم شیخ اب حرم مین اسلیے مسجود ہے

وصل شیرین کا ہی مشکل تیشہ توڑا ہی کوہکن
کب تلک خارا تراشی درد سر بیہودہ ہے

سائلون کو دی اسی مین خیر ہی کچھ اہی بخیل
جسکو تو نقصان سمجھتا ہی وہی بہبود ہے

چشم بلبل مین بہری ہین اشک عنابی اگی
آتش گل ہر چمن مین آتش بیدود ہے

ہے تماشائی حقیقت کا سبب سیر جہان
سبزۂ نوخیز خضر منزل مقصود ہے

بد سرشتو نسے ہو نفرت کیون نہ ہمکو اے اسیر
پیرو شیطان ہے جو اللہ کا مردود ہے

ہوس نظارہ کی اپنی دل حزین مین رہے
نگاہ آنکھ سے نکلے تو دوربین مین رہے

ہمیشہ روح تلاش رخ حسین مین رہے
کبھی سمن کبھی بو نکی یاسمین مین رہے

لحد مین سوئی حسینون کی لیکی تصویرین
پر یو نشو نسنی نہ خالی بغل نسرین مین رہے

کیا نہ کب ہدف ناوک ستم مجکو
کمان چرخ ہمیشہ مری کمین مین رہے

جو ناز سینہ پر آوسکو تو اسکو ساعد یار
ہمیشہ بحث گریبان و آستین مین رہے

ملے کسی کو فراغت نہ آسمانکی تلے
یہہ مثل دولت ممسک نہان زمین مین رہے

یہہ ہمنے صاف کیا اپنے دل کا آئینہ
کہ دھوم بزم حسینان مہ جبین مین رہے

کہو خدا کے لیے ہان کہان تلک انکار
شب وصال بہت کم نہین نہین مین رہے

جہان کو قتل کیا تیغ بے نیام کی طرح
اگرچہ ساعد محبوب آستین مین رہے

فلک کو توڑ کے پہنچے کبھی نہ عرش پر آہ
صدا لیپٹ کی اسی گنبد برین مین رہے

شب وصال مری حق مین ہو گئی شب جنگ
بغل مین تیغ چھری اوسکے آستین مین رہے

دیتا ہے رشتہ سوئے عدم لیچل انکیحنون
غمزے ادہمن کے ہم سی نہ اس سنبال کے

جا کر فلک پہ کوکب سیار بن گئے
ذرے جو کچھہ اوڑے مری گرد ملال کے

مانند غنچہ حبس نفس سے ہے تنگ کے
سمجھا دون گا صدا مین دستے کمال کے

ساقی عجب نہین جو لبالب بادہ اوڑ چلے
پائے ہین پاؤن کبک کی پیوستی لال کے

اے قیس جتنے خار ہین تولی ہین برچھیان
رکھنا قدم کو دشت جنون مین سنبھال کے

پلے صدف کی طرح جو سائل در مراد
لازم ہے یہہ کہ بند کرے لب سوال کے

بھٹکتا ہے کوئی ساتھہ امیر و فقیر کا
دیکھے نہین گلیم مین پیوند شال کے

لیلی کے پاس قیس نے بھیجا جو دیکے خط
پر لگ گئے بہ رنگ کبوتر غزال کے

کیا پہنچین عاشقونکو تیری قیس کو ہمت
گذرے ہوسے وہ ذکر یہہ قصے ہین حال کے

ممکن نہین کہ آکی نہ پہنچائے مرغ غم
سوراخ میرے سینے کی حلقی ہین جال کے

بہر نثار زلف منگائے نہ آپنے
ہٹی دہرے دہرے ہوئی نافی غزال کے

یون جرم دور کرتے ہے حب علی اسیر
جیسے ہوا سے جھڑتے ہین پتے نہال کے

جبین سے کے سامنی تیہر کی سجدہ گاہ رہی
خدا کے سجدی مین بہی کچھہ تو بنی راہ رہے

کھلے جو آنکھہ دم صبح دیکھیے قد یار
بلند چاہیے انسانکے نگاہ رہے

جو دن کو تخت پہ بیٹھی تو خاک پر شب کو
یہ چلے وہ چال کہ راضی گدا و شاہ رہے

تمام عمر جنون مین ہوئی بسر اپنے
ہزار شکر کہ ناواقف گناہ رہے

دو ہی کی خوب نہین ہم کہان رقیب کہان
ہمین سے راہ رہے یا و نہین سی راہ رہے

دعاے خیر کی خواہش اگر ہی امی حسین
فقیر سی بہی ملاقات گاہ گاہ رہے

جب تک کہ نہین ہشیار اپنا ہی آپ نہ ہی
پہ چوبہ نہین سکتا ہی دربان کو ادب

پھر چشم [illegible] شرم نے نہین دیا
کچھ کہہ نہین سکتے ہین دربان کو ادب

آتا ہی جو فردوس ہین تسلیم نبی کو
جبریل صدا دیتی ہین رضوان کو ادب

تم غیر سے تمیز کی امید نہ رکھو
کیا کام ہی اس غول بیابان کو ادب

بکتی ہی نگاہ مرا اشک رواں ہین قاتل
بہرہ نہین اس کو کہ نادان کو ادب

جو لوگ کہ رکھتے ہین اسیر آنکہ سخن مین
رکھتے ہین وہ سب میری دیوان کو ادب

اپنی مژہ شعر مین کیا جای سخن ہے
جو ہی غزل اک مثنوی میر حسن ہے

ہی پھول سا رخسار تو غنچہ سا دہن ہے
نظارہ محبوب تماشای چمن ہے

کیا بات سنی کیا وہ مری حال کو دیکھے
نرگس کی جو آنکھین ہین تو غنچی کا دہن ہے

مسکن ہی جو اپنا ہی آخر کو ہی مدفن
جامہ ہی جو تن پر ہی اک روز کفن ہے

نادان ہین جو اللہ کو سمجھی ہین مجسم
معشوق کو دیکھین نہ کمر ہی نہ دہن ہے

احوال جو غفلت کا ہی کچھ ہم سی نہ پوچھو
مخمل کی طرح خواب یہان جزو بدن ہے

سیراب کیا کرتی ہی پیاسو نکو ہمیشہ
کیا تیغ حسینی ہین تری خلق حسن ہے

پچتائی گا کیا حشر کی دن بادہ کشون کو
شیشہ کی طرح پیر مغان پنبہ دہن ہے

دیکھین [illegible] بہی دیکھین کہ نہ دیکھین
تن زار یہ اپنا ہی کہ بستر کی شکن ہے

[illegible] وحشی آوارہ کی پڑ ہی
وحشت ہی سگ یار کو ایسی کہ ہرن ہے

[illegible] تری آگ لگا دی
جو منفعل ہی وہ شمع جو تہ لالہ ہی لگن ہے

[illegible] تری کاکل ہی پریشان
خود تلخ زبانی سی تری تنگ دہن ہے

غربت میں جو دیکھی ملک الموت کی صورت
سمجھی کہ یہی قاصد یاران وطن ہے

زیبا ہے جو پروانہ گری شمع کے اوپر
جو مرد ہی دنیا میں اوسی [illegible] زن ہے

سنبل کو ہی کیا گیسوی محبوب سی نسبت
یہ پیچ نہ یہ خم نہ یہ خوشبو نہ شکن ہے

پہولون سی ہمین کام نہ گلزار سی مطلب
جلسہ ہی جہان لالہ رخون کا وہ چمن ہے

بیخود ہین ہم ایسے مزۂ بیوطنی مین
سمجھا ہم نہین دور کہ نزدیک وطن ہے

صدقے مین لی بوسہ جو ہمکو تو عجب کیا
خط چہرۂ جانان پہ نہین [illegible] گہن ہے

عیسی ہو سخن فہم تو شاید اوسی سمجھے
جس شعر مین معنی نہین [illegible] ہے

جاناہی تو چل نکر اسیر اسمین ہے بیجا
نزدیک بہت روضۂ سلطان زمن ہے

یارب خبر سنی ہی یہ کسکی ورود کی
شاخون پہ لی رہی ہین جو غنچے سجود کی

صحرا کی سب زمین مری وحشت کی ہی سند
نقش سم غزال ہین مہر شہود کی

جاتی ہی آپ بام فلک پر نماز عشق
بیکار نردبان ہی قیام و قعود کی

منصور دار پر بہی انا الحق کہے گیا
حق پوچہئے تو بات بڑی ہی کی [illegible]

آیا ہی کون گل کہ معطر ہی ساری بزم
دود چراغ کشتہ مین خوشبو ہی عود کی

رکہنا سمجہ سمجہکی قدم چاہئے یہان
دنیا نہین صراط ہے یوم الورود کی

افشان سی آشنا ہوئی کس ماہ کی جبین
لیتی ہین آفتاب سی ذرّی نمود کی

خوشبو نسیم لائی ہی اوس گل کی اسقدر
ای دل درود پڑہ یہ جگہ ہی درود کی

کرتی دعا خدا سے کہ پیدا انکو ہمین
ہوتی خبر جو ہمکو عدم مین وجود کی

لب تشنگان وادی عسرت کیواسطے
کافی ہی ایک موج تری بحر جود کی

ای خیال یار تو بھی ہو مری دل مین مکین
حور کا مسکن ہی جنت گھر پری کا قاف ہے

ایک دن ہوتی ہی افزایش بھی نسیانکی ہے
فصل سرما مین زیادہ روز سی تنداخت ہے

پاک جو گرد کدورت سی ہی وہ ہی بیگناہ
نامۂ اعمال بھی ہی صاف اگر دل صاف ہے

بھول کر بھی تم مری گھر مین کبھی آتی نہ تھے
آج کیا ہی جو یہ بندہ مورد الطاف ہے

سمجھو کیون قافیہ ہی تنگ آ وسی آتی تو دو
مصرعہ شمشیر سی دم بھر مین مطلع صاف ہے

جو ہی ثابت بلائی سخت مین میرا ہی دل
بار کاکل سی ہی جو الجھا ہی وہ تیری ناف ہے

دل جو قرآن ہی تو ہی میرا سینہ تفسیر ای اسیر
ہین جو اہل کشف ان کو نہین کیا حاجت کشاف ہے

آنکھین بیکار ہین آنکھین جو نہ صورت تیری
دل وہ کیا دل ہی نہو جسمین محبت تیری

نخل ہستی سی نمودار ہی قدرت تیری
اصل وحدت ہی تری فرع ہی کثرت تیری

جلد ای روح سفر پیکر خاکی سی نکل
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت تیری

کوئی پہونچا نہ تری جلوہ گہہ ناز مین یار
راہ ڈھونڈا کئی ہفتاد و دو ملت تیری

کیا عذاب شب فرقت سی چھڑایا ہمکو
مہربانی تری ای مرگ عنایت تیری

غنچہ دل کو مری چاک نکر ڈرتا ہون
کہ پریشان نہو بوی محبت تیری

اسلیی ہی پر طاوس کی قرآن مین جگہ
کہ دکھاتا ہی یہ نیرنگی قدرت تیری

باغ مین بلبل و گل بزم مین پروانہ و شمع
بہنیس ہملی ہوئی پھرتی ہی محبت تیری

شعلۂ نار سقر سی جو ڈری اہل گناہ
ابر بن بنکی برسنی لگی رحمت تیری

سرکشی صورت آتش نکر ای پارۂ خاک
ذرہ ذرہ کو ہی معلوم حقیقت تیری

بدلی نرگس کی اگین گو یہ نہ آنکھین سالل
راہ دیکھا کیی ہم تا بقیامت تیری

دعوی خون ہمین وہ کار ہی کیا حشر کی دن
سرخ مہندی سی ہی ہی انگشت شہادت تیری

پاون کانٹون کی سنانون پہ ہین دیوانون کی
راہ کیا سخت ہی ای وادی وحشت تیری

دفن زر کی لیی کہدوائی ہی تونی جو زمین
دیکھہ منعم کہ اسی جا نہو تربت تیری

ہو چکا محکمہ دربار وجنان کی ہوی بند
دیکھتی رہ گئی ہم حشر مین صورت تیری

ہی بجا دیدہ عاشق سی گرین اشک جو گرم
آگ بدلی کو لگاتی سہے شرارت تیری

ایک ساغر مین کیی سیکڑون پیاسی سیراب
دیکھی ای پیر مغان ہمنی کرامت تیری

مین جہکا مہندی لگانی تو وہ ہنسکر بولی
پاون کو ہاتہ لگائیگا یہ طاقت تیری

سیر بازار کو تو روز نکلتا ہے اسیر
آگئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری

داغ کہا کر غم جدائی سے
دل ہوا سیر آشنائی سے

الحذر طاعت ریائی سے
خوب رندی ہی پارسائی سے

دل مرا کاش آستین بنجاے
کہ لپٹ جای اوس کلائی سے

ہین یہ موسن ہوا در یوسف
گذری اس گرگ آشنائی سے

دستگیرون نی ہاتہ کہینچ لیا
تہک گئی میری شکستہ پائی سے

موت آئی کہین کہ بہتر ہے
شب تربت شب جدائی سے

طوق و زنجیر قید رنج مین ہین
کیا خوشی ہو سکے رہائی سے

ہجر مین یہ مرض کو طول ہوا
لگ گئی پیٹھہ چارپائی سے

آئینہ غرق آب حیرت ہے
سادہ رویون کی خودنمائی سے

دیکھی شمع طور کو نسبت
کیا سمجھہ کر تری کلائی سے

نرمی دل سی مٹ گیا صدمہ
جسطرح چوٹ مومیائی سے

سجدہ کرتا تھا کون ابرو کا
کعبہ ہی میری جبہہ سائی سے

خون پینی کو میری آتی ہین روز
چھلیان بس کف حنائی سے

لکھہ کی تعریف چشم ولب کاتب
بڑھ گیا جامی وشفائی سے

ہر سحر مہر کا پیتا ہے اسیر
وحشت پنجہ حنائی سے

ہستی سی نیستی کو اوٹھا کر عجب چلے
غربت مین جب ہوا نہ گذارا وطن چلے

کچہ گل کی نازکی نہ حضور بدن چلے
غنچی ہون دلگرفتہ جو ذکر دہن چلے

غارتگرون سی مر کی نہ حاصل ہوئی نجات
ہمرہ مری جنازہ کے دزد کفن چلے

مشتاق یہ ہوئی تری طرز خرام کے
طاؤس و کبک چھوڑ کی صحن چمن چلے

مدت ہوئی کہ موت کا بازار بند ہے
تلوار کی جو چال چلو تم چلن چلے

وہ جنگ جو جو معرکہ آرا ہوا کبھی
جی اونکی چھوٹ چھوٹ گئی تھی جو من چلے

شکر خدا کہ اب نہین تقدیر کا بگاڑ
بگڑی رقیب سی وہ مری کام بن چلے

کانٹی ہین اس چمن کی نہایت درازدست
دامن ذرا بچا کی نسیم چمن چلے

طول شب فراق سی گھبرا گیا ہی جی
ہو صبح تو بصبح کی باذ والمنن چلے

اذنا کی دوڑ دھوپ سی عالی کا ہی غرور
رہ جائین پاؤن تھک کی تو کیونکر دہن چلے

آیا شکار کھیلنی صحرا مین جب وہ ترک
چارون طرف سی چوکڑی بھولی ہرن چلے

پیری مین ہمکو جامۂ ہستی وبال ہے
دیکھین کہ کب تلک یہ لباس کہن چلے

بھوکی ہوئی تو خال کی دانی پہ کی نظر
پیاسی ہوئی تو جانب چاہ ذقن چلے

تمہاری چہرۂ خنداں کی ہیں ہم دیکھنے والے
پسند آتی نہیں ہمکو روتی صورت شمع محفل کی

امید زندگی تہی بعد مردن یہ نہ سمجھا تہا
کہ عیسی دم ہی سے غیرت کرینگی ہیر بھی قاتل کی

جہاں گلشن میں لیکیا رنگ میری بیقراری کا
اگر تہا حلقہ آواز آئی نالۂ دل کی

اسیر اس بزم میں غفلت سے بہی ہی غنیمت کیا کیا
مسافر بہولتا ہی خواب میں تکلیف منزل کی

خط رخسار جاناں نے کدورت دل کی زائل کی
شعاع مہر تہی جاروب صحن خانۂ دل کی

جگر کشتی ہی یارب یہ کس شیر شمائل کی
جو شربت آب دریا ہی شکر ریگ ساحل کی

کمی کی کچہ برش میں تیغ نے تو مر ہی جاؤنگا
قسم کہاتا ہوں ہی شوق شہادت تیغ قاتل کی

برابر رزق عالم کا ہی اوسکی خوان نعمت پر
نہیں لقمہ اوٹہا نہیں کبہی بیشی نا اہل کی

نہ کیجیے قتل سے محروم ہمکو سخت ڈرتے ہیں
یہ رعشہ دست قاتل کا یہ لغزش پائی بسمل کی

وہ گل ہی کہ تیری یاد میں جنگل بہی نالاں ہی
زبانیں ہیں یہ کانٹوں کی کہ منقاریں عنادل کی

وہی مجمع ہی مجمع جسمیں کوئی خوبصورت ہو
چمن کی گل ہی زینت شمع سے رونق ہی محفل کی

ہزاروں آرزوئیں تہیں تجہی جبتک نہ دیکہا تہا
تجہی دیکہا نہیں باقی کوئی اب آرزو دل کی

کسو کی کعبے کو جاتا ہی کوئی ہی دیر کو راہی
تفاوت اسقدر ہی ورنہ ہیں ہیں ایکمنزل کی

بہت دشوار ہی بوسہ ملا اوسکی زنخداں کا
لگی کیا ہاتہ یہ دولت کہ اسپر مہر ہی تل کی

شریک حال عالم ہی جو انسان نیک سیرت ہو
رعیت کم نہیں ہی فوج سے سلطان عادل کی

دہن یار کی صدمی ہیں دل یہ وصل اب کیسا
جہاز آیا جو طوفان میں گئی امید ساحل کی

بہار آئی ہی ای صیاد ہمکو بہی رہائی دی
صدائیں آرہی ہیں کیسی گلشن سے عنادل کی

ہماری کعبۂ دل میں چراغ داغ روشن تہا
نہی قندیل محراب فلک میں ماہ کامل کی

اسیر آیا نہ وقت نزع وہ عیسی عیادت کو
بدن سی جان نکلی آرزو دل مین ہی دل کی

شراب خون دل پیتا ہون مین فرقت مین قاتل کی
صراحی چاہئی جھکنا گلو کی مرغ بسمل کی

یہ اہل عشق سی جب نالان کیا درد جگر جانین
چمن مین ہنستی ہین گل غنچہ سنتا ہی دل کی

کسی نی آنکھہ پھیری ہی کہ ایسی تیرگی چھائی
زبان آہوی صحرا بنی ہی حسرت محمل کی

نہ آو گی کبھی وعدہ عبث آپکا کرتی ہو
مجھی روشن ہی سب تیور کہدین رنگ کی ادا کی

ہوا ثابت نہین کچھ بعد ہستی عدم ایسا
جو دوری ہو پھر مین ملی ہوتی ہی منزل کی

مسلمانونکی صحبت کب اثر کرتی ہی کافر کو
نہ کچھ فرق نور عارض نی سیاہی ایکدن تل کی

سراپا ہم تو مجرم ہین امید رحم رکھتی ہین
مبارک بیگناہونکو عدالت رب عادل کی

سفینہ بیکسون کا غرق ہوتا ہی تو ہوتا ہے
کسی پروا بلا جانی سبکساران ساحل کی

مصور تازگی ہی گلشن انصاف کی لازم
شبیہ گل مین لالی صرف کر خون عنادل کی

ہزارون گھر نہین گھٹتی ہین لیکن کھو نہ آتو سری ہین
نہ گرتی ہے نہ مرتی ہی کبھی شمشیر قاتل کی

پی گلگشت یارب آج کس قاتل کی آمد ہے
چمن مین نرگس شہلا نہین آتی ہی آنکھہ بسمل کی

می گلگون لہو سی کم نہین ہی ہجر ساقی مین
پیالی ہی کٹوری قبضہ شمشیر قاتل کی

مگر پھر موسم گل مین جنونکی آمد آمد ہے
مری کانون مین پھر آواز آتی ہی سلاسل کی

اسیر اک ایکقدم پر آبلونسی خون ٹپکتا ہی
پر افشانی ہی اپنی چال گویا مرغ بسمل کی

جو گیا ملک عدم کو وہ کہان پھرتا ہے
چھوٹ کر تیر کوئی سوی کمان پھرتا ہے

کس تکلف سی وہ گلگون تہ ران پھرتا ہے
رقص طاوس کا آنکھون مین سمان پھرتا ہے

دیگا پانی مجھی کیا خنجر عریان تیرا
خود نکالی ہوی یہ خشک زبان پھرتا ہے

قتل کا شوق یہ ہی جامی سی باہر ہو نہین
منہ چھپائی ہوی جلاد کہان پھرتا ہے

مرگ کی بعد یہ ہی خنجر قاتل کی تلاش
سنگ مرقد صفت سنگ فسان پھرتا ہے

خواہش اک جام کی ہی خم نہ چھپا جائینگی ہم
پیٹ پکڑی ہوئی کیون پیر مغان پھرتا ہے

ہر جگہہ دل کو مری چاہ ذقن کا ہی خیال
ساتھ یوسف کی سفر مین یہ کنوان پھرتا ہے

بسکہ ہی کوچۂ جانان کی ہوا چو بائی
مارا مارا مری آہون کا دھوان پھرتا ہے

کبر اچھا نہین عشاق سی ای مہر وشو
دم مین حربا کیطرح رنگ جہان پھرتا ہے

سر فروشونکی ہی کتنی ترہی خنجر کو تلاش
ڈھونڈتا پیاسون کو یہ آب روان پھرتا ہے

در و دیوار کی تصویرین ہین قربان کس پہ
شکل فانوس خیالی جو مکان پھرتا ہے

کچھ خبر ہی تجھی زاہد کی بھی ای قاضی شہر
اینڈتا تاک کی سایہ مین جوان پھرتا ہے

قدر عاشق کی حسینونکو ہوئی شکر خدا
ماہ ہالی کیطرح گرد کتان پھرتا ہے

ہر رہ گردون کا کبھی ساتھ نہ دی گوشہ نشین
مہر و مہ لاکھ پھرین قطب کہان پھرتا ہے

استخوان چور ہون پیر فلک کی کیونکر
جنکی پہیا مری نالون کا دھوان پھرتا ہے

ہند سی چل طرف روضۂ شبیر اسیر
یہی رستہ طرف باغ جنان پھرتا ہے

رہی درست طلسم حیات یا ٹوٹی
کسی کا دل نہ کبھی ہمسے یا خدا ٹوٹی

کہو فلک سی نہ مجھسی ضعیف کو چھیڑے
یقین ہی خار سی الجھے تو آبلا ٹوٹی

جہان کو رحم عطا کریہ ای خدای جہان
یہی جو دل ہو دل سنگ آسیا ٹوٹی

خبر ہی شرط پلا جام جلد ای ساقی
بہت خمار مین مستونکی پت نہ پا ٹوٹی

جہان میں پست کا باعث فقط سہارا ہے
کمر ضعیف کی ٹوٹی اگر عصا ٹوٹی

فلک خوشی سی کری قرص ہی وہ ظالم پسند
زمین پہ گر کے اگر کاسۂ گدا ٹوٹی

عبث تھی آمد و شد ان بتوں کی گلیوں میں
کہ ہاتھ کچھ نہ لگا پانوں بارہا ٹوٹی

ورد رہا غفلت سے ہو نہ دلوانوں کو خبر
مچا نہ شور غضب چھپ ای درا ٹوٹی

مدد ہوئی دل کی رگین کی نہ اسکے ستم کبھی
ملا ہو جو سے سوتا تو چاہ کیا ٹوٹی

ہمارا عقدۂ خاطر کسیطرح نہ کھلی
لگا نے ہاتھ تو دست گرہ کشا ٹوٹی

فلک سی سنگ جفا کب نہ سیکڑوں پہ گرے
خم و سبو کی نہ کس و زردست پا ٹوٹی

یقین ہے معنی لا تقنطوا رہے دل کو
خدا سے آس نہ ای بندۂ خدا ٹوٹی

نہ استخوان ہوئی ضایع نہ مرکی لحم ہما
ہزاروں راغ گری سیکڑوں ہما ٹوٹی

نہوئی وون کسی ظرف شراب کو سیکار
بناؤں جام اگر شیشے کا گلا ٹوٹی

وہ جنس دل ہے ہماری کہ دیکھکر جسکو
حسین ہر ایکطرف سی ہزارہا ٹوٹی

اسیر کسنے یہ گلزار کو کیا تاراج
زمین پہ پھول پڑے ہیں ہزارہا ٹوٹی

ہوا نہ خط آشکارا حسن عارض کی تمامی ہے
دہن کا انتہا بوسہ دو یہ باقی لا کلامی ہے

قلم نی حرف اوسکی لعل شیرین کا جو لکھا ہے
جہان میں مثل طوطی شہرۂ شیرین کلامی ہے

نہ ہنگی کیونکہ خفت سی اسیر اہل محشر میں
مری اعمال بد سی پلۂ میزان سلامی ہے

وہ بیکش ہوں کہ علم نحو بھی پیش نظر سا ہے
کہ ساغر کافیہ ہی خط ساغر شرح جامی ہے

بہ رب کعبہ معیار الولد ہی ذات حیدر کی
محب اوسکا حلالی ہی عدو اوسکا حرامی ہے

عدا کیسی شب فرقت وہ نالی گرم ہیں جنسے
کباب کبک یا تہ آسمان جل ہنگی شامی ہے

گمان کیونکر نہو اوسپر جو دل سینے سے غائب ہو | ترا وہ رخسار سب جانتے ہین جو رنامی ہے
نہو مایوس انسان عالم ذلت مین عزت سے | مہ کنعان کو زینہ بام رفعت کا غلامی ہے
وطن سے ہو سفر مشکل نہ کیونکر خاطر شیفتہ کو | جدا ہو شاخ سے کب جبتلک میوے مین خامی ہے
جو بے پروانگی اوس شمع تک پروانہ آتا ہے | تو کہتا ہے محبت اس بزم مین بے انتظامی ہے
چلے جب وہ قدم قمری نے مین مین ہو گئی زندہ | قیامت یاد اونکو شیوۂ محشر خرامی ہے
حسین جو ہے وہ ہی تیری قد آزاد کا بندہ | خط رخسارہ ہر سرو قد خط غلامی ہے
حفاظت سے رہی یوسف کنوئین مین نہین جو فنا | اوسے کیا خوف ہے جسکا خدا آفت مین حامی ہے
نہین ہم وحشیونکو اور پیراہنکی کچھ حاجت | کہ مخمل سبزہ ہی مہتاب کی چادر تمامی ہے
مخمس مین بھی کوئی وصف حسن یار مین لکھون | جا نہین اسقدر مشہور خمسے سے نظامی ہے

اسیر زار کو سب تجھے رہ دان آشنا کہتی ہین
کہ مشتاق نہین ہیہ بھی صاحب طبع گرامی ہے

تنگیِ غم دل کو آخر باعث راحت ہوئی | اسقدر ہمتی پریشانی کہ جمعیت ہوئی
چھین لیگا کس طرح اسکو زبردستی کوئی | مفلسی بھی کیا کسی زردار کی دولت ہوئی
پوچھنے آئے ہو اب بیمار فرقت کی خبر | مر چکا گذرا زمانہ گزر چکا مدت ہوئے
یار نے وعدہ کیا تھا خوابمین آئینگے ہم | شب کو ہم جاگا کئے ہم سے بڑی غفلت ہوئی
تیغ ابرو کا لیا بوسہ تو اوس بت نے کہا | کیا خدا کی شان ہے تمکو بھی یہہ جرأت ہوئی
ساعتین گن گن کی کاٹی رات ہمنے ہجر کی | گرد کلفت دل مین ریگ شیشۂ ساعت ہوئی
تیغ قاتل کو دیا سر جان عزرائیل کو | تنگدستی مین کہان قاصر مری ہمت ہوئی
میرے مرنے سے کہ اٹھا نہ تھین کس کس کا عذاب | ہتکڑی کو طوق کو زنجیر کو فرصت ہوئی

رنگ یکرنگی دو رنگی نے کیا کیا آشنا
رفتہ رفتہ میری صورت یار کی صورت ہوئی

ذہن میں آیا بڑی مشکل سی مضمون دہن
اس معنی کی سمجھنی میں بڑی دقت ہوئی

عشق چمکا حسن سی کی عشق نے تائید حسن
آپ کی تشبیہ سے تو میری آپ سی شہرت ہوئی

بھوک کا غم بھوک میں کھا یا کئی ہم عمر بھر
جب ہوئی ہمکو تلاش رزق بی سنت ہوئی

آئینہ دیکھا اگر پیری میں یاد آیا شباب
اگلی صورت اور تھی اب اور ہی صورت ہوئی

وصل کی دولت میسر کوئی ہوتی ہی بزور
بیستون میں رائگان فرہاد کی محنت ہوئی

چھپتی کامل ہین فنا کی بعد ہی اونکی نمود
خلق سی معدوم جب عنقا ہوا شہرت ہوئی

بعد مدت قید سی محبوس چھوٹا ای اسیر
جسم خاکی سے جو نکلے روح کو راحت ہوئی

رو بہ منشون کو جبہ سے کد ہے
یا شیر خدا قسم مدد ہے

ہر ایک بلا اسیر رد ہے
لب پہ مرے یا علی مدد ہے

بیہوشی و ہوشیاری اپنی
دریا سے حبابون کا جزر و مد ہے

ای چرخ کمان تلک یہہ بیداد
ہر چیز کی آخر ایک حد ہے

محشر میں کرینگے دعوی عفو
تحریر خط جبین سند ہے

نزدیک ہماری اوس پری پہ
وحشی جو نہو وہ بیخرد ہے

جب دیکھو وہ رخ ہی زیر گیسو
یہہ آئینہ عاشق نمد ہے

خامہ مرا ذو الفقار حیدر
حاسد عمر ابن عبد ود ہے

اوس سے بھی یہہ آدمی ہے بد تر
شیطان کا جہا نہین نامزد ہے

ہے دل میں مری جو داغ الفت
یہہ پھول گل سر سبد ہے

ہے دختر رز کو پردہ لازم
زاہد کی بہت نگاہ بد ہے

صادق ہی ہمارا دعوی عشق
آنکھیں ہین گواہ دل سند ہے

آمد سی ہے اوسکی سینہ مجروح
ناوک سے الف کمان مد ہے

ہے مسئلہ ذہن غلا سے
جو آپ کہین وہ مستند ہے

میٹا نہین اپنا جسم خاکے
گویا کہ سکندری یہ سد ہے

سب پر ہے اسیر اوسکی رحمت
یہ ابر محیط چار حد ہے

آئے بہار پیر مغان کا زمانہ ہے
جام و سبو تہی ہین نیا کارخانہ ہے

آنسو زمین کو آہ فلک کو روانہ ہے
الفت مین بہی نشیب و فراز زمانہ ہے

دور فلک سی اہل زمین کو نہین قرار
ہر مہرہ اس بساط کا خانہ بخانہ ہے

گردش کی احتیاج نہین مثل آسیا
پہنچے کا منہ تلک جو مقدر کا دانہ ہے

چھلنی پہ ہم معرفت مین ذرا سی لگا کی چھان
منصور قصہ سنج انا الحق ترانہ ہے

دل جنکی صاف ہین وہ ترقی پسند ہین
پانی زمین پہ جانب پستی روانہ ہے

ہے دولت جہانکو محبت بخیل سے
قارون کے ساتھ اب بہی زمین مین خزانہ ہے

مٹ بیٹھتے ہین وہ بال الجھتا ہے جال سا
وہان شانہ ہو رہا ہی یہان درد شانہ ہے

کیونکر بچے گا ناوکِ مژگان سے دل مرا
ناوک فگن یہ بال کا باندہا نشانہ ہے

کچھ حال عمر و خواہش دنیا نہ پوچھیے
تھوڑی ہی رات طول بہت یہ فسانہ ہے

مضمون چاہیے و جانان جو ہین قلم
جو بیت ہی غزل مین صریح [illegible] ہے

مہمانسرای دہر نہین منزل قیام
آگے یہان کوئی کوئی پیچھے روانہ ہے

سوچ کا ہے زیارت شبیر میں ثواب
حق پوچھیے تو کعبہ یہی آستانہ ہے

کیون کرسمند عمر روان ہو نہ تیز رو
جو رشتۂ نفس ہے اسی تازیانہ ہے

حیلے کرین عدو دم دنیا تو کیا عجب
درکار بہان اجل کی لئے بہی بہانہ ہے

دنیا سے دور ملتی ہے کسکو بغیر زور
اچھی ہین اہل زور انہین کا زمانہ ہے

بہتر ہے دور چار عناصر سی تار عشق
اوڑ جائے گا اسیر یہ بارود خانہ ہی

پیدا تمہارے ذات سی سارا زمانہ ہے
مقصود قسم ہو خلقت آدم بہانہ ہے

آیا ہے جو عدم سے عدم کو روانہ ہے
دو دن کی زندگی کا عجب کارخانہ ہے

دیتا ہے ظالمون کو فلک دولت جہان
بندوق جو جہان مین ہے صاحب خزانہ ہے

کافی ہے فرش خاک جنون مین بجای فرش
ہر نخل سایہ دار بھی شامیانہ ہے

نادان ہین مال و زر پہ جو رکھتی ہین اعتماد
دولت کسی کی ہی نہ کسی کا زمانہ ہے

دونون جہان مین ایک حسین ہی وہ یکتا
کوئی برابر اوسکے نہوگا یگانہ ہے

ہے جمع کاروان عناصر تو کیا ہوا
یہ چار دن مین چار طرف کو روانہ ہے

سمجھا کمان ہی کوئی کماندار ای فلک
تیر خدنگ ظلم کا عالم نشانہ ہے

پست و بلند بزم خرابات مین نہین
اس بزم مین جو صدر ہی وہ آستانہ ہے

ہے غول عاشقون کا جو اوس سرو قد کی ساتھ
پیچھے سپاہ ہی علم آگے روانہ ہے

محفوظ ہین جہان مین آفت سی خاکسار
اسپ گلی کو کیا خطر تازیانہ ہے

ممکن نہین ہے کوئی اوس تیر ناز سے
آئی جو زد پہ طائر سدرہ نشانہ ہے

کیونکر فلک خرام نہو پا دبای فقر
تسمہ مرے کمر کا اسی تازیانہ ہے

ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھی ہین عدا جا اسیر
فصل گل آئے کہین کام پہ سلور چلے

آمد شام جدائی سی جہان پر شور ہے
کیا سیاہ آندھی ہی اسمین کس بلا کا زور ہے

راستے قدا اتنی کئی ہین جو چہٹنی زیر زمین
کم نہین ہے ترکش پر تیر سی جو گور ہے

کٹتے ہین رہ گذر ہی ہین جو جبہ بالا کی سمت
کیا قیامت کا ہی دن یہ یا جو ایسا شور ہے

جتنا جی چاہی زمین کو دی ہمکو فشار
ایک مشت استخوان ہین کیا ہمارا زور ہے

واہ رے تحریر توصیف لب شیرین کا فیض
خط مرا شیرین ہے خامہ نیشکر کی پور ہے

کیا حقیقت تیری مہر و ماہ کی اے آسمان
روز تکو اک اسمین ہے تو دوسرا شب گور ہے

اوس رخ رنگین پہ زلفین بکہر کر کہتی ہین سب
واہ کیا صحن گلستان مین گھٹا گھنگھور ہے

لوگ حسد سے غیر موذی کا جنازہ لیچلے
ہم یہ سمجھے مار خوردہ پر ہجوم مور ہے

دل چرائی کوئی اوس دزد حنا پر ہو گمان
کیون نہو بدنام عالم مین یہ نامی چور ہے

چشم تر مین پہر گئی کتنا ہی تصور یار کا
چاہیے مشق شنا پانی کا اسجا زور ہے

نطق شیرین کیا نہ شاعر کو کرے گا نامور
کسقدر پہونسی شوری کا جہان مین شور ہے

بے ہنرو نکی قدر نیکون کی کہان آفاق مین
پاسبان بیکار ہے جبتک مقید چور ہے

اوڑتے ہین ہوش اونکی گاتی پر جہان سی ہوا
رشتۂ آوارہ تار سا یہ بہی ڈور ہے

دوڑتی پہرتے ہے پر اس سی نکل سکتی نہین
آسمان ہی طاس اسمین عقل انسان مور ہے

حل مشکل کی لئے کوئی سہارا چاہیے
مرد الکن کو سخن تکیہ عصائی کور ہے

آج اوٹھے کل اوٹھے اس دار فانی سی اسیر
بیٹھی ہین تکیہ مین ہم بستر کنار گور کے

کب آتی ہیں وہ جھوٹ یہہ آنیکی خبر ہے
ناداں ہیں نہیں مجھکو زمانیکی خبر ہے

بالیں سے مری اوٹھ گئی ڈرکر جو اجل
شاید ملک الموت کی آنیکی خبر ہے

کچھ منہ سی نہ کہئی جو مجھے قتل کیا ہے
اغیار نہ سن لیں یہہ چھپانیکی خبر ہے

بیہوش کیا ہے خبر یار نے ایسا
اپنی نہ خبر ہے نہ زمانیکی خبر ہے

کیوں مجھ سے کہا اوسنے تری خط کو جلایا
قاصد یہہ مری دلکی جلانیکی خبر ہے

بیہوش میں آیا تھا گیا پھر سی بیہوش
آنیکی خبر مجھکو نہ جانیکی خبر ہے

محروم تماشا ہوں نہیں باور نہیں آتا
محشر میں جو دیدار دکھانیکی خبر ہے

پہنا وہ خوشی سے جو میسر ہوا جامہ
ہمکو نہ خوشی کی نہ پرانیکی خبر ہے

اک پیر سحر سے پس دیوار لگی ہے
دروازے تلک کیا ترے آنیکی خبر ہے

بولا جو سنا اوسنے لحد میں مرا گرتا
ہاں جھوٹ نہیں ہے یہہ ٹھکانیکی خبر ہے

مرنیسے مرے اونکو ہوئی زیب فراموش
آئینہ سی اب کام نہ شانیکی خبر ہے

کہتے ہیں یہہ سب ہی او نہیں منظور جلانا
روشن ہے کہ یہہ آگ لگانیکی خبر ہے

رجعت تو ضروری ہے اسیر اس میں نہیں شک
کعبہ میں یہ قرآن اوٹھانیکی خبر ہے

موت کا ڈر ہی جو ہردم جان کسکی تن میں ہے
سر گریباں میں نہیں ہے تیغکی دامن میں ہے

کچھ نہ تھا میں ضعف سی تربت میں کیوں ہی تنگ
پوچھ لینا تھا یہہ پہلے کوی اس مدفن میں ہے

حبس سی کہتا ہوں کہانی اپنی رو رو کے ہی
شکر ہے تاثیر یا تو نہیں اثر شیون میں ہے

عالم پیری میں ہی صحبت جوانوں سی نصیب
سبزہ بیگانہ ہوں پر جا مری گلشن میں ہے

آرزو ہے تیغ رکھتا ہوں نہ قاتلکی ہوس
تیغ کی دوری کا عالم ہر رگ گردن میں ہے

بنا ای کوہ کن اوس شہ کر لہجہ سی کوہ کا رستہ
کہ شیرین کہا کی ٹھوکر راہ مین ہر بار گرتی ہے

نگاہ یاس میری دل ہلا دیتی ہی قاتل کا
لرز جاتی ہین بازو ہاتھہ سی تلوار گرتی ہے

چمن مین نالہ موزون نکر ای دل سمجھہ اتنا
نگاہ باغبان سی بلبل گلزار گرتی ہے

جو محفل مین کدو کی کرتا ہی ذکر اوس تیغ ابرو کا
تو شمع آسا زبان کٹ کر دم گفتار گرتی ہے

زیان اچھا ہی نقصان گل ترو دیکہ عاقل کی
ٹہر سکتی ہی کوئی سقف اگر دیوار گرتی ہے

خدا جانی نظر کسکی لگی اس طاقت دل کو
تنزل ہر گھڑی ہی روز یہ سرکار گرتی ہے

اسیر اس خانۂ تن کا بہروسا کیا ہی پیری مین
عمارت جو پرانی ہوتی ہی نا چار گرتی ہے

مجکو اونکی اونکو میری چاہ ہے
ہے مثل سچ دلسی دل کو راہ ہے

سرد مہری عمر کو کرتی ہے کم
دیکھہ لو سرما کا دن کوتاہ ہے

ہے چھری اوس طفل کی گویا زبان
مرغ بسمل مرغ بسم اللہ ہے

منہ سی جو نکلا وہے کرتا ہمای
قول اپنا حکم نادر شاہ ہے

بڑہ گیا مجنون سی بہی میرا جنون
عشق کی سرکار عالیجاہ ہے

کھینچ لیجے ای ترک تیغ آبدار
پیاس مین دریا کی ہمکو چاہ ہے

استقدر تمکو جو نفرت ہو تو ہو
اسے بتو بندے کا بہی اللہ ہے

وصف تیرا عمر بہر کیجے تو کیا
طول اتنا ہے شب کوتاہ ہے

دیر گذرے گھر سے باہر آئے
در پہ حاضر بندہ درگاہ ہے

نیک و بد مین فرق ای واعظ نکر
آب کوثر ہی سبیل اللہ ہے

سنتے ہین ہم بہی کہ ہی اوس کا دہن
سچ ہے کیا جانے کہ یہ افواہ ہے

رکھے قدم شرع رسول اللہ پر | باغ جنت کی یہ سیڑھی الٰہی ہے

ہون مین اوسکا جس کی باعث ہی اسیر
رونق شرع رسول اللہ ہے

کاکل جو اوسکی چاند سی رخ سی سرک گئی
شب چاندنی سی ساری ستارون سی چھٹک گئی

ساقی تمام بزم یکایک بہک گئی
بوتل لنڈہی کہ چھیڑ کی شیشی لنڈہک گئی

کشتی ہماری موج کنار کتی ہی خاصۃ
مٹ جاتی گی اگر یہ سیاحت ٹھٹک گئی

دار القضا کی سامنی کھنچنی لگی شراب
قاضی سی میفروش کی پگڑی اٹک گئی

آنسو گرے مژہ سی تو بادل برس پڑا
اوٹھا جگر مین درد تو بجلی چمک گئی

قاتل نی جلد جلد کئی ایسے سر قلم
روحونکو قبض کرنیکی موت تھک گئی

میرے دل گرفتہ پہ کیا کیا لڑے حسین
پہولون مین ایک غنچہ کی بابت چٹک گئی

تشبیہ دی جو مین نی لب لعل یار سے
یاقوت آبدار کی رتّی حجاب گئی

صیاد خود فروش نی گلشن مین نار سے
بھڑکی لگائی ایسی کہ بلبل پھڑک گئی

شام فراق لیگئی تھی جنس جان قضا
دیکھا جو صبح کو تو مرے سر پٹک گئی

جام آگیا نظر جو ترے چشم مست کا
زاہد کی مثل مست طبیعت بہک گئی

دو گام اگر مین وحشی آتش قدم چلا
کوسون زمین وادی وحشت کی پک گئی

پوشیدہ ظلم اہل ستم نی کئی تو کیا
دل دکھ گیا کوئی تو خبر عرش تک گئی

مین کیا نہ میری گھر سی اوٹھا سلطنت کا بوجھ
دیوار زیر ظل ہما سے سسک گئی

دولت ہوئی نصیب جو آئی وہ قتل کو
چمکی جو سر پہ تیغ تو قسمت چمک گئی

پایا نہ کچھ بھی مثل جرس دادرس اسیر

فریاد کرتے کرتے زبان اپنی تھک گئی

جب تلک ذرہ چلی صورت جم جام چلے
چال وہ چل کہ زمانے میں ترا نام چلے

دور میدان قیامت نظر آتا ہے بہت
اے فلک تیز ذرا ابلق ایام سے چلے

ہو نہ آزردہ جو مجھ مست سی شیشی ٹوٹی
ساقیا شیشۂ گردون کا بھی کچھ کام چلے

منزل دہر میں ہم گرم سفر بیٹھے ہیں
کوچ میں دیر نہیں صبح چلے شام چلے

دور آخر تو نہ ہم عیش سی محروم رہیں
ساقیا ہم سے چلے جام چلے جام چلے

مر گئے شیب میں غفلت میں کٹا عہد شباب
شب کو سویا کئے ہم صبح کی ہنگام چلے

دار فانی میں ذرا ہم ٹھہرتے لیکن
کر چکے خوب جو چلنے کا سر انجام چلے

تو جوانی میں ادن آنکھوں کا ہی عالم کچھ اور
کیون نہو قدر کہ تازہ ہیں یہ بادام چلے

ہاتھ پہ ہاتھ دھری بیٹھی ہیں مدت سے تمام
ایسے موسم گل آئی تو کچھ کام چلے

ہو جو اوس ماہ کو منظور سواری کا جلوس
آگے آگے ابھی نیزہ لیے بہرام چلے

جس طرف خانۂ صیاد سی میں قصد کرون
ہے یقین سایہ صفت ساتھ مری دام چلے

بلبل و فاختہ لینے کو چمن میں آئیں
سیر گلگشت جو وہ سرو گل اندام چلے

تیری کوچے کو جو عشاق چلی سب نے کہا
طرف کعبہ یہ مومن سے پئے احرام چلے

تازہ بلبل کو ہی کیا صحن چمن میں آیا
دام کش دوش پہ رکھ رکھ کی جو گلفام چلے

دل میں ہی اوس رخ و گیسو کا تصور یکسر
ساتھ ہم لیکے جہاں سی سحر و شام چلے

سید قربان ہی نہ بیٹھ پہ چلتی ہی چھری
میری گردن پہ بھی قاتل تری صمصام چلے

صبح کو خواب سی جب آنکھ کھلی اپنی اسیر
طرف کوچۂ محبوب دلارام چلے

ہے چمک پر ہر گھڑی لیکن نظر آتا نہین
جلوہ اوس کا کیا کسی عاشق کی آنکھ کا گرد ہے

عشق چار ابروی جانانہ مین ہی مرنا عین زیست
یہہ وہ چوپڑ ہے کہ جس مین مرگی نرد گرد ہے

باغبان تجھکو بہی ہی پرویز کی دولت نصیب
موسم گل مین زر گل گنج باد آورد ہے

وسعت ہمت جو رکہتا ہی بہادر ہی وہی
جس کسی کے ہاتھ یہ میدان رہی وہ مرد ہے

ذکر جنت سنکی واعظ سی مجھی ہوتا ہی داغ
خوگر غم اسقدر یہہ جان غم پرورد ہے

کیا ہماری خاک پہنچے تجھہ تلک اے شہسوار
تیز رو ہی اسقدر توسن کہ صرصر گرد ہے

مجرمو غالب ہی کتنی اوسکی رحمت قہر پہ
ایک اشک گرم مین سارا جہنم سرد ہے

ایک صورت پر ندیکہی نعمت خوان فلک
مہربان گرم ہی عتاب ان کا سرد ہے

کیا حقیقت غیر کی ہی منہ مری چڑہتا ہی کیا
بیجگر ہے بزدلہ ہی ہیجڑا ہی نامرد ہے

مرگئی پر بہی رہی آوارگی باقی اسیر
خاک اپنی گرد باد آسا بیابان گرد ہے

در پر جو ترے لحد بنی ہے
بے شمع و چراغ روشنی ہے

اللہ رے ہجر کے درازی
دن دونی مین رات ہو گئی ہے

پڑ رہے کسی شجر کے نیچے
کیا چھاؤن دلا گھنی ہے

زندہ تو فراق مین ہون لیکن
چھائی ہوئی منہ پہ مردنی ہے

لا جلد شراب صاف ساقی
کیا صاف چمن مین چاندنی ہے

سائل ہو فلک سی کوئی کیا خاک
ممسک ہے بخیل ہے دنی ہے

فرقت مین جو وصل ہو عجب کیا
بگڑی ہوئی بیشتر بنی ہے

محفل ہے جہان چراغ ہو تم
ساری یہہ تمہاری روشنی ہے

پھر دیر سے بتون کی مجکو پیام پہونچے
کعبی کے رہنی والو تمکو سلام پہونچے

اتنی تو پھر کی لاسے پھر خدا سبو مین
سب میکشو نکو ساقی اک ایک جام پہونچے

وہ مرغ خوش نوا ہون آیا جو مین چمن مین
صیّاد ہر طرف سی [illegible] دام پہونچے

نزدیک رہ گئی ہی ہمسی عدم کی منزل
ہر سو ن چلی ہین [illegible] شام پہونچے

ہمسایون مین کسی سی راہ اونکو ہی سفر ر
پایا جو وقت فرصت [illegible] پیام پہونچے

کس کا لہو بہاکر آئے ہین وہ اتہی
ہین سرخ آستینین [illegible] تمام پہونچے

بزم جہان مین ایسی قسمت تھی ہی اپنی
ممکن نہین کہ ہم تک لبریز جام پہونچے

رزاق ہی وہ سب کا دیتا ہی سکو روزی
کیونکر نہ رزق سب کو تا وقت شام پہونچے

یہ پیاس کی ہی شدت جی ڈوبتا ہی میرا
یارب کہین گلی تک آب [illegible] پہونچے

محفل مین اوسکے جانا ٹہری اگر ہمارا
نوبت کلام کی بہی پہر لا کلام پہونچے

مقبول ہین خدا کی ساری رسل پیمبر
اونکو درود پہونچی ہمکو سلام پہونچے

اپنی نصیب مین ہی اس دور مین کہان مے
ساقی کا ہاتھ کانپی ہم تک جو جام پہونچے

ارباب حق کے آگی سدّ زبان ہے لازم
تسبیح خوان [illegible] جب تا امام پہونچے

دہشت اسیر کیسی رحمت ہوئی خدا کی
پہونچی قضا جو اپنی بارہ امام پہونچے

ساتھ ابرو کے رخ پہ خال بہی ہے
ماہ بہی نجم بہی ہلال بہی ہے

ضعف بہی رنج بہی ملال بہی ہے
کچھ نہ پوچھو کہ مجھ مین حال بہی ہے

آپ ہین لطف و قہر کی مختار
لب ہلاؤن مری مجال بہی ہے

ہون تو مجرم مگر نہین مجہی پاس
جرم کے ساتھ انفعال بہی ہے

رنگ اوڑا یا ہے کیا مرا تیرا
سیب جو زرد ہی سے لال بہی ہے

جوشش ہی جو ظاہر ہین میری مرضی ہی
سچ کہو دل مین کچہہ ملال بہی ہے

ساتہ بابت سے کے چلا جو وہ شوخ
مین یہ سمجہا کہ اسمین چال بہی ہے

خواب کا قصد ساتہ غیرون کے
کچہ کسی کا تمہین خیال بہی ہے

میری طالب ہین سب جو شکل ہلال
نقص کے ساتہ کچہ کمال بہی ہے

دیکہہ لے آسمان یہ حال قمر
کاملون کی لیے زوال بہی ہے

مر ہی جاؤنگا دیکہ کر اوسکو
اکیدن وصل بہی وصال بہی ہے

ترک مطلب کی کر خدا سے دعا
اس سی بہتر کوئی سوال بہی ہے

دو بلاؤن مین پہنس گیا ہی یہ دل
عشق خط بہی ہی عشق خال بہی ہے

چپ ہو سنکر جو میرے مرنیکو
کیا کوئے اور احتمال بہی ہے

کر دیا وصف چشم نے یہ شوخ
کہ غزل بہی ہی یہ غزال بہی ہے

ا
یہ جو تمنی غزل کہی ہے اسیر
عاشقانہ بہی حسب حال بہی ہے

ہر کو چہین اوسکی جستجو کی
چہوٹی نہ گلی رگ گلو کی

باقی نہین دل مین کوئی حسرت
حسرت ہی تو ترک آرزو کی

منصور پکار اوٹہا انا الحق
تہا مست بہک کی گفتگو کی

گلشن مین نقاب تم بہی اولٹو
گل لینی لگی ہین رنگ و بو کی

زاہد تری زہد خشک سی بہی
شکل ایک تیمم و وضو کی

دامن سے جو تمنی اشک پونچہے
مجہ خاک نشین کی آبرو کی

ای تیغ جفا کے کھنچنے تا
سوگند تجھے مری لہو کی

بند آنکھ ہوئی نہ ہجر کی شب
حالت رہی چاک بی رفو کی

خاکہ وہ تیغ سے شناسا
گردن نا گردن گلو گلو کی

دیکھی شب ہجر جب کہ کوکب
سمجھی کہ یہ فوج ہی عدو کی

ٹھکرا کے نہ چل ہزار عاشق
او سارنگ رادہ بدسلو کی

پہنا جو کفن سفید سمجھے
پی صبح سے شام آرزو کا

اول تو رہی تلاش دنیا
آخر کو اجل کی جستجو کی

عبرت سے کہا یہ بجا تربت
سرحد ہی یہ ملک آرزو کی

ہی زخم دہن اسیر اپنا
جو اوس سے ہے دہار سے لہو کی

تصور میں جو رو ہی لا کون ہے
گریبان نظر گرداب خون ہے

پری ویوں سی فکر وصل ای دل
غضب سودا قیامت کا جنون ہے

کرین زیر فلک کیا خاک آرام
کہ مسکین زیر سقف بی ستون ہے

دم تحریر غم نالان سے ہے ہر کلک
قلمدان بھی ہمارا ارغنون ہے

کیا ہی ضعف نے ایسا بے حس
کہ جنبش بھی مری عین سکون ہے

مری آگی بیان عشق ای قیس
تجھی سودای وحشت ہی جنون ہے

فلک ہی یا کوئی شیشہ ہی ساقی
شفق ہی یا شراب لعل گون ہے

تلف جیسی ہوئی فرہاد کی جان
سر تیشہ خجالت سے نگون ہے

اسیر اسکو نہین میرا جو ماتم

لباس آسمان کیون نیلگون ہے

کسی دن طور پر وہ گل جو پھر سیر آ نکلے
شجر سی آتش منی انت دقتی کی صدا نکلے

ہوئی ہی یہ تپید کو مدت کہ نقش تخیر کر لی ہے
رہا ہو جلد یہ قیدی مری گھر سی بلا نکلے

جوانی ہی اگر تو قی تو یہ ہی ای خدا اس سے
شباب اتنا ٹھہر جائے کہ دل کا حوصلا نکلے

خیال ضبط ایسا ہی جو پتھر سی کوئی توڑے
نہین ممکن کہ اپنی شیشہ دل سی صدا نکلے

تصور ہے جو مرقد پر ہی اوس کندن سی پیکر کا
کھلین تختی جو اپنی قبر کی کان طلا نکلے

مثالی ہی تجھی ہی ظلمت شب تار جلوہ گر کی
سہا چمکی تو کیا چمکی قمر نکلی تو کیا نکلے

عبث رکھتا ہے زاہد ہم پہ تہمت بت پرستی کی
چلی تھی جانب مسجد سوی بتخانہ آ نکلے

بلایا ہے ہمین خط لکھ کی اوس خورشید طلعت نے
روانہ ہون تم عقرب جلدی ای خدا نکلے

یہان تک خلاف ہی اوسکی صحف رخ مین
جو دیکھی فال ہی عاشق خلاف مدعا نکلے

غبار راہ تاثیر مسیحائی سی سرمہ ہے
ہمین تب قافلی مین خاک آواز درا نکلے

ترش ہو ہو کی کیا کیا گفتگو ہی تلخ کرتی ہو
کہون مین بھی اگر ایسا تو کہیی کیا مزا نکلے

یقین ہی آدمیت کا نشان گر نہ زائل ہو
یہان سبزہ اپنی خاک سی مردم گیا نکلے

شمیم برگ گل لائی کہین صحن گلستان سے
تمنای دل بلبل قفس مین آ صبا نکلے

وجود اللہ کا ہی خلقت کونین سی ثابت
نتیجہ حسب صغرا و کبری سی جدا نکلے

تپ سارے گری بیمار ہی رہی حکیمون کی
مریض عشق اگر ہو کر سوی دار الشفا نکلے

زمین گور کو ہم ملک بیگانہ سمجھتے ہیں
بہت سی لوگ لیکن اپنی صورت آشنا نکلے

اسیر ایسی کرون طاعت اگر ہو دیر مین جانا
کہین تحسین برہمن بت کی منہ سی مرحبا نکلا

ہجر میں عیش کہاں بادہ لہو جام میں ہے
جام بھی میری طرح گردش ایام میں ہے

مردمک طرفہ تری چشم سیہ فام میں ہے
مشک نافہ عوض مغز اسی بادام میں ہے

صید لاغر تھا پھنسایا مجھے چھوڑ کا صیاد
میں نہیں دام میں گو یاد تو میری دام میں ہے

ورنہ جا بادیہ دی جا کی جو دستک میں تھی
موت بولی کہ تخجر وہ بھی آرام میں ہے

چشم معشوق سے اس بے بصری کو جو ہی
سخت تیغر ہی سو دا اسی بادام میں ہے

رہنے آیا نہیں اس منزل ہستی میں کوئی
جو مسافر ہی وہ چلنے کی سرانجام میں ہے

ایک بھی ہو نہ سکا وصف لب او سکا ہزار چند
عمر گذری کہ زبان اپنی اسی کام میں ہے

پھاندنی یار کی دیوار غنیمت ہی یہ وقت
تیرہ شب خواب میں ہیں پاسبان سگ آرام میں ہے

خوف عصیاں ہی لرزتا ہوں تو کہتے ہیں یہ لوگ
کثرت مے سے یہ رعشہ تری اندام میں ہے

خانہ تن کا بھی معلوم ہی منعم کو ثبات
اسقدر صرف جو تعمیر در و بام میں ہے

دیکھ لی کلک شکستہ کی قلمدان میں جگہ
توڑ کر پاؤں جو بیٹھا ہی وہ آرام میں ہے

کیا ہوا سرخ جو ہیں تیرہ دلوں کی چہرے
شام تاریک ہی سرخی شفق شام میں ہے

تنگ آ ہوا از نہایت تو بنا موی کمر
عشق کہتے ہیں جسے حسن وہ انجام میں ہے

میری قسمت کی جو دانی تھی نے لی ای صیاد
چاک غربال کی مانند تہی دام میں ہے

سیر عالم کی اگر جام میں جم کرتا تھا
ساقیا سیر دو عالم کی مری جام میں ہے

نخوت حسن ہی بیفائدہ سوچو تو ذرا
اک حسین اور بھی آئینہ حجام میں ہے

جو مشرف ہوا دوری کی زیارت سے اسیر
سر برآوردہ وہی حلقہ اسلام میں ہے

کیا کہیں ہم عدم سے کیا لائے
اک دل و درد آشنا لائے

تنگدستی میں بہل گیا دل زار
اب جو سرمہ میں ہاتہ پیسہ [illegible] لائے

مہندی قاتل کی ہاتہ تک پہونچی
دیکہیں اب رنگ کیا لائے

مرگئی ہم تو بولی قبر سی سوت
تیری روٹہے کو ہم منا لائے

دی کی دل اوسکو نقد بوسہ لیا
کچہہ بگاڑا تو کچہہ بنا لائے

درد دل جب سنا بگڑ کی کہا
لو نئی داستان بنا لائے

نہوی سبزہ زار خاک لحد
خضر تشریف بارہا لائے

ضعف سی ہم ہین شکل نادید
کون خاطر مین ہمکو کیا لائے

نہ ہنسا لوگ تیری محزون کو
زعفران زار بہی دکہا لائے

روبرو اوس حسین کی ہم لب تک
ڈرتی ڈرتی خدا خدا لائے

خط نی اوسکی دکہائی شام فراق
مو پریشان نصیب کو لگا لائے

ہو گرسنہ اگر سگ لیلی
استخوان قیس کی ہما لائے

قاصدون کو جواب جب نہ ملا
پرزے مکتوب کی اوٹہا لائے

دل بہتیرا اسیر برز مین
سرو قدی بلند بالا لائے

عشق گیسو وجہ چاک سینہ ہے
حال شانے کا ہمین آئینہ ہے

ہم بہی اوس پیر مغانکی ہین مرید
خضر جسکا خادم دیرینہ ہے

دی کی مے تہوڑی بہت ساقی ہوا شب
آج ای ساقی شب آدینہ ہے

وصف قاتل مین ہی تیرے شمشیر تیز
شاہنامہ دفتر پارینہ ہے

بال سر کی ٹیڑہکی کملی ہوگئی
تیری وحشی کو بہی پشمینہ ہے

ای جرس مغز پریشان ہی تری [illegible] کا	خوب ہو تجھسے اگر ہرزہ درائی چھوٹے

عمر بھر کیون نہ ملون ہین کف افسوس اسیر
ہاتھ سے میری جو دست حنائی چھوٹے

رنگ شمع حسن سی ٹپکتا ہی خوشی ہی تو یہ ہے	خون فشان زخم کہ پھوٹ ہون ہنسی ہی تو یہ ہے
مہر بھی رکھتی ہین الفت بھی وفا بھی عاشق	صبر کا نام نہین انمین کمی ہی تو یہ ہے
نشۂ می کا ہی انجام خمار ای ساتھ	سب طرح کا ہے مزا بے مزگی ہی تو یہ ہے
رونق جادہ ہی پرزون سی مری دامن کے	وحشت مین [illegible] والونکی گلی ہی تو یہ ہے
سیکڑون حادثۂ مردہ جلا دیتا ہی	لب جانان مین مسیحا نفسی ہی تو یہ ہے
تیغ جلاد گلی ہمسے ملے گی آکر	عید اضحی کی ہمینکو خوشی ہی تو یہ ہے
بادۂ صاف تو سبکو ہین دُرد تہ جام	کرم پیر خرابات کبھی ہی تو یہ ہے
ساتھ ہی آئین سگے بالین پہ امید دم نزع	ملک الموت کی آنی کی خوشی ہی تو یہ ہے
چلتی چلتی سر قرطاس ٹھہر جاتا ہے	حسن سب اسپ قلم مین ہی بدی بھی تو یہ ہے
فقر استے ہی یہ سیدھا امرا سی ٹیڑھا	راستی ہی تو یہ ہی دل کی کجی ہی تو یہ ہے

عاشق احمد مختار مرا دل ہی اسیر
اس زمانی مین اویس قرنی ہی تو یہ ہے

لیجیے دل اگر ارادہ ہے	کیا کوئی آپ سی زیادہ ہے
منہ نہ شیشے کا بند کر ساقی	در توبہ ابھی کشادہ ہے
رند زاہد کی کیون کرین تعظیم	کیا کوئی پادشاہ زادہ ہے
کوئی پھرتا ہی جا کی عہد شباب	یہ بھی معدوم کا اعادہ ہے

ابھی کم سن ہے خط نہین نکلا / ورق روی یار سادہ ہے

ہون سوار جنازہ ہوکی خجل / کہ ہر اک آشنا پیادہ ہے

کون پیاسا ہی واجب التعظیم / آب شمشیر ایستادہ ہے

جسکو کہتے ہین لوگ موی کمر / صاف تار عدم کا جادہ ہے

لاغری سے ہی ابتو یہ عالم / کہ مرا رخت تن لبادہ ہے

زور وحشت سی مری قبضہ مین / قوس گردون تلک کبادہ ہے

کچہ نہین فرق سب ائمہ مین / ایک بارہ کا خانوادہ ہے

کون گلرو ہے وار میدان / معرکہ باغ سے زیادہ ہے

کل اسوار ہے ہر ایک سوا / ہر پیادہ گل پیادہ ہے

فی الحقیقت تری سخن مین امیر / ایک عالم کو استفادہ ہے

باغ مین آکر جو شبنم رو گئی / بلبلونکی حق مین کانٹے بو گئی

کس کا شکوہ کیجیے کسکا گلا / تھی مقدر مین جو ہونی ہو گئی

ہجر کی شب منتظر ہون دیر سے / موت یارب مر گئی یا سو گئی

نشۂ زر مین یہ منعم کو ملا / عقل سی بیدار دولت سو گئی

مرحبا اشک ندامت مرحبا / خط عصیان کی سیاہی دھو گئی

وصل کی شب بھی نہ نکلا کام دل / جاگ اٹھی وہ میری قسمت سو گئی

ہین پیام مرگ یہ موی سفید / جاگ غافل صبح پیدا ہو گئی

بی ثباتی اس چمن کی دیکھکر / بھر رہی تھی خوب شبنم رو گئی

نفرت ہو گئی ہی ایسی مجھی تجھسی ای فلک
نفرین کرون اوسی جو کہی آفرین تجھے

تیری قدم کہان مرا اوج امکان کہان
اب تو بحال جذب کا آیا یقین مجھے

بزم خیال اہل نیون مین ہی تو پری
کہتی ہین طالبان جہان حور عین تجھے

شیرین ہی تو یہ فرہاد کا ہی زعم
سمجہا ہی قیس لیلی محمل نشین تجھے

حق تو یہ ہی کہ کرتی ہین سب دعوی دروغ
میری سوا کسی نی بھی دیکھا نہین تجھے

تم جیسی ہی سخن پہ بھروسی کو اندیون
دم بھر اسیر فکر کی فرصت نہین مجھے

جان پہ سہی تم کو اگر جانا ہے
اپنی قسمت ہی مین مرجانا ہے

آشنائی پہ تری بیٹھے ہین
اودھر آنا نہ ادھر جانا ہے

چاہیے شکر جو گذری گذری
آخر اک روز گذر جانا ہے

اس سرا مین ہی مقام اک شب کا
شام آنا ہی سحر جانا ہے

ہم تو ہی بخت کہان عیش کہان
دن فقط زیست کی بھر جانا ہے

گھر سے نکلے ہین سر راہ مگر
نہین ثابت کہ کدھر جانا ہے

خط لکھی یار تو دولت ملجای
ہنڈوی کا یہ سکھر جانا ہے

عشق ابرو نہ کرین چشم کبھو
تیغ کی کہاٹ اوتر جانا ہے

کوچہ اوس ترک کلاہی جاوہ
پانون رکھنا نہین سر جانا ہے

کبھو چہڑی سی نہ وہ کی رستہ
زلف کو تا بکمر جانا ہے

دم رفتار دم سرد بھرین
ٹھنڈی ٹھنڈی ہی جنہین کہہ جانا ہے

ہجر مین جسم ہی بیجا ای جان
اپنا جینا نہین مرجانا ہے

شام سے کیا ہمین نیند آئی اسیر
کہ سفیدہ پچھلا پہر جاتا ہے

گلی مین یار کی بدلی ادھر بہاری ہی پہولونکی
یہان ہی تیسرا دن وطباری ہی پہولونکی

تمہاری خوشنویسی یا گلستان کا تماشا ہی
جو وصلی ہی خط گلزار کی کیاری ہی پہولونکی

حسین جا پوشش تہی صد شگوفہ باتین کہین ہنس کہولے
نمائش ہو چکی غنچونکی اب باری ہی پہولونکی

تونگر جا رہن کچھ پہول لین نئی اصل دولت پر
جہان مین یا لداری انکی زرداری ہے پہولونکی

خدا حافظ ہی طفل باغبان کا ہکو کہمکا ہے
کہ وہ نازک بہت اور بوکہی ری ہی پہولونکی

کہی کتنی فلک نی طاق میخانونکی بیرونق
نہ مینا کاری مینا نہ گلکاری ہے پہولونکی

حبادی بادۂ گلرنگ کا ہی تنگ ای ساقی
چمن مین بھینی بھینی کیسی بو پیاری ہے پہولونکی

حسین کہنی لگی جیسے سر بازار گلباری
بنا ئی گلفروشونکی خریداری ہی پہولونکی

فراق یار مین گل اسقدر اعضا پہ کہائی ہین
کہ اپنی قصر تن مین چار دیواری ہے پہولونکی

بہار حسن آئی تیری مشتاقونکی حصہ مین
مبارک باغبانونکو پرستاری ہی پہولونکی

یہ سنی خاک کو یا ہی خابستہ سی وندا ہے
کہ چادر میری تربت پر بہت بھاری ہے پہولونکی

اسیر اون عارضونکی یاد مین ہی چشم تر گریان
بہا غم ہی نہر فیض تک جاری ہی پہولونکی

نہ چھیڑا ای صور محشر شور کرکے
ابھی سوئی ہین جاگی رات بھرکے

ہٹھا یہ شوقی خدا تختہ پہ کرکے
چلے ہم پیچھے پیچھے نامہ بر کے

غضب ہی نیم جان قاتل نی چھوڑا
ادھر کی ہین نہ اب بسمل ادھر کے

ہوا آنکھون مین قحط اشک شاید
کہ اب آنے لگے ٹکڑے جگر کے

پردہ اوس روی صاف سے اوٹھا
یا کوئی تیغ بے نیام ہوئی

قتل کو میری ہجر جانان مین
فوج انجم سیاہ شام ہوئی

کون مجتمع سے اوٹھہ گیا یارب
بزم تسبیح بے امام ہوئی

کون ہین ہم کہان سے آئی ہین
عمر اسے سوچ مین تمام ہوئی

ایسی گھڑیالیون نی شور کی
نیند وصلت کی شب حرام ہوئی

دست پر نور سے یہ پایا نور
صبح روشن چھڑی کی شام ہوئی

اور بہی دود آہ سے میری
زلف اوسکی سیاہ فام ہوئی

تیغ ابرو کا سنکی وصف کہا
تمکو بہی جرات کلام ہوئی

کسکی عارض کا بندہ گیا مضمون
اور رنگینی کلام ہوئی

دیکھہ کر تیری انکہ کی گردش
بادہ خوار ونکو قدر جام ہوئی

تہی تواضع کی جو مجھے عادت
فوت کب وہ تہ حسام ہوئی

اوٹھہ گیا ہاتہ خود بخود جو مرا
یہ ہی اک صورت سلام ہوئی

ہون وہ میکش کہلی جو صبح کو آنکھہ
مجکو ساقی تلاش جام ہوئی

تہی جو زاہد کی جانماز اسیر
سنتی ہین وہ بہی رہن جام ہوئی

مقدر استراحت کا مکان دیتا تو ہم لیتے
زمین کوی جانان آسمان دیتا تو ہم لیتے

بہت مرغوب دل ہی قمری و بلبل کی گویائی
خدا ان بیزبانو نکی زبان دیتا تو ہم لیتے

عتاب و لطف دونو ایک ہین رنگین اداونکی
عوض پہولون کی کانٹی باغبان دیتا تو ہم لیتے

برنگ آئینہ اس بزم میں قانع ہی دل اپنا
مقدر آبروسی آب و نان دیتا تو ہم لیتے

نیش غم سے کہاں نجات اسیر
کہ عقارب ہین اقربا میرے

یہ ربط ہمکو کسی شوخ دلپسند سے ہے
کہ بند بند کو پیوند بند بند سے ہے

تمہارے خال نے چمکا دیا ہے عارض کو
فروغ آگ کی اس دانۂ سپند سے ہے

نکل کے تن سے کہاں جائیگا یہ طائر روح
رگون کا جال زیادہ [illegible] کمند سے ہے

کہین مریگا وہ ہوگا شہید راہ خدا
جسے کہ عشق تمہارے [illegible] سمند سے ہے

ہوئی یہ بھی ہے یہ اوس شہسوار سے الفت
غبار راہ مین ٹھیرا ہوا سمند سے ہے

ہماری آہ سے بس ایک تم نہین ڈرتے
وگرنہ سب کو خطر آتش [illegible] سے ہے

چھری جو یار کی ہر وقت تیز رہتی ہے
کہان کی ہمکو عداوت [illegible] سے ہے

کیا ہے عشق نے کس شہسوار کی وحشی
کہ طوق آہن نعل سم سمند سے ہے

بندھے ہوئے ہین ہزارون طیور دل اسکے
زیادہ جال ہے گیسو [illegible] سے ہے

جواب کہتے ہین کستے ہین دخل کیا ہمکو
رضا سے کام غرض آپکی پسند سے ہے

رجوع عشق ہے دل کی طرف خدا حافظ
اسیر صحبت قصاب گوسپند سے ہے

ہجر مین حالت بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسے اب ہے طپش دل کبھی ایسی تو نہ تھی

آدمی کیا کہ قدم تھکتے ہین سیارون کے
دوری آستانہ کی منزل کبھی ایسی تو نہ تھی

صاف بے پردہ ہے قاتل نظر آتا نہین کچھ
حیرت دیدۂ بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی

عکس پڑتا ہے تو سرسبز سے ہوتی ہین قلم
تیزی خنجر قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

پردۂ گوش جلے جاتی ہین پھولونکی صبا
گرم آواز عنادل کبھی ایسی تو نہ تھی

واہ کیا خوب جو اسنے نہین نکالا جوبن آپکی شکل و شمائل کبھی ایسی تو نتھی

قیس آوارہ بگولی کیطرح پہرتا ہی خواہش لیلی و محمل کبھی ایسی تو نتھی

شکر صد شکر کہ اب پاس ہین ہم دور رقیب وہان تمیز حق و باطل کبھی ایسی تو نتھی

شاید اوس قاتل خونریز کا کوچہ ہی یہی راہ چلنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نتھی

آشنا جمع ہین آیا ہی نہانی کو یہ کون بہیڑ آگی لب ساحل کبھی ایسی تو نتھی

اب یہ کیا ہی کہ ہی محروم تماشا مری آنکھہ آرسی بیچ مین حائل کبھی ایسی تو نتھی

بہکی آئی ہی ادہر کا کل لیلی شاید پای مجنون مین سلاسل کبھی ایسی تو نتھی

شمع شاید کہ تری آتش عارض سی جلی پیش ازین گرمی محفل کبھی ایسی تو نتھی

چاک بنکر ادسی اب اور دیا چرخ نی چرخ گردش کاسہ سائل کبھی ایسی تو نتھی

یہ زمین سہل ہی کیون ٹھوکرین کہاتی ہو اسیر
شاعری آپکو مشکل کبھی ایسی تو نتھی

شب راہ وصال بُت بی پیر نسوجھی چہایا یہ اندھیرا کوئی تدبیر نسوجھی

نظارہ قاتل سے نے کیا محو یہ ہمکو گردن پہ چمکتی ہوئی شمشیر نسوجھی

دہوکی مین مری پانونکو چہدا دی کانٹا زندان مین یہ ظلمت تہی کہ زنجیر نسوجھی

اسدرجہ کہچا ضعف کہ ارباب نظر کو دیکہا جو مرقع مری تصویر نسوجھی

زاہد کو رہا صفت می ناب سی انکار خفاش کو خورشید کی تنویر نسوجھی

تربت مین کیا عذر تو بولی یہ فرشتی اب دور کی سوجھی ہم تقصیر نسوجھی

تہا قصد کہ اوس سے یہ کہین گی یہ کہین گی دیکہا جو وہ چہرہ کوئی تقریر نسوجھی

جاتا تہا کہین اور بہٹک کر کہین پہونچا نالی کو وہ ہو ئین مین بہ تا تیر نسوجھی

چاہا تو بہت پر نہوا وصل میسر
تقدیر کے آگے کوئی تدبیر نسوجہی

ایسا دل مضطر کو کیا شوق نے اندوہ
ہر شکن زلف گرہ گیر نسوجہی

خط یار کو لکھا تو نہ لکھنے کی برابر
مطلب کی عبارت وہم تحریر نسوجہی

تہا بسکہ شریعت سی جدا مسئلہ عشق
قاضی کو مری جرم کی تعزیر نسوجہی

قاصد نگہ اوس گل کا مکان باغ ارم تہا
سو بار گیا تو تجہے تعمیر نسوجہی

روشن ہی کہ کہتی کو اسیر اب پہ نہ سمجہا
اوس مصحف رخسار کی تفسیر نسوجہی

جرم عاشق اسیر کا بخشے
آدمی خوب تھا خدا بخشے

کاش اتنا ہی ہو کہ حشر کی دن
اسکا جرم آشنا بخشے

کوئی قاتل نظر نہین آتا
کسکو مقتول خون بہا بخشے

عشق نے دل کو داغ دی ہیکہ
سیکڑون باغ دلکشا بخشے

مرض عشق کا علاج نہین
فائدہ کیا کوئی دوا بخشے

کہہ گئے طول میری بیماری
اب شفا خالق شفا بخشے

غائبانہ کسیکو بد نہ کہو
اتنی نیکی تمہین خدا بخشے

ہجر مین ہو کہین وصال نصیب
یا الہی اثر دعا بخشے

نکہت اوس گل کی لیکی آئی ہے
دل کو فرحت نہ کیون صبا بخشے

یاد لب مین پیون جو خون جگر
شربت قند کا مزا بخشے

ہی سخاوت علی پہ ختم اسیر
گنج لوگون کو بارہا بخشے

ہی بہار شادمانی سی خزان غم ہم
ہمسی پوچھو تیّ سی تہ ہین آگاہ ہم
جو شجر اس باغ مین اگتا ہی ہوتا ہی قلم
باغ عالم مین ہی پھر [illegible]
سیر کی اس گلشن کی [illegible] لیگئی

یون تو کسکی طبع فن شعر مین موزون نہین
شعر صنف چشم و کاکل مین بجز افسون نہین
میری دیوانی کلام [illegible]
مصحف رخسار کی مضمون سی مضمون نہین
سب کی مضمون پر مری مضمون فضیلت لیگئی

کیچھ بیماری فرقت ذرا حالت نہتی
اور زیر خاک بہی کی کوئی صورت نہتی
دست و پا سب تہی یا کاہ جسم [illegible]
ناتوانی سی فشار قبر کی طاقت نہتی
گور مین بہی تیری عاشق کو امانت لیگئی

صاف رکہ دل کو کہ ہو جنت کو اپنی [illegible]
کیا خجل ہونگی جو دیکہین کی تماشا بعد مرگ
رو سیہی بہتر کہ مرقد کی سیاہی [illegible]
کوئی سوسن ہو نہ گل ہو برگ الہی بعد مرگ
وای بر حال انکی جو دل مین کدورت لیگئی

شہر سی تنگ آگئی ہم تو گہر بنایا دشت مین
دیکہکر لالی کی نکہت داغ کہایا دشت مین
چین لیکن تیرہ بختی سی نہ پایا دشت مین
گردش چشم غزالان نی ستایا دشت مین
ساتہ اپنی ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئی

کون تہا مشفق اسیر ایسا کہ بہیجتا درود
مرگئی پر بہی ہی باقی تو سنگین دل حسود
سورہ الحمد پڑہتا بہیجتا ہمپر درود
دیکہ سکتی تہی کہان گبر و مسلمان کی نمود
کہود کر بت ساز آتش سنگ تربت لیگئی

رباعیات

رباعی

ای اہل عزا چاک گریبان کرو
ہین پنجۂ مژگان پہ در اشک ضرور
احمد بہی شریک بزم مین ہیان کرو
آنکہون سے کہو نذر کا سامان کرو

رباعی

اس بزم کی آداب کا لازم ہی خیال
نالون سے کہو اٹھین برائی تعظیم
ہی آمد خاصگان رب متعال
اشکون سی کہو چلین پئی استقبال

رباعی

افسوس ہین ظلم کی بانی پانی
کہاسہے جو کٹتا تہا گلا خنجر سی
اور پای نہ فاطمہ کا جانی پانی
آواز یہ آتی تہی کہ پانی پانی

رباعی

کس شہ کا یہ ماتم ہی ذرا دہیان کرو
وہ اشک ہین تو وہ شرف ہون حاصل
سرپیٹ کی چاک اپنی گریبان کرو
اللہ کو خوش نبی پہ احسان کرو

رباعی

وہ سینہ ہی کیا جسمین کہ یہ درد نہین
سرشہ نی دیا بیعت غدار نکی
وہ لب نہین جس لب پہ دم سرد نہین
شبیر سا دنیا مین جوانمرد نہین

رباعی

چلتی چلتے رکا جو رہوار امامؑ ہنگام خرام
شہ بولے کہ یہ زمین ہی سخت انجام کیا کہتی ہی نام
کی عرض کسی نی کربلا ہی یہ زمین یا خیر دین

فرمایا کہ بس یہی ہمارا ہی مقام — منزل ہی تمام

رباعی

کرتا ہون جو عشق آفاق کو غمگین ہو کر — پایا ہے ثمر یہ تخم محبت بو کر
اس باغ مین ہی یہ باغبانی میری — ہستی کی درخت سینچتا ہون رو کر

رباعی

ہر سر یہ جو خدا کی فضل کا سایہ ہے — دنیا مین وہی امن کا پیرایہ ہے
کثرت ہی رقیبونکی تو کچھ خوف نہین — کم مین فتنۂ قلیلۃ آیہ ہے

رباعی

ہر چند گرفتار غم و درد ہی دل — لیکن رہ کوشش مین جوانمرد ہی دل
پھرتا ہے زمانی مین یہ ہر چار طرف — مخدوم جہانیان جہان گرد ہی دل

رباعی

واقف نہین دنیا مین کوئی راحت سے — جو دل ہی مکدر ہی غم و محنت سے
کیا زیر فلک گرد کدورت کا گلہ — جز خاک جھڑی خاک تیرا ئی جہت سے

رباعی

نا فہمون کی کیا جمع ہوئی ہی محفل — کرتی ہین بہت علم کا دعوی جاہل
احوال ہی انکی یہ مطابق ہی مثل — لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل

تاریخ وفات مولوی میر قائم علی

سید قائم علی عالم — در جنگ عدو زبان او سیف
بر بست ز دہر رخت ہستی — در شدت ہیضہ بی کم و کیف

مرزا علی حسن که مسیح زمانه بود	بیمار شد چنان که سفر کرد از جهان
آمد ندای غیب بتاریخ فوت او	رفت از جهان جناب مسیحای زمان

سنه ۱۲۷۰ هجری

تاریخ وفات دلیر الدوله مرزا حیدر صاحب بهادر

دلیری که از دولتش بود شهرت	شجاعی که مشهور بهنام حیدر
بتاریخ فوتش ندا کرد هاتف	که جا یافت حیدر بقرب پیمبر

سنه ۱۲۷۰ هجری

دیگر

میرزا حیدر آن امیر کبیر	آسمان بود و در زمین در شد
سال تاریخ فوت گفت اسیر	فوق جنت سمی حیدر شد

سنه ۱۲۷۰ هجری

تاریخ مثنوی میان صغیر

نامه برادر و روز دوست صغیر	نامه چمیده بنام اسیر
صورت الفاظ او نمای همین	معنی او نکهت مشک ختن
بود درفش ... گفته ام	گوهر نایاب سخن سفته ام
نیز در وقت دهشش تاریخ بود	الفت دیرینه ازو رو نمود
گفت دلم مصرع تاریخ سال	واه عجب مثنوی بی مثال

سنه ۱۲۷۶ هجری

تاریخ وفات نواب عاشور علیخان

عاشور علی که بود نواب	خوش صاحب هوش طوطی هند
در باغ جنان ز باغ هستی	شد جلوه فروش طوطی هند
تاریخ وفات گفت هاتف	گردید خموش طوطی هند

۱۲۷

تاریخ طبع تذکره میر محسن علی مسمی به سراپا سخن

نمود جمع چو محسن علی عالی طبع
سخن بوصف سراپای مه خطان مجموع

نوشت مصرع تاریخ سال کلک اسیر
بطبع طبع سراپا سخن بود مطبوع
۱۲۷۷ ہجری

تاریخ دیوان میان خطا بخطا

حبذا دیوان که شعرش تازه کرد
مغز جان چون بوی زلف دلربا

کلک مشکین سال تاریخش نوشت
دور از آهو زاده این مشک خطا

تاریخ وفات زوجه مرزا محمد باقر
۱۲۷۷

زائره از عالم فانی گذشت
شد بجنت از ره خوش نیتی

بهر دو رفردوس اعلی چون رسید
گفت رضوان فادخلی فی جنتی
۱۲۷۷ ہجری

تاریخ تولد طفل نجابت نشان سید علی محمد صاحب خلف مجتهد العصر

قبله و کعبه جناب مجتهد
فرعه دولت بنام شان فتاد

گشت سید پور فرزند خلف
عمر او تا یکصد و سی سال باد

گفت هاتف سال مولود این چنین
آفتاب علم مهر اجتهاد
۱۲۷۷ ہجری

دیگر

شد پور مجتهد العصر جلوه گر
عمرش بسان خضر الٰهی دراز باد

تاریخ گفت بهر ولادت سروش غیب
آمد گل طرب بگلستان اجتهاد
۱۲۷۲ ہجری

تاریخ وفات دختر فقیر

وزیر النساء دخترم آه آه
نمود از جهان سوی جنت سفر

بتاریخ فوتش نمودم چو فکر
بگفتم که ای وای لخت جگر
۱۲۸۱ ہجری

تاریخ وفات زوجه ثانی فقیر

سال تاریخ فوت گفت خرد — پادشاہ جہان کشور فقر
[illegible] ہجری

تاریخ طبع دیوان منقبت

شد طبع شکر بمدح ائمہ دین — مشتاق دوست باشد ہر کس اہل ایمان
کردم چو فکر سالش تاریخ تازہ گفتم — گلدستۂ امامت مطبوع طبع پاکان

تاریخ وفات جناب مولوی سید محمد صاحب مجتہد العصر

جناب مجتہد العصر سرور علما — ہمہ کرم ہمہ ہمت ہمہ خرد ہمہ رای
ازین سرای فنا جانب بقا رفتند — بقصر گلشن فردوس در رضوان جای
اسیر مصرع تاریخ سال کردم رقم — ستون کعبۂ دین ہمین فتاد ز پای
سنہ ۱۲۸۴ ہجری

دیگر

رہی غم مجتہد دوران ہے — دل احباب علی میں رخنہ
ہو گئی تاریخ بموجب حدیث — کہ پڑا دین بنے میں رخنہ

تاریخ وفات امانی خانم

عصمت بنیاد زوجۂ افضل بیگ — افسوس صد افسوس گذشت از عالم
بست و پنجم بد از جمادی الاولی — کین سانحہ رو نمود از کتم عدم
سہ داشت زبس مولوی گنج قیام — کردند ہمہ اہل محلہ ماتم
تاریخ نمودم چو طلب ہاتف گفت — شد وای سوی جنان امانی خانم
سنہ [illegible] ہجری

تاریخ وفات میر علی اوسط رشک

کرد افسوس صد افسوس قضا — از قضا میر علی اوسط رشک
گفت تاریخ سر اسیر و قلم — شد کجا میر علی اوسط رشک
[illegible] ہجری

تاریخ ولادت دختر غضنفر علی سلمہ

ہوئی پیدا ہزاران شکر یکجا — ہزاروں دختروں مین ایک دختر
خبر پہونچی ولادت کی جو مجھکو — کہی تاریخ مین نے نیک دختر

۱۲۹۰ ہجری

تاریخ شفائی نوابصاحب

ہزار شکر کہ نواب کو ہوئی صحت — ہر ایک درد و بلا ہو گئی شفا پائی
کہا یہ مین نے پئی زیب مصرع تاریخ — دعائی خلق روا ہو گئی شفا پائی

۱۲۸۱ ہجری

مثنوی و تاریخ صحت

ایکدن یہ شہر مین آئی خبر — ہمنی بھی وہ تری سن پائی خبر
ہین جو نواب ہزاروں رئیس رامپور — آفتاب اوج اقبال و شعور
طبع عالی جب سے پہ سبکو ناز تھا — کچھ نصیب دشمنان ناساز تھی
سنکی اسکو دل پریشان ہو گیا — خانۂ آرام ویران ہو گیا
منھ سی یہ بیساختہ نکلی دعا — دی خداوند اوسی جلدی شفا
دل مین آیا کون سی تدبیر ہو — باعث صحت جو بے تاخیر ہو
بھیجی کوئی حکیم نامور — جسکی نسخہ مین ہو صحت کا اثر
یا کوئی لائے اسے تعویذ شفا — بھیجی اوسکو کہ ہو آب بقا
خضر لیجائین تو دن ہو خواہ رات — لیکی اونسے بھیجی آب حیات
کیمیاگر کو شش لیجائی کوئی — نسخہ اکسیر ہاتھ آئی کوئی
ہی مناسب انتہا تدبیر کے — بھیجی پڑیا روان اکسیر کی
ہو گیا دن اس تردد مین تمام — پڑرہ کی مغرب سو گیا مین وقت شام

روح سیارہ ہوئی سیارہ مہر　　پہونچی اک کوٹھی پہ پھر کر شہر شہر

چاندنی چھٹکی ہوئی بالای بام　　فرش نورانی بصد زیب تمام

فرش پر زیندہ مسند نور کی　　طور پر جیسی تجلی طور کی

زیب مسند ایک مرد باشکوہ　　کوہ جسکی بارگاہ میں ہے ستوہ

قدرت حق چہرہ نورانی جبین　　نور وحدت رب عالم آفرین

گرد خادم جنکے پاکیزہ لباس　　جیسے مہتاب انجم آس پاس

شوکت و حشمت نظر آئی عجیب　　میں نے پوچھا باندھ کر دست ادب

کون ہو تم کون یہ عالی مقام　　کون یہ مسند نشین عرش احترام

ایک خادم نے کہا ہم ہیں ملک　　یہ مقام خاص ہی چارم فلک

حضرت عیسی ہیں یہ مسند نشین　　مہر سان جنکی چمکتی ہی جبین

جب سنا اوس سے یہ مژدہ جانفزا　　جان میں جان آگئی خوش ہو گیا

التجا کی چاہتا ہوں اذن بار　　میں بھی ہوں تسلیم کا امیدوار

عرض کی خادم نے آیا لیگیا　　پیش حضرت مجھکو ہمراہ لیگیا

سامنے جب میں گیا تسلیم کی　　واجب التعظیم کی تعظیم کی

مل کی آنکھوں کو قدم سے یوں کہا　　ایک اس ناچیز کی ہی التجا

حکم اگر پاؤں کہوں میرا التماس　　ہی دعا ہی عرض حضرت کی پاس

چشم و ابرو سے اشارہ جب ہوا　　میں یہ سمجھا اب مرا مطلب ہوا

عرض کی حضرت بڑی مشتاق ہیں　　سب پہ روشن آپکی اعجاز ہیں

اک جوان مہ لقا خورشید چہر　　آفتاب و مہر رشک ماہ و مہر

تقریظ ناصر

بنام خالق انسی و جانی | که پیدا کرد الفاظ و معانی
دمیده جان معنی در تن لفظ | چه یوسف ناست در پیراهن لفظ
ازین یوسف نموده گرم بازار | هزاران چون زلیخایش خریدار
زبان ناطق او دو گوش را سمع | بگوش آواز در خاموشی آن شمع
زبان چون شمع در بزم سخن شد | از و روشن سخن را انجمن شد
دران بزم سخن اول کلیم است | که مشتاق سخنهائی قدیم است
زبانش از ازل چون چهره افروخت | ز برق لن ترانی خرمنش سوخت
بختم الانبیا چون نوبت آمد | به گویائی زبان قدرت آمد
به بزم لامکان از هم کلامی | تکلم یافت تشریف تمامی
کلام الله از ان معنی ست مشهور | بجلوت پرده گی آمد ز خلوت
بچشم دل فصیحان در نظاره | ز هر لفظش فصاحت آشکارا
زهی انوار الفاظ و معانی | برآمد از زبان بی زبانی
درین ره هر که با ب اقتدا زد | قدم در وادی صدق و صفا زد
فصاحت در کلام هر که جا یافت | قبول خاطر خلق خدا یافت
سخندانان که در آفاق بودند | چه محنت در سخن سنجی نمودند
بجد و جهد خویش گفتند و رفتند | به نظم و نثر در سفتند و رفتند
درین دوران که هر فن را کساد است | خصوصاً علم نظم آب و باد است
کسی گر چوب مضمونی تراشد | دلش از تیشهٔ غم منخراشد

نگہ از دیدنش گردد رگ گل / فدای ہر نگاہش دل مثل بلبل

بروی خلق وا شد باب معنی / صد احسان کرد بر ارباب معنی

بآئین احسان باین عالم نوازی / ہمہ او نیست او را سرفرازی

الہی صاحب اقبال باشد / بعالم تا ہمہ روز و سال باشد

مثنوی در جواب شفقہ کلب علیخان بہادر

خدا کی ہے عجب بندوں پہ رحمت / کہ گہر بیٹھے عطا کرتا ہے دولت

کرو جسکی تمنا سالہا سال / وہی جلوہ دکھاتا ہے نجم اقبال

جو شام ہجر ہے اوسکی سحر ہے / دعائے نیمشب میں کچھ اثر ہے

سنا تہا جیسے یہ مژدہ کہ نواب / سپہر فیض کا مہر جہانتاب

ہمہ خلق و ہمہ حلم و ہمہ جاہ / سو ید روز ازل سے [illegible]

ہوئی مسند نشین جاہ و حشمت / بڑہی آرائش تخت حکومت

ہوا تہا یہ محیط عشق کا جوش / کہ مثل موج تہا بکشادہ آغوش

قدم کیا اونہون گہر سے بڑہایا / اشارہ ہی تو کچہ آقا کا پایا

قیامت کی سوا تازہ ہی یہ بات / کیا اوسنے بڑا احسان یہ بالذات

نہ تہا تفویض کوئی کام ہر چند / نہ کی وجہ معین آج تک بند

عنایت میں رہی یہ بات مشہور / اسیر اونکا ملازم ہے بدستور

اس احسان پر اگر ہو جان قربان / ذرا اس سے نہ کم ہو بار احسان

زیادہ اس سے ہے یہ سرفرازی / کہ آیا شفقہ جا جنس نوازی

الہی فضل تیرا اسقدر ہے / کہ ہر سجدہ کروں کعبہ کدہ ہے

کہا دل نے کہ چل جلدی رواں ہو — کہ تا پیری بڑھے قوت جواں ہو

سفر کا ہو چکا جس وقت ساماں — یہ ٹھانا ہے کہ ہے مجبور انساں

کہا اطفال سے ہو کر یہ خونبار — جدا ہونگی نہ ہم دامن سے زنہار

سبب یہ ہے کہ جب کل اس سے کی تا — عدم کو میری منکا جہ نی لی راہ

بہت کم سن ہیں جو باقی ہیں اطفال — کفالت ہو نہیں ہیں فارغ البال

کہا ہے عقد فرزند کلاں اب — خیال وحشت ہے ہر روز و ہر شب

انہیں ہے وزر دن ہیں گناہ ہے اب از — کبھی مدت نہ اب آئیں زیادہ

یقیں ہے جو تقابل اب انس جاتے — سبک ہو جاؤں اس بار گراں سے

علاوہ اسکی عارض ضعف پیری — عصا ہے بس خدا کی دستگیری

غرض ایسی عوارض آئی جب پیش — ہوا مجبور ان وزرون سے دل ریش

توقع شان رحمت سے ہی لیکن — کہ عذر بندہ ہو مقبول محسن

خدا چاہے تو بعد حج کے ایام — یہ دولت ہے کہ ہو حاصل بہ ناکام

الہی جب تلک ہیں ماہ و خورشید — رہی یہ دولت و اقبال جاوید

قطعہ

کاری کہ حیف صاحب عالیمقام کرد — از گفتہ مسیح علیہ السلام کرد

لطفی کہ زندہ کردن خلق ست نام او — آغاز از ان زمانہ شد و او تمام کرد

مہر عطاش شام غمش را سحر نمود — صبحی اگر کسی بامیدی سلام کرد

انبوہ خلق بر در او ہست گر بجاست — ہر جاست شہد شکر بود ازدحام کرد

او از صفای قلب محیط زمانہ شد — جمشید اگر نظارہ گیتی بجام کرد

آمد پسند خسرو لندن چو دانشش — اورا درین دیار مدار المهام کرد

از بهر بندوبست او وه از سر کرم — قدرش بلند ساخت که قائم مقام کرد

او هم بلند نامی آقای خویش خواست — آبادی جهان ز ره انتظام کرد

کشت امید انفس و آفاق سبز شد — چون ابر نوبهار چنان فیض عام کرد

آورد در نگاه بیک دوره ملک را — دور قمر بگردش چشمی تمام کرد

فرمود بندوبست بتضعیف بلکه کم — حکام تحت خود همه را نیک نام کرد

تاریخ معدلت که دو جلد آمد از ازل — کسری یکی نوشت دگر این تمام کرد

حاتم بوقت همت و نوشیروان بعدل — رستم دمی که تیغ جدا از نیام کرد

دارا به فر و جاه و سکندر بمرتبت — تسخیر صد دیار ز نیرو ز خام کرد

روشن زمین درگه پاکش چنانکه چرخ — از خاک بردو ذره و خورشید نام کرد

صد عقده را ز ناخن تدبیر حل نمود — در پیش هر مهم که شدش انتظام کرد

در منزلی که گشت فرو کشش دم سفر — گردون بسر دوید و طواف خیام کرد

راهب ز دیر آمد و شیخ از حرم رسید — روزی که حکم دخل بدربار عام کرد

قوم هنود را و مسلمان اطاعتش — واجب بخود چو روزه بماه صیام کرد

هرکس بعهد امن بخواب فراغت است — زان رو که در رفاه جهان اهتمام کرد

برخاست از عدالت او بسکه رسم ظلم — سنگ از برای صلح بمینا پیام کرد

گل ساخت غنچهٔ دل خلق از نسیم فیض — وز موج بوی خلق معطر مشام کرد

تبدیل ساخت رنج جهان کهن بعیش — گلنار جامهٔ فلک سبز فام کرد

هرچند انتقام جهان ست کار او — هم در دیار علم و هنر انتظام کرد

تحصیل علم و کسب کمال آنچه بیش ازو — عمر عزیز صرف بحث مدام کرد

همپایه کسائی و فرا بصرف و نحو — با بوعلی بحکمت و منطق کلام کرد

شاگرد کتب علم ریاضی سفر نمود — صبحی بفکر انجم و افلاک شام کرد

طاها بس گشته خامه رنگین بدست او — در روضه عبارت رنگین خرام کرد

در هر زبان با هل زبان گشت همکلام — در هر هنر با هل هنر انضمام کرد

صیاد فکر او بخدنگ افگنی چو من — وقتی هزار طایر معنی بدام کرد

هنگام فکر سر بگریبان فرو نبرد — محراب دید و سجده رب انام کرد

بهر طرب شبی که ببزم طرب نشست — حاضر سپهر شیشه و خورشید جام کرد

هر شب حسود مرتبه اش از شکست رنگ — گلگشت ماهتاب ببالای بام کرد

کس قدردان علم و هنر نیست مثل او — هر جا که یافت علم و هنر لطف عام کرد

ای مهر فیض بر من مسکین بچشم لطف — بنگر که چرخ صبح مرا همچو شام کرد

بر صفحه زمانه فلک از خمیدگی — قدم که بود مثل الف شکل لام کرد

اکنون چو چرخ بنالم که طالعم — شد خضر راه و حاضر دربار عام کرد

در وصف او که چند در نظم اسیر سفت — عرض قبول یافت حصول مرام کرد

تابنده مهر دولت و حشمت مدام باد — خوش گفت این دعا و قصیده تمام کرد

قصیده

همدم مپرس باز من غم و دیده شرح غم — بی انتها سخت جان کرم و عجب ام

سلب خواب بنگه زبیتابی دل آتش — گه سوی دیر سیرم و گه سوی حرم

گم کرده‌ام طریق و ز من خضر بیخبر
کشتی شکست لطمهٔ موج ستم جوش غم

آخر چه کرده‌ایم قصور تو ای فلک
حق حق بگو ترا به سپهر خود قسم

ما را بدرد و هم نه نوازی و در پی عطش
در دست دیگران می صافت و [illegible]

گفتم هزار بار و بگویم هزار بار
آخر ترحمی که نیم لایق ستم

شد یا اگر چنین پی تخریب من کمر
نالم به پیش حاکم ذی قدر ذی حشم

آن حاکم رحیم که صیت عدالتش
از ملک هند شهرهٔ عام است تا عجم

انصاف و فصل جمله قضایا بدست او
ذی فهم موشکاف سخندان مسیح دم

ای کلک ما بخدمت داور رسیده‌ایم
کن مطلعی بطرز نخستین کنون رقم

مطلع ثانی

ای حاکم عدالت نوشیروان شیم
حکم تو در میانهٔ هر خیر و شر حکم

بر رای مستقیم تو سهل است و سهلتر
فصل مقدمات که امریست بس اهم

تقسیم جزو لایتجزی محال نیست
هنگام حرف چون دو لب تو شود بهم

گویم چو شاه ملک معانی ترا بجاست
قرطاس تخت و طبل دولت و قلم علم

اهل قلم که دعوی تحریر میکنند
هستند سر نگون بحضور تو چون قلم

بیش و کم جهان که ز عدلت برابر است
اصلا تفاوتی نبود در دق و درم

سروی نبود در چمنستان مکرمت
تا رایت سپاه شکوهت نشد علم

در رزم و بزم همسر تو نیست هیچ کس
رستم دم شجاعت حاتم دم کرم

آینه بهر طوف حریم تو روز و شب
خورشید و ماه ساخته از فرق خود قدم

کیوان بپای قصر شکوهت نهد کلاه
گردون باستان رفیعت [illegible]

کردم بیان خواب و چنین بی تلاش و فکر — تعبیر خواب من ز دلش بر زبان رسید

آگه نه که جمله جهان سبزه زار شد — آبی که رفته بود بجوی جهان رسید

شادی کن ای عزیز که مصر است لکهنو — یوسف قریب شد خبر از کاروان رسید

خوابت مطابق است که آمد مسیح عصر — گویا که جان تازه بجسم جهان رسید

آن حاکم عدالت و الا صاحب شرف — کز مدح او باوج سعادت توان رسید

از حادثات دهر سعادت نصیب خلق — تعویذ حفظ عالم و خط امان رسید

یاجوج فتنه را نشود دخل تا دگر — سد نسبت خود سکندر عالی مکان رسید

آفاق را ز مقدم او بسکه عید شد — از بهر تهنیت ملک از آسمان رسید

چشمی که بوسه داد بپایش فروغ یافت — شد سرفراز سر که برین آستان رسید

ثانی عصر حاتم دوران رفیع قدر — فرمان روا و دقیقه رس و نکته دان رسید

عالم فروز و صاحب انصاف و دادگر — با فتح همرکاب و ظفر توامان رسید

در علم و فضل همسر سحبان نزول کرد — در عدل و داد ثانی نوشیروان رسید

هر جا که [illegible] گل مراد چمن در چمن شگفت — آوازهٔ شکوه جهان تا جهان رسید

بر کرسیی که او دم نهضت جلوس کرد — از اوج پایهٔ ارش بسر فرقدان رسید

هر ذره نور یافت که خورشید جلوه کرد — پیری بهر که گفت که بخت جوان رسید

گردی اگر بجلوه گهش خاست از هوا — ابر سیاه شد طرف آسمان رسید

وقت دعاست باز زبان وقف صد دعا — در گوش من ز غیب صدا این زمان رسید

کردم دعای شوکت و اقبال جاه و عمر
البته شد قبول بمطلب توان رسید

قطعہ

تعریف شاہ وصف جناب امیر ہے
[illegible] بے نظیر ہے

حق تو یہ ہے کہ یہ کلام یہ دعوی نہیں غلط
[illegible] سلیمان نظیر ہے

آئینہ دار حسن بہار چمن ہے گل
فطرت میں ہی اصالت آب گہر ہے

پیرو ہے اسکا پیرو بازو ہے مصطفیٰ
جس کا یہ دستگیر ہو حق دستگیر ہے

کہتا ہے روی صاف یہ آئینہ میں عکس
تو پادشاہ حسن ہے تو بندہ وزیر ہے

ہیں سر بلند قامت بالا میں انجم
سدرہ سے بھی بلند ہماری ضمیر ہے

لکھا ہے اسکی چہرہ رنگین کا کچھ جو وصف
آواز عندلیب قلم کی صریر ہے

پیشی میں جیسے عکس نگین ہے وہ چشم مست
جام حباب میں مے خم غدیر ہے

سنتا ہوں وز شہ کی سخن دیکھتا ہوں رخ
کیا مجھ پہ فضل رب سمیع و بصیر ہے

روشن ہے اسکی فیض سے اقلیم سلطنت
ہمت میں بے نظیر یہ بدر منیر ہے

آئی جو معرکہ میں ہے بہرام نیزہ دار
بیٹھی جو حلقے میں عطارد دبیر ہے

لکھا ہے ہمنے شاہ کی ذہن رسا کا وصف
خامہ کڑی کمان کا گویا کہ تیر ہے

ہم کیا کہ دست فیض ہے جیسے گہر فشان
ہر دم کشادہ دامن ابر مطیر ہے

کچھ احتیاج اوس سے نہیں ہے ضعال کی
اے دل وہ آپ واقف ما فی الضمیر ہے

خورشید کو نہ حادثہ سے کچھ خطر نہیں
سر پر ہماری ظل خدای قدیر ہے

یارب قوی ہو دوست کا دل ناتوان عدو
جبتک کہ عقل پیر جوان عقل پیر ہے

قطعہ

سلامت خسرو عالم ہمیشہ
رہین سایہ مین اوسکی ہم ہمیشہ

دیا اللہ نے ایسا جو فرزند
کیا کرتے ہین فخر ادہم ہمیشہ

در دولت پر آتا ہی شب و روز
گدائی کی لئے حاتم ہمیشہ

زہی جرأت کہ زیر خاک اب بھی
لرزتا ہے دل رستم ہمیشہ

مگر کرتے ہی تقلید نم فیض
کھلاتی ہے جو گل شبنم ہمیشہ

پہین محبوب دم پریونکی ٹہکین
جوانی کا رہے عالم ہمیشہ

رہی فرمان دہ و جان بخش عالم
یہ یوسف رخ مسیحا دم ہمیشہ

ادب سے ابروی پر خم کی آگے
مہ نو کی ہے گردن خم ہمیشہ

رہے تا حشر بزم فیض آباد
پئیں مے خوار جام جم ہمیشہ

جہان روشن ہو اس سے قاف تا قاف
رہے یہ نیر اعظم ہمیشہ

بغل ہر دم نئی معشوق سی گرم
قمر سی مشتری باہم ہمیشہ

الٰہی کور بد بینون کی آنکھین
ہوا خواہون کے دل خرم ہمیشہ

غزل

رخ تو حسن گل از خاطر صبا انداخت
قد تو سرو سہی را ز پا انداخت

برید سر ہمت دیروز خوف رسوائی
تن مرا بدر خانہ خدا انداخت

بکوی زلف نہ جای سکون بپای نگرین
فغان کہ بخت سیاہم درین بلا انداخت

رہین منت چشم تر خودم کہ ز اشک
بجیب من چہ گہرہای بی بہا انداخت

مرا ز پیرہن ننگ و عار بیرون کرد
کسے کہ بر رخ او پردہ حیا انداخت

کسی کہ سینہ ما را بداغ مہر تو سوخت
بہشت طرح گلستان گلشان انداخت
ازان ز دست تو بہ دوزخ نسیم خوشم
کہ بر بہشت غبار م بکبر بلا انداخت
چو ترک چشم تو شد بر حبیبہ جانب پشت
براہ وان زلف سر تیر خطا انداخت

اسیر شکوہ طراز مہر ز طالع بد خویش
کہ بر گرفت مرا از کجا بکجا انداخت

خاتمة الطبع

نتیجہ طبع نازک سخنور بے مثال شاعر نازک خیال سید فضل رسول خان بہادر واسطی شاگرد
تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ مصنف اس دیوان بلاغت نشان کے شاعر
بے نظیر محمد بیدل و جلال اسیر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علی خان بہادر
بہادر جنگ متخلص بہ اسیر ہین شہرہ اونکے فضل و کمال کا عام ہے سند اوستادی
اونکے نام سے تمام ہزار ہون عالم فاضل فن خاص شاعری مین اونسے
فیضیاب ہین اور تشنہ لبان بحر سخن اونکے بحر ذخار اوستادی سے کامیاب
ہین بادشاہ ملک سخن کہ لقب فردوسی کا سنا ہے اگر آج انکو کہین بجائے
فی الحقیقت ایسا شاعر بے نظیر آجتک نہ دیکھا ہے نہ سنا ہو قلم جو کچہ اونکی
مدح مین تحریر کرے زیبا ہے چنانچہ یہ اشعار اونکے حسب حال ہین —

اشعار

تصنیف مین سواد شعر آیا
کیا کوس سخنوری بجایا
کرتی ہین جو اسپ طبع جولان
دم بہر مین ہی طی سخن کا میدان

تیزی جو زبان کی ہو اظہار	کٹ جائین جیاسی شعر اغیار
جیسی یہ ہوئی ہین سحر پرداز	ہین اہل سخن کو ناز پرنا ز
صدقی ہے زبان پر فصاحت	قربان ہے بیان یہ بلاغت
قدرت وہ خدائی کی ہے امداد	شاگرد ہی ایک جہان یہ اوستاد
دی حق نے وہ طبع فیض بنیاد	شاگرد جو ہو وہی ہی اوستاد

کلیم کو کہ طور سخن پر دعوای کلیم الہی ہے انکی شاگردی پر مباہی ہے کلام بلاغت نظام انکا اوسکو بمنزلۂ عصا ہی کہ لغزش سے زمین شعر مین بچاتا ہے سلیم کہ ایک شاعر نازک خیال ہے انہین کی خوشہ چینی سے صاحب کمال ہے اگر حق پوچھو بمقابلہ انکو اوسکو کچھ خاک نہین آتا ہے ایسا مرتبۂ عالی سخنگوئی مین کون پاتا ہے

شعر

حافظ کو ہین یاد انکے اشعار	ہی طالب آسمی طلبگار

عرفی اگرچہ عرف مین مشہور ہے لیکن انکے آگے مُنہ کھولے کیا مقدور ہی جلال کی کہ دیوان پر اوسکے بڑے بڑے نازک خیالون کو ناز ہی یہ نسبت انکے کلام کی نسبت حقیقت و مجاز ہے کلام انکا پر از مضامین عجائب و غرائب ہے صائب کی ایسی کہان رائے صائب ہے شعر لوٹی جو ہولذن باریابی ملے بجلی کیطرح دل سحابی جو کلام ہے وہ ایک معجزہ سخن ہے اگرچہ معجزہ نمائی سخن کہنا بجا ہے لیکن مجبوری ہے کہ خرق عادت بشری غیر امام نا روا ہی کرامت پر محمول کرنا بجا ہے الغرض ایسے صاحب ہنر عالی مقدار باوقار کو کہ کل علوم مین دخل رکھتے ہین خصوصاً اس فن مین اللہ تعالی سلامت باکرامت رکھے کہ چراغ ہند مین یہ عالی نسب بڑی سید مدد علی

کہ ابن سید محمد علی ابن سید مولوی محمد معین الدین ابن محمد صالح ابن الحاج طیب بکروری
سکنے ہین کمالات انکے اور متعدد آبا و اجداد کے اظہر من الشمس اور ابین من الامس
ہین چنانچہ سید صالح بکروری شاہ دہلی کی سرکار مین بہت ممتاز تھے سب اکابر و منصب
سرفراز تھے مولد انکا قصبہ امیٹھی متعلقہ پرگنہ گوشائین گنج ہے کہ پرگنات ملک اودھ
سے ہے بزرگ انکے سب عالم و فاضل اور عہدہ دار سرکار شاہی رہے اور
ریاست و وجاہت اور معافی وغیرہ بیشمار رکھتے تھے اور یہ اولاد حضرت عباس علمدار
علمبردار لشکر خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا از علی ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب
ابو الحسنین قاتل المشرکین شاہزادہ از امیر المومنین علیہ السلام سے ہین
بارہ برس کی عمر سے اپنے ننھال شیخ زادگان شہر لکھنؤ مین چلے آئے اور
تحصیل علوم مین مصروف رہے تمام کتب درسیہ اور غیر درسیہ فارسیہ اپنے والد بزرگوار
یعنی جناب سید مدد علی صاحب مغفور سے پڑھی چنانچہ آج ہندوستان مین
ایسا فارسی دان کم ہے اور پانچ برس تک کامل ایام فرصت مین درس بھی کتب
متداولہ فارسی کا دیا کیئے اور طالب علمون کو اپنی فیض عام سے فیضیاب کیا یہ
یہ تو حال علم فارسی کا بیان ہوا اور کتب عربیہ صرف و نحو و منطق و فلسفہ و حکمت
و حساب و معانی و بیان وغیرہ حضرات علماء فرنگی محل سے کہ جنکے کمالات علمی مشہور
عالم ہین اور اپنے عم بزرگوار جناب مولوی سید علی صاحب مرحوم مغفور سے کہ عالم کامل
تھے تحصیل کیئے بعد ازان تحصیل علم فقہ و اصول کی جناب مرزا کاظم علی صاحب
شاگرد رشید جناب غفرانمآب اعنی مولوی سید دلدار علی صاحب مجتہد العصر والزمان
سے اور نیز شاگرد جناب میر محمد تقی صاحب سے کی باوجود ان اشتغال

کو شغل فن شاعری کا بھی بدرجہ کمال رہا حضرت فخر شعرا و زبان استاد مسلم الثبوت جناب غلام ہمدانی المتخلص بہ مصحفی نے کے اس فن خاص میں شاگرد ہوے مگر میان صاحب موصوف دو تین برس مین دار فانی سے طرف عالم بقا کو تشریف لے گئے اگرچہ یہ فن نہایت مشکل تھا لیکن بسبب اپنے کمال اور بہار علم کے ایسی مشق فرمائی کہ لاجواب ہوئی شعر ہر کا رسے کہ ہمت بستہ گردد [illegible] اگر خاری بود گلدستہ گردد تھا اور تین جگہ ملازم ہوے [illegible] امین رہے اور ہزاروں خیمے اپنے قلم سے [illegible] منشی گری کا وزارت عہد خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سکندر حشم دارا جم جہاہ امجد علی شاہ بادشاہ طاب ثراہ مین رہے انتظام کواغذ سلطنت اودہ انہین کی تجویز پر تھا اور چار برس مصاحب حضرت ظل اللہ خاقان جہان پناہ دارا حشم افلاطون خدم سکندر شوکت دارا سطوت مربع نشین چار بالش ہمت و مروت گوہر شاہوار تاج شاہی درۃ التاج صاحب کلاہی عالی جاہ جہان پناہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ ابد اللہ ظلال احساناتہ علی رؤس العالمین کے رہے اور کچہری خاص سلطانی با بنام انکے رہی تصنیفات مین دو دیوان بزبان اردو ایک مسمی بہ گلستان سخن دوسرا مسمی بہ ریاض مصنف اور ایک دیوان فارسی مسمی بہ گلشن عشق چھپ چکے ہین مشہور انام زبان زد خاص و عام ہین اور ایک دیوان بزبان اردو یہ اب طبع ہوا اور ایک دیوان مسمی بہ گلدستہ ابیات منقبت ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام مین ہے وہ بھی چھپ چکا اور مثنویون مین مثنوی مسمی بہ معارج الفضائل معجزات چہاردہ معصوم علیہم السلام

تاریخ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر شاگرد رشید منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر

مطبع مین چھپا جب مری استاد کا دیوان
اس طبع مین بھی حسن طبیعت کی صفا ہے

تاریخ یہ برجستہ لکھی کلک نی نادر
کیا تیسرا اوستاد کا دیوان چھپا ہے
۱۲۸۶ ہجری

قطعہ تاریخ شیخ رضا حسین صاحب متخلص بہ رضا شاگرد منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر

رضا ختم اوستاد پر ہی فصاحت
ہوا طبع کیا خوب دیوان رنگین

دو تا مصرعہ سال لکھا قلم نے
چراغ مطالب ہی رنگین مضامین
۱۲۸۶ ہجری ۱۲۸۶

الیضاً

ہوا طبع دیوان جب تیسرا
بلیغ و فصیح و بدیع و صحیح

رضا مصرعہ سال دل نی لکھا
بہت خوب دیوان چھپا ہی فصیح
۱۲۸۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتایج افکار محمد احمد حسن خان عرف اچھی صاحب تخلص جوش

دیوان ہوا طبع بہت خوش اسلوب
تقطیع بھی مطبوع ہی خط بھی مرغوب

خامی نی کیا مصرع تاریخ رقم
دیوان اسیر جوش چھپا ہی خوب
۱۲۸۶ھ

قطعہ تاریخ من افکار محمد سلیمان متخلص بہ اسد

چھپا بہ مطبع عالی منشی ذیشان
ہماری حضرت استاد اسیر کا دیوان

اسد نی سال مسیحی کہا بشوق تمام
کہ بی نظیر ہی استاد کی جدید کلام
۱۸۶۹ عیسوی

قطعات تاریخ از نتیجہ طبع سخنور نازک خیال شاعر عدیم المثال در حریم